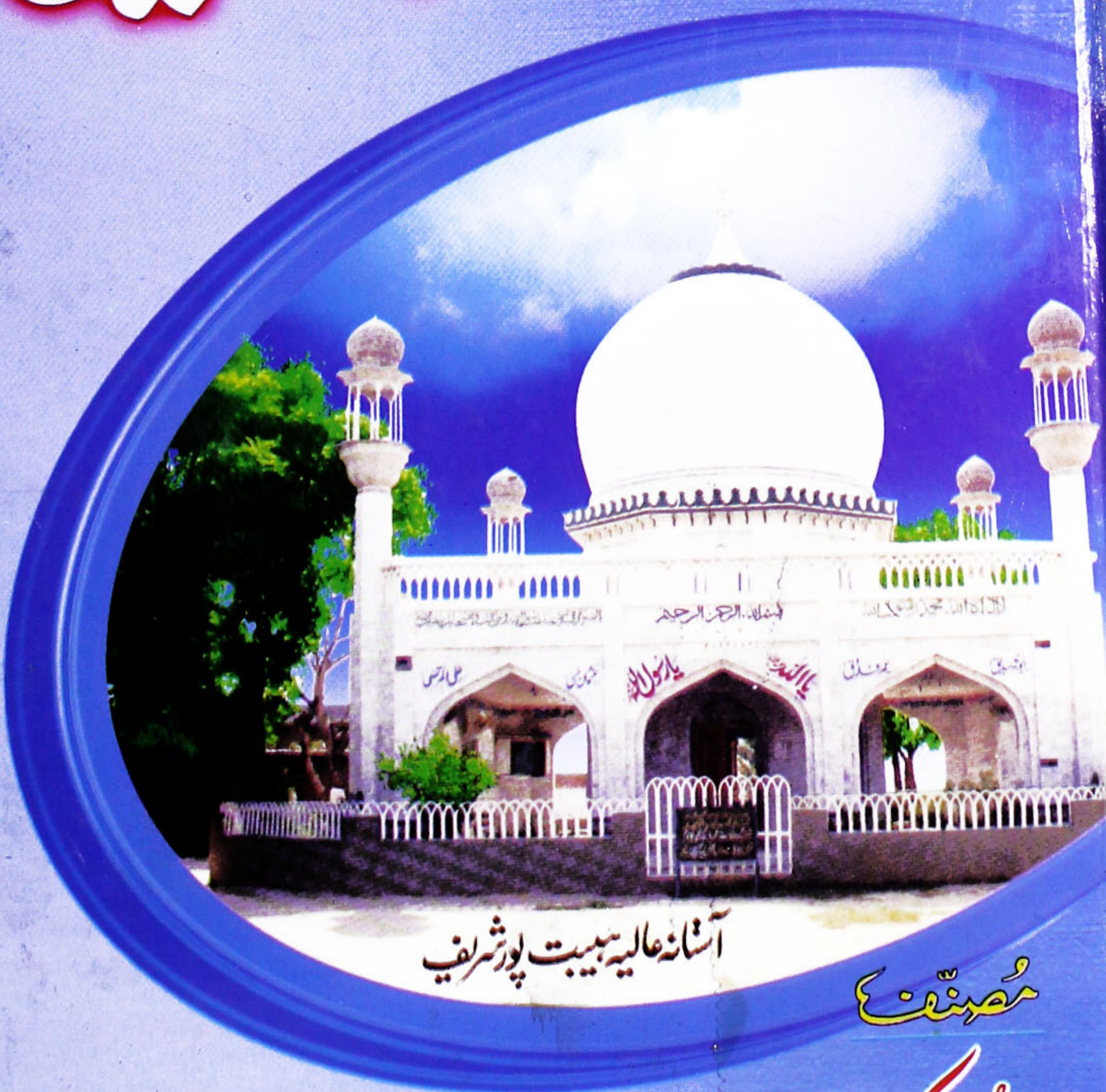


10.220

ذکرِ درویش



آسانہ عالیہ مہیت پور شریف

مُصنّف

محمد اکرم
نقشبندی
مجذوبی

قادیان رضوی کتب خانہ لاہور

ہمیشہ سرفرازی ہے محمدؐ کی غلامی میں
بلندی ہاتھ لگتی ہے ہمیشہ نیک نامی میں

دگر درویش

مختصر سوانح حیات

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، پیر طریقت، آشنائے حقیقت
راہنمائے عالماں، پیشوائے کلاماں، قبلۂ عاشقاں قطب
زماں حضرت علامہ درویش محمد یعقوب مصطفائی نقشبندی مجددی
المعروف سرکار اعلیٰ ہمدیت پوری

مصنف

محمد اکرم نقشبندی مجددی

خادم آستان عالیہ ہمدیت پور شریف ساکن راوی روڈ لاہور

لاہور
انجمن
مختبر
رضا
مکتبہ
فاضل
رحمان

گنج بخش ڈولز لاہور 042-7213575

Marfat.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ذکر و رویش 85267

مصنف محمد اکرم نقشبندی مجددی

بفیضانِ کرم جناب صاحبزادہ حافظ وحید الحق صاحب

حسب فرمائش جناب نور اللہ صاحب علامہ ماجد علی بخاری صاحب

..... جناب محمد عتیق صاحب

طباعت 2007ء

تحریک چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر حومدری عبدالمجید قادری

قیمت Rs 120

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

خُذْ بِیْدِیْ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ

یا اللہ! میری اس کاوش میں بحرمتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
و بحرمتِ پیر ما میری مدد اور راہنمائی فرما۔ آمین

درویش محمد اکرم

خلیفہ مجاز

آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ :

میرے اللہ جی!

اس کتاب کی کمپیوٹر کتابت میں سہواً کوئی غلطی ہوگئی ہو تو معاف فرما۔ بے شک تو جانتا ہے۔ کہ میرا اس میں کوئی ارادہ اور نیت نہ تھی۔ تمام دوست احباب پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔ اس ناچیز کی اس معمولی کاوش کو قبول فرما۔ آمین ثم آمین

عاجزانہ گزارش

مجھے جو مسودہ فراہم کیا گیا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہتر سے بہتر انداز میں کمپیوٹر پر ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ جب بھی آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ بندہ ناچیز اور تمام مومنین کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ اگر کوئی اس پیشکش میں کوئی خوبی پائے تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سمجھے اور اگر کوئی اس میں خامی نظر آئے تو اسے میری کوتاہ نظری، کم فہمی اور کم علمی سمجھ کر درگزر کرے۔ اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو دور کیا جاسکے۔

احقر محمد الیاس چوہدری

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
10	عرض مؤلف	-1
19	تاثرات	-2
28	آغاز سوانح حیات	-3
30	قبلہ حضرت صاحبؒ کے والد مکرم	-4
31	قبلہ حضرت صاحبؒ کے برادران	-5
33	قبلہ حضرت صاحبؒ کی ولادت باسعادت	-6
35	قبلہ حضرت صاحبؒ کا بچپن	-7
37	قبلہ حضرت صاحبؒ کے استاد محترم	-8
41	قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام	-9
42	قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام 'اچھی زندگی'	-10
44	قبلہ حضرت صاحبؒ کے مرشد باکمال	-11
47	قبلہ حضرت صاحبؒ کی بیعت کا ذکر	-12

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
51	قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام بابت دل کی صفائی	-13
54	قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام ”ہستی اور نفس“	-14
60	قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام بابت نماز اور اس کی ادائیگی	-15
66	نفس کیسے پیدا ہوا؟	-16
69	قبلہ حضرت صاحبؒ کی ہیبت پور تشریف آوری اور قیام	-17
77	قبلہ حضرت صاحبؒ کی جائے عبادت	-18
79	قبلہ حضرت صاحبؒ کا حلیہ مبارک	-19
80	قبلہ حضرت صاحبؒ کا لباس	-20
81	قبلہ حضرت صاحبؒ کی غذا اور طعام	-21
82	قبلہ حضرت صاحبؒ کی طہارت۔ وضو اور نماز	-22
86	قبلہ حضرت صاحبؒ کے معمولات و حسن سیرت	-23
91	قبلہ حضرت صاحبؒ کی منفرد کتابت اور تحریر مبارکہ	-24
93	قبلہ حضرت صاحبؒ کا منفرد انداز بیان	-25
95	قبلہ حضرت صاحبؒ کی توجہ باطنی	-26
98	مریدین اور عقیدت مندوں کے پاس ان کی خواہش پر تشریف لے جانے کا بیان	-27

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
100	مریدوں کو الوداع کہنا	-28
101	دلوں کا سکون اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے۔	-29
104	دل زندہ اور دل مردہ	-30
106	استغاثہ بارگاہِ سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وسلم	-31
112	گلاب کے پھول	-32
114	قبلہ حضرت صاحبؒ کی تصانیف مبارکہ	-33
	1- سیرتِ فاطمہؑ	
	2- سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	
	3- پریم کہانی	
	4- سیر علوی	
	5- یادِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم	
	6- نصرۃ العاشقین	
	7- برکات الاسماء	
120	قبلہ حضرت صاحبؒ کی اولاد مبارک	-34
	1- صاحبزادہ والا شان محمد محمد جی صاحبؒ	
	2- صاحبزادہ محمد احمد صاحبؒ	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	3- صاحبزادہ محمد محمود صاحب	
123	چند نصاب درویشی	-35
130	قبلہ حضرت صاحب کا ذکر وصال	-36
132	وصال کی پیشگی اطلاع	-37
135	قبلہ حضرت صاحب کا جنازہ مبارک اور تدفین	-38
138	قبلہ حضرت صاحب کے آخری ایام کی نصیحتیں	-39
143	سلام عقیدت	-40
145	ہدیہ عقیدت	-41
147	دوستی اور بھائی چارہ جو محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہو	-42
150	آداب کے ضمن میں	-43
154	پیر کامل کے آداب	-44
159	قبلہ حضرت صاحب کی چند کرامات کا ذکر	-45
	1- عبدالکریم نامی جن کی شاگردی	
	2- ایک حاجی کی مدینہ پاک سے بغیر کسی سواری کے واپسی	
	3- پریم کہانی نامی بی بی کا گمشدہ بچہ اور بازیابی	
	4- قبلہ حضرت صاحب کی مریدین پر نگاہ باطنی	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
	صوفی برکت علی کا حصول تعلیم	-5
	ہندو کا بازو شل ہونا	-6
	پیرزادہ حامد رضا محسن کی راہنمائی و مدد	-7
	بشارت و تصدیق جانشینی سلسلہ طریقت	-8
	آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف	
	ڈپٹی کمشنر کا اولاد زینہ کے لئے حاضر ہونا	-9
	روحانی تقسیم	-10
	صوفی اللہ دتہ (درباری نعت خواں) کو کھانا کھلایا	-11
	ڈوبتے کو سہارا	-12
	ان پڑھ کو باطنی طور پر پڑھا دیا	-13
204	شجرہ شریف مجمل	-46
206	فرمودات درویش	-47
210	ذکر خلفائے عظام	-48
222	دعا	-49

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

عرض مؤلف

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَحْمَةِ الْعَالَمِينَ
وَ عَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهِ وَعُلَمَاءِ مِلَّتِهِ اَجْمَعِينَ

اَمَّا بَعْدُ تَمَامَ تَعْرِيفِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَحَدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لِنَظَرِ هُوَ مَا لِكُلِّ كَلْبٍ
خَالِقِ كُلِّ رَازِقِ كُلِّ اَوْرَقَادِرٍ مُّطْلَقِ هُوَ۔ جُوچَا هُوَ كَرَّ اَوْر كَر سَكْتَا هُوَ۔ وَهُوَ وَاحِدٌ وَيَكْتَا هُوَ۔
نَهْ اَسْكِي ذَاتٍ مِّثْلِ كُوْنِي شَرِيكَ هُوَ۔ نَهْ اَسْ كِي صِفَاتٍ مِّثْلِ كُوْنِي شَرِيكَ هُوَ۔

اَوَّلٌ بَهِی وَهُی۔ اَخْرَبَی وَهُی۔ ظَاهِرٌ بَهِی وَهُی۔ بَاطِنٌ بَهِی وَهُی۔ مَكِيْنٌ وَ مَكَانٌ۔ چِيْنٌ
وَ چِنَاں۔ ہَمِيْنٌ وَ هَمَاں۔ جہاں اور زماں میں وہی نہاں اور عیاں ہے۔ زمين و فلک۔ شمس و
قمر۔ شجر و حجر۔ بحر و بر۔ ستارے اور سیارے اسی کے سجائے ہوئے ہیں۔ سب جگہ اسی کا
ظہور ہے۔ چرند و پرند۔ آبی و خاکی۔ نوری و ناری۔ سب کا خالق و رازق وہی اللہ تعالیٰ
وحدہ لا شریک ہے۔

عبادت و سجدہ صرف اور صرف اسی رب جلیل کیلئے ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو سجدہ نہیں۔ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ اس کی ذات وہم و گماں میں نہیں آسکتی۔ اس کا کوئی مکان نہیں۔ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ ہر طرف اسی کی ہی جلوہ گری ہے۔ وہ ہر ایک کی سنتا ہے اور سب اس کی نظر میں ہیں وہ دلوں کے بھید خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ ذہن میں آنے والے خیالات سے بھی واقف ہے۔

بعد مرنے کے اسی کے دربار میں حاضر ہونا پڑے گا۔ اور اپنے کئے کا حساب دینا ہوگا۔ وہ حساب لینا خوب جانتا ہے۔ وہ ذات بے حد رحیم و کریم ہے۔ گناہ بخشنے والا اور خطا میں معاف فرمانے والا ہے۔

لاکھوں، کروڑوں بلکہ لاتعداد درود و سلام۔ امام الانبیا۔ حبیب کبریا۔ راحت عاشقاں۔ آقائے دو جہاں۔ شفیع انس و جاں۔ سیاح لامکان۔ دُرِ یتیم۔ صاحب خلق عظیم۔ مدینے کے تاجدار۔ محبوب رب غفار۔ فخر موجودات۔ باعث تخلیق کائنات۔ نور مجسم۔ شفیع معظم۔ بے کسوں کے ملجی و ماویٰ۔ بے سہاروں کے سہارا۔ بشیر نذیر۔ سراج منیر۔ دانائے غیوب۔ منزہ عن العیوب۔ شفیع المذنبین۔ خاتم النبیین۔ نور من نور اللہ۔ پیارے آقا و مولیٰ۔ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پر انوار میں عاجزانہ فقیرانہ ہدیہ تبرکاً پیش کرنے کے بعد بارگاہ الہی میں سجدہ ریز ہو کر التجا کرتا ہوں یا الہی! عطا کر ان کو بزرگی۔ مرتبہ۔ شرف۔ وسیلہ اور درجات بلند۔ الہی چلا ہم کو ان کے طریقے پر اور وفات دے ہم کو اوپر ایمان کے اور داخل کر ہم کو ان کی شفاعت میں۔

یا اللہ! میں بندہ عاجز۔ ناچیز حقیر ذلیل۔ پر تقصیر۔ عصیاں سے دامن لبریز آپ

کے عالی و اعلیٰ دربار میں اپنا عجز لایا ہوں میرا دل و دماغ۔ آنکھ کان۔ دست و زبان اور ان سب میں طاقت آپ کی عطا کروہ ہے اور سب آپ کے ہی حکم سے حرکت کرتے ہیں۔

یا الہی! اپنی رحمت سے اور صدقہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھے توفیق

اور ہمت عطا فرما کہ میں آپ کے ایک عاشق پاکباز بندے۔ طالب صادق۔ عاشق

صادق۔ فنا فی الرسول کی زندگی مبارک کا مختصر سا تعارف سپرد قرطاس کر سکوں۔ تاکہ اس

مرد حق درویش کامل کی پاکیزہ زندگی سے زائرین اور جملہ مسلمان آگاہی حاصل کر سکیں

اور ان کے اسوہء حسنہ اور اوصاف حمیدہ کو پڑھ سن کر ان پر ”کو نو مع الصادقین“

کی حقیقت منکشف ہو۔ اور صالحین و کاملین و عاشقین کے ساتھ منسلک ہو کر اپنی عاقبت

سنوار سکیں اور ہر دو جہاں میں سرخرو اور نجات یافتہ ہو سکیں۔

ہم فانی ہیں ہماری جوانی۔ بڑھاپا۔ خوشحالی۔ تنگدستی۔ صحت و بیماری۔ ہمارے

دنیا کے تمام کاروبار۔ عیش و عشرت کے سامان۔ زمین و زر سب ختم ہو جانے والے ہیں۔

مرنے کے بعد سب دوست احباب۔ عزیز واقارب۔ چھوٹے بڑے۔ اپنے بیگانے۔

آباؤ اجداد۔ آل اولاد۔ سب بھول جائیں گے اور اپنے اپنے کاروبار دنیا میں مصروف ہو

جائیں گے۔

ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہماری قبروں کے نشانات مٹ جائیں گے اور کون

جانے کہ اس میں کون دفن ہے۔ ہمارا نام لینے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔ کسی کی زبان پر ہمارا نام

بھی نہیں آئے گا۔ کہیں ہمارا تذکرہ بھی نہ ہوگا۔

مگر بعض قبریں ان برگزیدہ خدارسیدہ ہستیوں کی ہیں۔ جن کو اولیا اللہ کے نام سے موسوم اور یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا ذکر ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ کیوں کہ انہوں نے اپنی فانی زندگی میں اللہ کا ذکر بلند کیا اور لوگوں کو ڈاکر بنایا۔ لوگ ان کے مزاروں پر حاضری دے کر اللہ کی رحمت سے دامن بھرتے ہیں اور بھرتے رہیں گے۔

دیکھئے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور داتا علی ہجویریؒ کے مزار پر بیٹھ کر اللہ اللہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور اللہ والوں کی نگاہ سے ان کو وہ برکات حاصل ہوئیں کہ وہ بے ساختہ پکاراٹھے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

مولانا روم فرماتے ہیں۔

یک زمانہ صحبت با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جس برگزیدہ ہستی کے حالات زندگی۔ اسوۂ حسنہ تحریر کرنا چاہ رہا ہوں۔ میں اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہوں۔ اس ہستی کے شایان شان میرے پاس مناسب و موزوں الفاظ نہیں۔ میری کم علمی۔ ناتوانی اور عجز میرے لئے رکاوٹ بن رہا ہے۔

بحر کیف اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں اور بزرگوں سے نظر کرم کی بھیک مانگتا ہوں تا کہ میں اللہ والوں کا ذکر کر کے اپنی عاقبت کے واسطے کچھ سامان چن لوں۔ دراصل اللہ والوں کا ذکر بالواسطہ اللہ ہی کا ذکر ہے کسی بلڈنگ یا مکان کی تعریف اصل میں معمار کی

ہی تعریف ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ میری غلطیوں کو معاف فرمائے اور قارئین سے بھی درخواست گزار ہوں کہ میری غلطیوں پر نظر نہ رکھیں بلکہ اللہ والوں کی محبت کو دل میں جگہ دے کر مطالعہ فرمائیں۔ وَاَتُوْنِيْۤ اِلٰہِ اللّٰہِ

تو وہ بزرگ ہستی میرے پیرو مرشد خواجہ فیض عالم۔ عظیم المرتبت و برکت راہنمائے عاشقاں و کاملان قطب زماں علامہ درویش محمد یعقوب مصطفائی۔ نقشبندی۔ مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات ہے جنہوں نے ہیبت پور شریف تحصیل پسرور میں قدم رنجہ فرما کر جملہ مسلمین کو محبت رسول صل اللہ علیہ وسلم کے وہ جام پلائے جس سے کثیر مخلوق کے دلوں کو نور معرفت سے مزین فرمایا اور آج اُن کے فیض سے دور دراز کے علاقے مستفیض ہو رہے ہیں۔

آپ کی سیرت کا تعارف ایسا ہی ہے جیسے دریا سے قطرہ۔ پہاڑ سے زرہ۔ دریا
آپ کی ہستی کے بارے میں تحریر کیلئے کئی دفتر درکار ہیں کیونکہ کما حقہ ان کی حقیقت سے آگاہی ناممکن ہے۔ ایک مقام پر پیر طریقت صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ قبلہ حضرت صاحب کا وہ مقام ہے کہ جہاں تک رسائی ناممکن ہے۔

اپنا دخل نہ دیوں اتھے اپنا دخل بھلائیں
تے جس دیکھیا دخل اپنے نوں پاوے او سزائیں

دیکھیا دخل شیطانے اپنا لعنت پوری پائی
انا خیر مندہ بولیا مخت سب گوانی

زیر نظر تصنیف میں اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق درویش کامل قطبہ دوراں حضرت علامہ درویش محمد یعقوب المعروف سرکار اعلیٰ ہیبت پوری کے سوانح حیات اور اسوہ حسنہ نہایت اختصار کے ساتھ رقم کئے گئے ہیں اور تصنیف کو ”ذکر درویش“ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ بآسانی سمجھ میں آ جانے کی غرض سے تحریر میں نہایت آسان اور عام فہم الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

اگرچہ اللہ والوں کا ذکر بلا شک موجب نزول رحمت و نجات ہوتا ہے چنانچہ احقر بھی اللہ تعالیٰ سے اس کے بے مثل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل عاشق اپنے مرشد پاک کے توسل سے بارگاہ الہی سے اسکی رحمت اور بخشش کا خواستگار ہے۔

یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ آستانہ عالیہ پر حاضری کے لئے اطراف و اکناف سے آنے والے بعض زائرین آپ کے بارے میں روشناس نہیں ہوتے لہذا وہ آستانہ عالیہ پر موجود کسی خادم سے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور بعض دفعہ ایسا بھی ممکن نہیں ہوتا۔

لہذا تعارفی طور پر مختصر سوانح حیات ترتیب دی گئی تاکہ زائرین حضرات آپ کے بارے میں واقفیت حاصل کر کے مستفید ہو سکیں۔ یہ خدمت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی، شیخ ماکی نظر کرم اور جناب سجادہ نشین دامہ برکاتہ کی شفقت سے ہی ممکن

ہوسکی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تحریر میں کوئی لفظی معنوی غلطی ہو تو درگزر فرمائیں۔ البتہ غلطی کا ہو جانا ناممکنات
میں سے نہیں۔ تاہم پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی غلطی نہ ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ (سورہ بقرہ ۱۲۷)

رَبَّنَا لَا تَوَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا
كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاقْ وَاعْفِرْ لَنَا وَقَدْ آرَحْمْنَا وَقَدْ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى

الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ (سورہ بقرہ ۲۸۶)

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى حَبِيبِي سَيِّدِي مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارِكْ

وَسَلِّمْ

اظہار تشکر

راقم الحروف اپنے ان احباب کا ممنون ہے اور دعا گو ہے جنہوں نے دامت برکاتہم ورحمتہم وبارکاتہم اجمعین کے لئے اس کتاب ہذا کی اشاعت میں معاونت فرمائی۔

مکرم و محترم ڈاکٹر ایم بی عابد صاحب مصطفائی نقشبندی قبلہ حضرت صاحب کے خلیفہ مجاز نے کتاب کی تدوین و تصحیح میں جو سعی بلیغ فرمائی ہے میں ان کا بیہودل سے مشکور ہوں اور ان کی درازی عمر، علم و عمل میں مزید اضافہ کے لئے دعا گو ہوں۔

خاک پائے اولیاء

محمد اکرم عفی عنہ

راوی روڈ، لاہور

کی میں صفت مرشدی لکھاں طاقت نہیں قلم نون
 جوں جوں لکھاں اکھاں روون تازہ کرے اہم نون
 کا ملاں وچوں اہل سوہنا بھریا علموں حمدوں
 کرو قبول اس عاجز اکرم اپنی نظر کر موں

تاثرات

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

سب حمد و ثناء اس معبود و مسجود برحق اللہ جل جلالہ و وحدہ لا شریک لہ کے لئے جو رب العالمین ہے۔ جس کے حضور ہر شے کی حقیقت سجدہ ریز ہے۔ لا تعداد دُرود و سلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو رحمت العالمین اور جانِ قبلہ اور کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
 رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
 اُس کی بخشش ان کا صدقہ
 دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں

جن کی ذات، ذاتِ حق نما، جن کا روئے انور۔ جمالُ اللہ، دستِ

اقدس، يدُ اللہ، جن کی رضا۔ رضائے خدا، بیعت۔ بیعتِ خدا اور اطاعت۔ اطاعتِ خدا ہے۔ خدائے پاک وحدہ ہے اور محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم عبودہ ہے۔

بقول علامہ اقبالؒ

گس زبر عبودہ آگاہ نیست
عبودہ جز سرّ الا اللہ نیست

وہ دانائے سُبُل، ختم الرسل، مولائے کُل۔ جس نے غبارِ راہ کو بخشتا فروغِ وادی

سینا،

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یسین وہی طہ

ہمارے آقا حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا۔ تبلیغ کا فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء نے ادا کرنا ہے۔ اس ضمن میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ

ترجمہ: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔

الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ترجمہ: علماء نبیوں کے وارث ہیں۔

منصب نبوت کا اہم پہلو قلب و نفس کا تزکیہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین یعنی علماء حقانی و اولیاء حضرات بھی یہی فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ پہلے وہ خود اس چشمہ فیضان سے سیراب ہوتے ہیں۔ پھر وہ دوسروں کو ساقی بن کر معرفت اور حقیقت کے جام بھر بھر کر پلاتے ہیں۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اللہ تعالیٰ کا محبوب و مقرب اور مرد کامل بنا دیتی ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ادھر اُن کی زبان سے الفاظ نکلیں ادھر بگڑے ہوئے کام سنور جائیں۔ ادھر نظر اُٹھے ادھر تقدیر بدلے۔

بقول علامہ اقبالؒ

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے بدل جائیں ہیں تقدیریں

اس لئے قرآن حکیم میں ”کونو مع الصادقین“ فرما کر ایسے سچے اور خدا رسیدہ کالمین کی سنگت اختیار کرنے کا حکم صادر فرمایا جا رہا ہے۔

زیر نظر کتاب الموسوم بہ ”ذکر دُرُوش“ ایک ایسے مردِ حق آگاہ کی سوانح حیات ہے جو محتاج تعارف نہیں بلکہ ان کے نام نامی اسم گرامی سے بجز اللہ زمانہ آگاہ ہے۔ یعنی رئیس العارفین، قدوة السالکین، راہبر شریعت، آشنائے حقیقت، قطبِ دوراں، ہادی راہِ گم گشتگان حضرت علامہ دُرُوش محمد یعقوب مصطفائی نقشبندی مجددی المعروف سرکارِ اعلیٰ، محدثِ بیتِ پوری۔

شان ہے تیری بڑی دُرُوشِ حق بیتِ پوری
دھوم ہے تیری مچی دُرُوشِ حق بیتِ پوری

اس قدسی نفس نورانی ذات کی حیات مبارکہ کے کچھ حالات یعنی مُشتے از فروارے کے مصداق (قبلہ حضرت صاحب کی) اس سوانح حیات میں ذکر کئے گئے ہیں۔ جو مؤلف گرامی قدر جناب صوفی محمد اکرم صاحب اطال اللہ عمرہ نے محنتِ شاقہ اور بساطِ بھر استعداد کے مطابق تحریر کئے ہیں۔ جزاءُ اللہ احسن الجزا

اُن کی اس کاوش اور سعیِ جمیلہ کو یہ ناچیز راقم الحروف بہت ہی تحسین کے لائق سمجھتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس عاجز کو کتابِ ہذا کی تدوین، ترتیب و تصحیح میں معاونت کا موقع عطا فرما کر اس کا رخیہ میں حصہ دار بننے کا شرف بخشا ہے۔ فی الحقیقت یہ نگاہِ شیخ کا

کرم ہے۔

شایانِ راچہ عجب گر بنو ازند گدا را

یعنی بادشاہوں کے لئے کیا عجب ہے۔ اگر وہ کسی منگتے کو انعام کی بھیک عطا کر دیں۔ لہذا اس عنایتِ کریمہ پر جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہوگا۔

اس سوانحِ مبارکہ میں مؤلف نے اپنے شیخِ کامل کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر جہاں تک ہو سکا بشمول عادات و خصائل، شمائل، معمولات، عبادات اور تعلیم و تبلیغ وغیرہ پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

تا کہ آستانہ مبارکہ پر آنے والے زائرین اور مریدین حضرات کو اگا ہی ہو سکے۔ کہ شیخِ کامل کو اللہ تعالیٰ نے کن خوبیوں اور خصوصیات سے نوازا ہوا ہے۔ تاکہ وہ بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اور خود کو اس کا اہل ثابت کریں کہ ہم ان کے سچے ارادتمند اور عقیدت مند ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مؤلف کتاب ہذا نے کس عمدہ پیرائے میں آپؐ کی سیرت کا نقشہ کھینچا

ہے۔ اس ضمن میں کتاب کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

”آپ“ کو دیکھ کر خدا یاد آ جاتا تھا۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے روز ازل سے ہی بعض انسانوں کو اپنی معرفت کیلئے چن لیا اور پسند کر لیا ہوتا ہے اور ایسے انسان پھر دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ جن کی اللہ تعالیٰ تمام شیطانی وساوس سے حفاظت بھی فرماتا ہے۔

آپؐ دورِ جوانی میں حسن و جمال کے پیکر تھے۔ آپؐ بناؤ سنگار۔ نمود نمائش۔ زیب و زینت اور ریا کاری سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ بلکہ عجز و انکساری۔ شرم و حیا۔ ایثار و وفا۔ فقر و غنا۔ قناعت۔ تبلیغ و وعظ۔ خدمت خلق زندگی کا نصب العین رہا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہمہ وقت مستغرق ہوتے۔ جب بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنتے یا پڑھتے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا۔“

اس مقصدِ عظیم کو پیش نظر رکھ کر اس کتاب کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ تاکہ پڑھ اور سن کر قارئین حضرات کو قبلہ حضرت صاحبؐ کی مقدس شخصیت کی عظمتِ علمی و عملی اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر استقامت اور خلق و محبت کا عظیم پیکر ہونے کا صحیح ادراک ہو سکے۔ اور آپؐ کے آستانہ پر حاضر ہو کر فیض و مرام حاصل کر سکیں۔

خلاصہ الکلام

آپؐ کی سیرت مبارکہ سے درج ذیل محاسن بالخصوص نمایاں ہوتے ہیں۔

1- آپ کا خاندان ایک علمی گھرانہ تھا۔ مرد و خواتین، عالم فاضل، پاکیزہ سیرت اور باعمل شخصیات تھے۔

2- آپ نے علوم قرآن و حدیث کے حصول میں بچپن سے ہی بڑے انہماک و جانفشانی سے محنت کی۔ اور اس پر عمل پیرا رہے۔

3- آپ نے اپنے شیخ کامل سے حد درجہ عقیدت اور ان کے فرمودات پر کما حقہ عمل کیا۔ کہ نگاہ شیخ نے اکسیر بنا دیا۔

4- عالم فاضل، مفتی و محدث اس پایہ کے کہ اکناف و اطراف کے ہر مکتبہ فکر کے علماء حضرات نے آپ کو یگانہ روزگار عالم باعمل تسلیم کیا۔

5- شیخ طریقت ایسے کہ وقت کے پیرانِ عظام اور مشائخِ کرام کی نگاہ میں آپ فخر المشائخ اور درویشِ کامل مانے گئے۔

6- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور محبت صادق ہونے کی تاثیر کا یہ عالم کہ آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور بیان سننے والوں پر بے ساختہ رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے۔

7- قبلہ حضرت صاحب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت صادقہ کا انعام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوا تھا اس کے ثمرہ میں قدرتِ کاملہ نے آپ کو یہ شرف عطا کیا کہ روزانہ عالم بیداری میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی۔ اس سے آپ کا محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق و محبت اور مقامِ حضوری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

8- آپؐ کی ہر ادا، ہر فعل، نشست و برخواست، وضو، نماز، سونا، جاگنا، کھانا، پینا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع ہوتا تھا۔

9- واعظ خوش بیاں، مقرر و خطیب شیریں لساں، ایسے کہ دوران و عجز و جدانی کیفیت کا سماں ہوتا۔ جو کہیں اور نظر نہ آتا۔ حاضرین و سامعین کے علاوہ درود یوار پر اثرات محسوس ہوتے۔

10- آپؐ کا جملہ کلام تصوف سے پر ہے۔ بطور نعت ہزاروں اشعار لکھے۔ کثیر کتابوں کے مصنف جو کہ تبلیغ کا بہترین ذریعہ اور عشق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگنے کا اعلیٰ ترین وسیلہ ہیں۔ آپؐ کا کلام پڑھنے، سننے والوں کی کایا پلٹ دیتا ہے۔

11- خدمت دین اور خدمت خلق میں ہمہ وقت مشغول رہتے اور اس کو سب سے بڑی عبادت اور رضائے خداوندی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے اور دوسروں کو بھی یہی تلقین فرماتے۔

12- دین پر استقامت کو سب سے بڑی کرامت کہا کرتے تھے۔ خود کو نمود و نمائش سے بچا کر اور چھپا کر رکھتے اور مریدین کو بھی اس کی تاکید کرتے۔

13- آپؐ اپنے اسلاف (علماء مشائخ حضرات) کا عملی نمونہ یعنی مجسمہ پیکر تھے۔ ساری زندگی ریا اور طمع و لالچ سے خود کو بچا کر رکھا۔ اپنے فرزندوں اور مریدین کو بھی یہی سبق دیا۔ اہل سنت و الجماعت عقیدہ پر قائم رہے۔ اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایہ حیات سمجھنے کا درس دیا۔ بزرگوں اور والدین کا

ادب بجالانے کی تاکید فرمایا کرتے۔

اختصاراً مذکور ہوا۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف

دعا ہے کہ ربِّ کریم ہم سب کو قبلہ حضرت صاحبؒ کے اسوہء مبارکہ کے رنگ میں رنگنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ہمیں باعمل مسلمان اور اللہ والوں کا صحیح خادم بنائے۔ کتابِ ہذا کے مؤلف کو اجرِ عظیم اور رضائے شیخ کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔

نیز ہمارے ولی نعمت، معدنِ عظمت و برکت زیب سجادہ پیر طریقت جناب حافظ وحید الحق صاحب مدظلہ العالی اور جناب صاحب جزادہ والا شان حامد رضا محسن صاحب اور صاحب جزادہ جناب فدائے الحق صاحب زاد لطفہ کا سایہء عاطفت ہمارے سروں پر ہر دو جہاں میں قائم رکھے۔

آپ حضرات کے فیوض ظاہری و باطنی میں مزید اضافہ فرمائے۔ دربارِ عالیہ، آستانہ مبارکہ کی رونق و برکت کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے اور سدا آباد رکھے۔ آمین یا رب العالمین بجاہِ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ اجمعین الایوم الدین۔

خاکپائے درویش، بندہ ناچیز

علامہ ڈاکٹر محمد عابد مصطفائی نقشبندی

خلیفہ مجاز سرکارِ اعلیٰ درویش ہیبت پوری

پرنسپل جامعہ مصطفائیہ یعقوبیہ چاہ میراں، لاہور

آغاز سوانح حیات

قبلہ حضرت صاحبؒ کے جدِ امجد

آپؒ کے جدِ امجد کا نام نامی اسم گرامی الحاج حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالکریم صاحبؒ نور اللہ مرقدہ تھا۔ آپ کا دولت خانہ امرتسر میں تھا۔ آپ نے دوج پیدل ہی کئے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی آپ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت کیلئے تشریف لے گئیں۔ اور ادھر ہی قضائے الہی سے دارفانی سے رخصت ہو گئیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط

آپ کئی برسوں بعد اپنے وطن واپس لوٹے۔ آپ کے قرابت دار بھائیوں نے آپ کے مکانات اور دیگر جائیداد پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ نے واپسی پر اپنے مکانات اور جائیداد کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ مگر بھائیوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ حاجی صاحب نے بالکل تکرار نہیں کی۔ اور اپنے بھائیوں کے رویے کا قطعاً برانہ منایا۔ اور نہ ہی اظہار

افسوس کیا۔ دل میں کوئی ملال و غصہ نہ لائے۔

اہل محلہ نے چاہا کہ حاجی صاحب اپنے بھائیوں سے اپنی جائیداد کا مطالبہ کریں۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ بھائیوں سے جھگڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت ہی وسیع ہے۔ چنانچہ آپ وہاں سے ہجرت فرما گئے۔

آپ امرتسر سے تن تہار روانہ ہو گئے۔ مختلف جگہوں پر قیام فرماتے ہوئے آخر

آپ ایک چھوٹے سے گاؤں جو شہر پسرور سے غربی جانب تقریباً 2 کلومیٹر ڈسکہ روڈ پر ہے۔

موضع موسیٰ پور تشریف لے آئے۔ اور وہیں آپ نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔

وہیں آپ نے دوسری شادی فرمائی۔ اور پھر بقیہ تمام عمر موسیٰ پور ہی میں مقیم

رہے۔ اور وہیں خدمت دین۔ درس و تدریس اور خدمت خلق میں دن رات مصروف

رہے۔ آپ قبرستان موسیٰ پور ہی میں آسودہ خاک ہیں نور اللہ مرقدہ۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کے والد مکرمؒ

آپؒ کے والد محترم و مکرم کا اسم گرامی حضرت مولانا محمد ابراہیم تھا جو اپنے وقت کے ولی کامل۔ عالم باعمل۔ زاہد۔ عابد۔ مفتی اور نہایت پرہیزگار شخص تھے۔ تمام عمر تبلیغ دین، درس و تدریس اور خدمت خلق میں صرف کی۔ آپ عاشقِ رسول۔ شب بیدار اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ علمائے حق کیلئے اعلیٰ نمونہ تھے۔ عالم شباب میں ہی اس دار فانی کو چھوڑ گئے آپ بھی موسیٰ پور میں ہی آسودہ خاک ہیں۔ نور اللہ مرقدہ۔

آپؒ ہر سال ماہ جیٹھ کے آخری ہفتہ اتوار کو اپنے ابا و اجداد کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے مناتے رہے ہیں اور آج بھی اسی شان و شوکت سے منایا جا رہا ہے۔

آپؒ کی والدہ محترمہ مغفورہ کا نام نامی حسن بی بی تھا۔ نہایت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کے برادران

آپؒ کے ایک بھائی جن کا نام حضرت علامہ مولانا محمد اسحاق تھا۔ اپنے وقت کے جید عالم۔ فاضل۔ کامل عامل اور عاشق بزرگ ہوئے۔ آپؒ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ 1977ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپ بھی قبرستان موسیٰ پور میں مدفون ہیں۔

آپؒ کے ایک تایا زاد بھائی جن کا اسم گرامی حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن تھا۔ آپؒ سے عمر میں بڑے تھے۔ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ اسلئے ان کی پرورش۔ تعلیم و تربیت اور شادی وغیرہ آپؒ کے والد گرامی نے فرمائی۔ وہ بھی 1970ء میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور ننگل مرزا (پسرور) میں آسودہ خاک ہیں۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمن (مرحوم و مغفور) کے صاحبزادے حضرت میاں محمد محمد جی (ثانی) وقت کے جید عالم۔ پیر طریقت۔ عاشق رسول ہوئے ہیں۔ عامۃ

المسلمین کے دلوں کو عشق رسول سے منور فرمایا۔

آج بھی میاں محمد محمد جی (ثانی) کے صاحبزادے میاں عتیق الرحمن صاحب لوگوں کو عشق کے جام پلا رہے ہیں۔ جید عالم اور نہایت منکسر المزاجی میں زندگی بسر فرما رہے ہیں۔ روحانی و جسمانی حکیم بھی ہیں۔ سینکڑوں لوگ اس آستانہ سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

الغرض آپ کے آباؤ اجداد۔ برادران وغیرہم۔ سب کے سب فرداً فرداً اپنے اپنے وقت میں عالم فاضل۔ زاہد ولی کامل ہو گزرے ہیں۔

حضرات اندازہ فرمائیے کہ جس ہستی کی ایسے پاکیزہ ماحول اور برگزیدہ ہستیوں کی زیر نگرانی تربیت اور پرورش ہوئی ہو۔ وہ کیسا گوہر نایاب ہوگا۔ اور بفضلہ تعالیٰ اس گوہر سے روشنی کے مینار پھوٹے۔ تو پھر مجھ جیسا۔ نااہل۔ کم علم شخص ایسی ہستیوں کے اوصاف حمیدہ کا کما حقہ کیوں کرا حاطہ کر سکے گا۔

لیکن بتوفیق الہی اور آپ کی شفقت اور نظر کرم سے قلم اور کوشش کو انہی کی زیر نظر حرکت دے رہا ہوں۔ اور اللہ پاک کا کرم سمجھتا ہوں جس نے مجھ جیسے نالائق۔ ناچیز حقیر اور نہایت ہی عاجز انسان کو راہنمائی اور توفیق بخشی کہ اللہ والوں کا تذکرہ کر سکوں۔



قبلہ حضرت صاحبؐ کی ولادت باسعادت

آفتابِ عرفان قبلہ عاشقاں مورخہ 9 ربیع الاول 1390ھ بمقابلہ 1890ء بروز سوموار موضع موسیٰ پور تحصیل پسرور میں دنیا میں تشریف فرما ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام محمد یعقوب رکھا بعد ازاں آپ نے اپنا لقب درویش پسند فرمایا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہر نور اللہ تعالیٰ کے نور سے خود بھی روشن ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی روشنی فراہم کرتا ہے۔ مگر چمکاؤ کو دن کی روشنی میں بھی آفتاب کی روشنی نظر نہیں آتی۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سورج روشن نہیں ہے۔ نقص صرف دیکھنے والی آنکھ میں ہے۔ آفتاب سامنے ہو۔ پھر بھی روشن ہے۔ اگر نظروں سے اوجھل ہو پھر بھی روشن ہے۔ اور اس کی روشنی سے ہی دیگر چاند ستارے سیارے روشن ہیں۔

بعینہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی آخر الزمان اللہ تعالیٰ کے نور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف آوری سے قبل بھی روشن تھے۔ زندگی میں بھی روشن اور دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی روشن ہیں۔ جیسا کہ کلمہ سے ظاہر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ

کے رسول ہیں۔ جیسے ظاہر زندگی میں سرورد و جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات تھے۔
اب بھی ویسے ہی اپنے عاشقوں کو تصرفات سے نوازتے ہیں۔ اور دیدار کی نعمت سے
سرفراز فرماتے ہیں۔

ان کی روشنی سے تمام اولیائے کرام روشنی حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے زندگی
میں بھی لوگوں کو ہدایت اور روشنی دیتے ہیں۔ اور دنیا سے جانے کے بعد بھی رہنمائی
فرماتے ہیں۔ اولیائے عظام سے منسلک ہزاروں واقعات ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن
نہیں۔

غرضیکہ انبیاء کرام علیہ السلام اور اولیائے عظام کا وجود باسعود اور زندگی کا ہر لمحہ
اور منزل رحمت الہی اور نور عرفان الہی سے لبریز ہوتی ہے مگر حقیقتاً نظر آئے یا نہ آئے اس
کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔



قالنبي لا فرق بين الحيوان و الانسان الا بالعلم

اوليا اللہ وہی ہیں جو کتاب و سنت کے پورے پابند ہوں۔ فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب۔ حلال و حرام سے مکمل واقف ہوں۔ علم دین سے مکمل آگاہی اور اس پر عمل درآمد اور اس کے ساتھ عجزہ و انکساری اور خلوص ہی فقر اور طریقت کی راہیں کھولتا ہے۔ سلطان العارفین سلطان باہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علموں باہجھ جو کرے فقیری کافر مرے دیوانہ ہو

سو سے برسوں اوہ کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ہو

غفلت کنوں نہ کھلسن پردے دل جاہل بت خانہ ہو

میں قربان تنہاں توں باہو جنہاں ملیا یار یگانہ ہو



قبلہ حضرت صاحبؒ کے استاد محترمؒ

آپؒ نے دینی علوم کی تعلیم (صرف۔ نحو۔ تجوید۔ قرآت۔ تفاسیر۔ احادیث) غرضیکہ جمیع علوم دینیہ کی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ آپؒ کے والد محترم وقت کے مفتی۔ محدث۔ فقیہ اور عالم باعمل تھے۔ ساری زندگی علم دین کی درس و تدریس میں صرف کی۔ زہد و تقویٰ۔ عجز و انکساری۔ عشق و محبت میں بلکہ جمیع صفات علویہ میں کامل و اکمل تھے۔

جب استاد اس شان کا مالک ہو۔ تو پھر شاگرد بھی نمایاں شان والا ہوگا۔ پھر والد ہونے کے ناطے سے اپنے لخت جگر کی پرورش میں سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ آپؒ نے جواں عمری سے پیشتر ہی علوم کی تمام منزلیں طے فرمائیں۔ آپؒ صرف و نحو میں ید طولیٰ تھے۔ جب آپؒ تلاوت کلام پاک فرماتے تو سننے والوں پر ایک سکتہ طاری ہو جاتا اور خوفِ الہی سے آنسو بہہ نکلتے۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جانور بھی محظوظ ہوتے۔ چھوٹی عمر میں علم دین کی منزل پالینا بھی بفضلہ تعالیٰ سمندر عبور کرنے کے مترادف ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے مقام نہ زوروں حاصل نہیں عقل نوں ڈھوئی
جان تک بخشے نہ بخشن ہارا صفت کمال نہ کوئی

جذبہ عشق الہی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا ہی سے آپ کے سینے میں
موجزن تھا۔ جس نے روز بروز آپ کو تڑپانا اور بے تاب کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ
تحصیل علم کے زمانے سے ہی آپ خلوت نشینی اور مجاہدہ کی طرف راغب ہونے لگے۔
مجاہدہ ایک ایسا فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی
اللہ علیہ وسلم بھی خلوت نشینی کیلئے غارِ حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور کئی کئی دن
وہاں مجاہدہ فرماتے اور پھر واپس تشریف لاتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی فرمائی لہذا نوعمری کے زمانہ میں ہی آپ نے
تقریباً سات سال آبادی سے باہر ایک نالے پر ریاضت میں گزارے۔ جو موسیٰ پور
شریف سے شمال جانب واقع تھا۔ وہاں آپ نے انوار و تجلیات کے جلوے ملاحظہ
فرمائے۔ عشق الہی۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ سوز و گداز۔ ذوق و شوق اور تڑپ میں
شب و روز اضافہ ہوتا چلا گیا۔

یہی معرفت الہی کا نور تھا۔ جس نے مستقبل میں بے شمار انسانوں کے دلوں کو
اس نور سے منور کرنا تھا اور ذکر الہی میں مشغول کرنا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حسن صورت
اور حسن سیرت بدرجہا تم عطا فرمایا تھا۔

ایسا حسن اور ایسی سیرت کہ فی احسن تقویم (اتین) کی حقیقت نظر آتی

تھی کہ آپؐ کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا تھا۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے روز ازل سے ہی بعض انسانوں کو اپنی معرفت کیلئے جن لیا اور پسند کر لیا ہوتا ہے اور ایسے انسان پھر دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ جن کی اللہ تعالیٰ تمام شیطانی وساوس سے حفاظت بھی فرماتا ہے۔ آپؐ دور جوانی میں حسن و جمال کے پیکر تھے۔ آپؐ بناؤ سنگار۔ نمود و نمائش۔ زیب و زینت اور ریاکاری سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ بلکہ عجز و انکساری۔ شرم و حیا۔ ایثار و وفا۔ فقر و غنا۔ قناعت۔ تبلیغ و وعظ۔ خدمت خلق زندگی کا نصب العین رہا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہمہ وقت مستغرق ہوتے۔ جب بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سنتے یا پڑھتے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہو جاتا۔

اس نعمت کی مزید نشوونما کیلئے ایک مرشد کامل کی اشد ضرورت ہوتی ہے جو روحانیت کے بند پردے واء کر کے جلوہ الہی کے نظارے کرواتے ہیں اور ایسا صرف روحانیت کے سلسلے میں منسلک ہوئے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ سلسلہ روحانیت، سلسلہ در سلسلہ چلتے چلتے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے اور وہی ہستی اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سب کے پیرا عظیم ہیں جہاں سے سب فیض یاب ہوتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

یہ مرشدان کا ملین کا ہی حصہ اور سلسلہ ہے جو طالبان صادق کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس پر قدم بوسی کرواتا ہے۔ تو یوں آپ کے دل و نگاہ مرشدِ کامل کے متلاشی ہوئے تاکہ باطن کی ضوفشانی ہو سکے اس بارے آپ نے کلام فرمایا ہے۔



کی آکھاں میں آکھ نہ سکدا آکھاں جے ڈر مارے
پاکاں نال برابر بہناں کی طاقت اوگن ہارے
پر میں سنیا ناپاکاں نوں پاک ہمیشہ تارے
پاک یعقوب جے ہونا آ پھر بھناں دی دربارے



قبلہ حضرت صاحب کا کلام

ص۔ صحبت مرداں دی بہت چنگی مرد برے نوں نیک بنا نو دے نے
مرد رب دے جو نے ولی اللہ تیر نکلے نوں واپس لیا نو دے نے
نظر کیمیا جہاں نوں رب بخششی اوہ موئے نوں زندہ کر دکھا نو دے نے
قدم چم یعقوب اللہ والیاں دے پھڑ چور نوں قطب بنا نو دے نے

ل۔ لبھنا اے جے کر یار نوں توں کوئی یار دا یار پھر لبھ لے توں
پتے والا تینوں پتے دیوے ایہو جیہا دربار پھر لبھ لے توں
پھل لبھدا کے گلزار وچوں ایہو جیہا گلزار پھر لبھ لے توں
مویاں باجھ یعقوب نہیں یار لبھدا پہلے ہارتے ہار پھر لبھ لے توں

ل۔ لا کے توڑنی نہیں چنگی یار آکھ کے یار تھیں بجھناں کی
کلمہ پڑھ کے تے اقرار کر کے پھر یار ولوں منہ بجنا لی
دل رکھ کے یار دا نام سوہنا پھر سوہناں تے پھر رجناں کی
جدوں پیٹ اناج تھیں ہو بھریا بھرے ڈھول یعقوب پھر وجناں کی

قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام

اچھی زندگی

جس اپنی زندگی رنگنی اے اوہ یار دے بوہے آ جاوے
 نالے دیکھ لوے سوہنے ماہی نون نالے اپنا آپ وکھا جاوے
 پر اک گل ماہی ملدا نہیں بناں ملیاں ملنے والیاں دے
 جے طلب تیرے دل ملنے دی پھر مرشد ماہی ملا جاوے
 جاگ بنا دودھ جمدا نہیں بناں جمیاں مکھن لبھدا نہیں
 لا جاگ چنگی پھر رڑکیں خود نون ویکھ مکھن ہتھ آ جاوے
 جنہاں یار دا جلوہ پایا اے اوہ سمھناں ولوں ہتھ دھو بیٹھے
 اوہ مریوں پہلے مر گئے نے یار آوے آپ بلا جاوے
 دنیا بے وفا کمینی پیار اس دا کیوں دل پا بیٹھوں
 اج ٹھیک تیری کل ہور کسے دی اے تیرا ساتھ بھلا جاوے

یا مولا میں سائل تیرا خواہ نا قابل خواہ میں قابل
 پر سخی نہ دیکھن عیاں نون دے تورن اوہ جو آ جاوے
 لگی مرض یعقوب تیری دی طب وچ کوئی دوا ناہیں
 فائدہ دیوے او دوا جو دلبر آپ پلا جاوے



مرد کامل طالبان صادق کو ذکر الہی اسم ذات اللہ سے تزکیہ نفس و تجلیہ روح
 فرماتے ہیں۔ جس سے نفس فنا ہو کر تابعدار بن جاتا ہے اور یہ صرف توجہ مرشد کامل اور
 توفیق الہی سے ہی ممکن ہے اور پھر آدمی عارف باللہ ہو جاتا ہے اور معرفت الہی میں غرق
 ہو کر معرفت کی منزلیں طے کرتا ہے۔

آپ کی اس تڑپ نے مجبور کر دیا کہ وہ ایک مرشد مرد کامل کے دست حق
 پرست پر بیعت ہو کر معرفت الہی کی منزلیں طے فرمائیں۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کے مرشد باکمال

آپؒ کے مرشد پاک کا اسم گرامی حضرت علامہ مولانا فضل الرحمنؒ تھا۔ آپ اسم با
مستثنیٰ تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ان بڑا فضل و کرم تھا۔ آپ اپنے دور کے عالم و عامل۔ فاضل
و عارف۔ محدث اور فقیہ تھے۔ آپ روشن ضمیر و ذاکر۔ زاہد و عابد۔ صابر و شاکر۔ آشنائے
طریقت و حقیقت۔ جو دو سخا کے پیکر تھے۔ خود نمائی۔ خود پسندی۔ شان و شوکت سے سخت
نفرت فرماتے تھے۔ عاجزی اور انکساری کی تصویر۔ سینہ صفا اور مقبول بارگاہ الہی تھے۔
چشمہ فیض روحانیت اور معرفت الہی سے مستفیض فرمانے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو اعلیٰ اوصاف اور عمدہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپؒ کا
دولت خانہ پسرور سے غربی جانب تین چار کلومیٹر موضع 'لوہار کے' تھا۔ آپؒ کو اللہ
تعالیٰ نے کتنا نوازا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ انسان کی ہمت نہیں کہ اس کا کوئی
معیار قائم کر سکے یا کوئی حد مقرر کر سکے۔

الغرض وسیلہ مرشد کامل سے ہی بزم روحانیاں میں جگہ حاصل ہوتی ہے اور
روحانی دنیا کے خدامت انسان فقیر۔ مرشد کامل کسی پر حکم الہی سے نگاہ کرم فرما کر چور کو
قطب کے مقام پر فائز فرمادیتے ہیں۔

مرشدِ کامل کی توجہ کے بغیر اگر طالبِ ریاضت کر کے بال کی طرح باریک ہو جائے اور عبادت کی کثرت سے اس کی کمر ٹیڑھی ہو جائے۔ ایسی محنت شاقہ سے بھی کسی مقام کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ پھر وہ سلک سلوک کون سا ہے۔ جس سے بے ریاضت و محنت کے راز و محبت مل جائے۔

کامل مرشد سا لہا سال کی ریاضت کے بغیر بھی اگر وہ چاہے تو ایک ہی لحظہ اور آن وحدت میں کلید اسم اللہ ذات سے تمام قفل کھول کر کل و جز ایک نقطہ کے اندر دکھا سکتا ہے۔

آپ کے پیر و مرشد اکثر لاہور رہتے تھے۔ وقت وصال آپ کو بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں داخل کر دیا گیا اور وہیں آپ واصل باللہ ہوئے۔ عین اس وقت ایک انگریز ڈاکٹر اور انگریز لیڈی ڈاکٹر آپ کے پاس موجود تھے۔ ڈاکٹر نے تصدیق کی کہ نبضیں رک گئیں ہیں لہذا آپ فوت ہو چکے ہیں۔

لیڈی ڈاکٹر نے دل کو چیک کیا تو دل چل رہا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ زندہ ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اگر زندہ ہیں تو نبض کیوں رک گئی ہے۔ لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر فوت ہو گئے ہیں تو دل کیوں چل رہا ہے۔ دونوں ہی اس بات پر حیران تھے کہ ایسا کیوں کر ہے۔

بالآخر لیڈی ڈاکٹر نے اقرار کیا کہ مسلمانوں کے پیر پادری جب فوت ہو جاتے ہیں مگر ان کے دل حرکت کرتے رہتے ہیں۔ وہ غیر مسلم بھی اللہ والے مرد کامل کی حیات جاودانی کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

جو نام کا مسلمان انبیا کرام اور اولیاء عظام کی حیات کا منکر ہو حقیقت میں وہ چلتے

پھرتا مردہ ہے۔

و لا کن لا تشعرون (سورہ بقرہ ۱۵۴)

ترجمہ: بلکہ ان کو شعور نہیں۔

جنہاں دے دل عشق سما یا اوہ نہ مرن کدائیں

اوہ زندہ اوہ زندہ ہر دم یارا بھل نہ جائیں

آپ قبرستان میانی صاحب، مزنگ لاہور۔ مدفون ہیں نور اللہ مرقدہ



قبلہ حضرت صاحبؒ کی بیعت کا ذکر

اپنی بیعت کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ نالہ (جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے) پر خلوت نشینی کے دوران سلسلہ طریقت میں داخل ہونے کا خیال غالب ہوا۔ اور دل ایک کامل پیر و مرشد کا متلاشی ہوا۔ چنانچہ اس نیک اور اعلیٰ مقصد کے لئے بارگاہ الہی میں رہنمائی کا طلب گار ہوا۔

نالے پر ”حضرت صاحب لوہار کے“ والوں سے گاہے گاہے ملاقات اور گفتگو ہوا کرتی تھی۔ بارگاہ الہی میں پہلے ہی راہنمائی کی درخواست کر چکا تھا۔ تو بتا سید الہی دل حضرت صاحب کی جانب مائل ہونا شروع ہو گیا اور دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ حضرت صاحب کے ہی دست حق پرست پر بیعت کر لینی چاہیے۔

آپؐ نے فرمایا کہ میں بیعت ہونے کی نیت اور ارادہ سے ”لوہار کے“ چلا گیا۔ جا کر حضرت صاحب کی خدمت میں السلام علیکم عرض کیا۔ ایسا محسوس ہوا کہ شائد حضرت صاحب پہلے ہی سے میرا انتظار کر رہے فرما رہے ہوں۔

میں نے بیعت ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپؐ نے منظور فرمایا۔ اور مجھے اسی روز بیعت سے مشرف فرمایا۔ مجھ پر ایک رقت طاری ہو گئی اور دل کو سکون میسر ہوا۔

حضرت صاحب نے طریقت کے اسباق کی تعلیم فرمائی۔ ان اسباق کی مجھے پہلے ہی سے مشق تھی۔ جو اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کی تھی۔

حضرت صاحب چونکہ روشن ضمیر تھے۔ اسلئے ان کی باطنی نظر نے سب کچھ ملاحظہ فرمالیا۔ اور فرمایا کہ تم تو خلعت خلافت کے لائق ہو۔ لیکن میں نے اپنی عاجزی اور انکساری پیش کی۔

حضرت صاحب نے نگاہ شفقت فرمانا شروع کر دی اور بہت جلد میری روحانی تربیت کو عروج بخشا اور مجھ پر معارف الہی کا ظہور شروع ہو گیا۔

ہو گئیاں منظور او جو چڑھیاں نظریں یار دی
اتھے گل اعتبار دی کی وٹک بے اعتبار دی

خلافت ایک امانت ہے اور اس کا نبھانا بہت بڑی ذمہ داری ہے اور مشکل کام ہے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے روز اول سے ہی منتخب کر لیا ہو۔ اس کو طاقت بھی عطا ہے ربی ہوتی ہے۔ اس کی حفاظت اور نگہداشت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مرشد کی نظر شفقت سے ہی ممکن ہے۔ کیونکہ

ان رحمته اللہ قریب من المحسنین (سورہ الاعراف ۵۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں کے زیادہ قریب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس سے جو کام لینا ہوتا ہے۔ ویسے ہی ان کی رہنمائی فرمادیتا

ہے۔ جس کا جو خلیفہ ہو۔ اسکے تمام خصائل و معاملات۔ عادات اور حقائق معارف کا مظہر ہونا چاہئے۔

شراب عشق پی کر جو نہ بہکے ظرف اس کا ہے
کہ اک اک بوند اس کی رکھتی ہے تاثیر مے خانہ

آج کل ہوتا یوں ہے کہ ادھر کسی کے مرید ہوئے۔ تھوڑا عرصہ کبھی کبھار۔
گا ہے بگا ہے۔ رکنی طور پر اپنے پیر و مرشد کے پاس آئے گئے۔ نہ حاضری کے آداب کا
پتہ اور نہ ابھی کچھ سیکھا اور خلعت خلافت کی تمنا دل میں بسا لیتے ہیں۔ اور پھر دل میں
کھلبلی مچی رہتی ہے کہ نہ معلوم کس وقت خلافت ملے گی۔

حالاں یہ نہیں سوچتے کہ ابھی پیر و مرشد کے مقام سے بھی آگاہی نہیں ہوئی اور
چلے معرفت الہی کو حاصل کرنے۔ ابھی پیر و مرشد سے دلی لگاؤ اور محبت بھی پیدا نہیں
ہوئی۔ ابھی قربان ہونے کا جذبہ بھی پیدا نہیں ہوا۔ ابھی نفس پر اگندہ ہے۔ ابھی اندر
سے ”میں“ نہیں گئی۔ ابھی اپنی نفی نہیں ہوئی اور سوچ رہے ہیں کہ لوح محفوظ پر لکھی
تحریر پڑھیں۔

ارے سالک ذرا سن۔ بجز محبت شیخ کے منزل حاصل نہیں ہوتی۔ محبت شیخ کیا
ہے۔ فنا فی الشیخ ہونا۔ ہر طرف۔ ہر سو۔ ہمہ وقت۔ ہر آن۔ مرشد نظر آئے ایک لمحہ کیلئے
بھی جمال مرشد سے عاقل نہ ہو۔ اپنا آپ مٹا دے۔ اپنی ہستی ختم کر دے۔

مرشد کے قدموں کی خاک ہو جا۔ با ادب ہو جا۔ پھر مرشد تمہیں اگر قبول کر لے
یہ مرشد کی خاص نظر کرم نظر عنایت احسان اور مہربانی ہوگی۔ پھر تو بانصیب ہوگا۔ کیونکہ بے
ادب بے نصیب با ادب بانصیب۔



حضرت صاحبؒ کا کلام بابت دل کی صفائی

تانہیا جے تو سونا بنناں خدمت کر اکسیراں
 دعویٰ چمک چھڈیں تو اپنا بیٹھیں پاس فقیراں
 لوہے مثل زنگاری جے دل آوے پاس استادان
 سان چڑھا کرن تس روشن جیوں شیشہ دلشاداں
 چڑھیا سان زنگار نہ رہیا روشن شیشہ ہویا
 نظریں آدن صورتاں اس چوں جس بھی دیکھیا گویا
 جدون زنگاروں صاف تیرا دل ہویا مثل آئینہ
 غیبی شکلاں ہودن ظاہر پیش اس نور خزینہ
 منظر حق ہووے پھر اوہ دل دیکھے شاہ بیگانہ
 جتول دیکھے شاہ نوں دیکھے شاہ دا پڑھے ترانہ



سر رکھ دے سو ہنے پیرا گے سر رکھیں پھر تابعداریاں نے
 راضی پیر جے مولا بھی پھیر راضی تیرے کول جے وفاداریاں نے
 دیکھ برکتاں پیر دے آبو ہے کھلن دل دیاں ماریاں باریاں نے
 کھلن باریاں جدون یعقوب پاویں جو یار دیاں جلوہ کاریاں نے



اپنا آپ بھول جا۔ اپنی خوشنات ترک کر دے۔ اپنا لالچ چھوڑ دے اپنی ہستی
 ختم کر دے۔ اپنے مرشد پر کامل یقین رکھ۔ ان کی باطنی نگاہ وہ کچھ دیکھتی ہے۔ جس کا
 مرید اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ دنیا کی رغبت ختم کر کے رغبت صرف دلدار کی رکھ۔ پھر مرشد
 خالی جھولی بھرے گا۔ جو جس قابل ہو۔ مرشد اسی کے مطابق عطا فرماتا ہے۔ یہ معاملہ
 روحانی اور باطنی ہے۔ پروانے کا سوز، درد اور عشق و محبت مکھی کو نہیں دیتے۔

آدم برسر مطلب قارئین کرام! آپ ”لوہار کے“ والوں کی نگاہ باطن میں
 بہت جلد مقبول ہو گئے اور حضرت صاحب نے آپ ”کو خلعت خلافت سے نوازا اور تحفے
 میں ایک قرآن پاک عطا فرمایا کہ میرے پاس یہی سب سے بڑی اعلیٰ اور پاکیزہ دولت
 ہے۔ جو میں نے تمہیں عطا کر دی ہے۔

آپ ”علم قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلے ہی ید طولیٰ

رکھتے تھے۔ حضرت صاحب کی عنایت فیض اور عطا نے اس میں مزید نورانیت اور معرفت بھردی۔ باطنی نورانی تجلیات سے آپؐ کا سینہ روشن ہو گیا۔ تو پھر باطنی علوم و فیوض کی منزلیں طے ہوتی چلی گئیں۔

آپؐ کی ذات والا صفات کو وہ گوہر نایاب بنا دیا۔ جس سے آئندہ فیوض و برکات تقسیم ہونا تھی۔ اور نور کے وہ فوارے پھوٹنے لگے۔ جس سے زنگ آلود دلوں کو ایمان کی روشنی نصیب ہونا تھی۔ رہزنیوں کو رہو بنانا تھا۔ اللہ سے دور گئی مخلوق کو اللہ کے قریب لانا تھا۔ بے ہدایتیوں کو ہدایت نصیب ہونا تھی۔

بالآخر پھر ایسا ہی ہوا۔ آپؐ کے عمل۔ قول و فعل میں یکسانیت مخلوق سے پیار۔ اپنا ہو یا غیر۔ سب کو اپنے قریب کیا۔ اپنے با کمال خلق سے غیروں کو اپنا بنایا۔ آپؐ کی عبادت۔ ریاضت۔ شرافت۔ سخاوت۔ اعلیٰ اخلاق۔ خدمت دین۔ خدمت خلق۔ عادات و معاملات۔ خصائل و شمائل۔ حقائق و معارف کو دیکھ کر مخالفین بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ اگر ولی اللہ اور درویش دیکھا ہے تو قبلہ حضرت صاحبؐ ہیبت پور والے مولوی صاحب ہیں۔



ہستی اور نفس

قبلہ حضرت صاحب کلام پڑھیں اور دلوں کو روشن کریں

ہستیوں مستی ملے نہ مولے مستیوں ہستی ملدی
 ہستی دے وچ رہندیاں میری قدر نہیں اک تلدی
 ہستیوں چھٹ عزیزا اپنی مست اللہ بن جا توں
 لا موجود الا اللہ ایھا ورد پکا توں
 اول نفس پہچان تو اپنا سن یارا دلدارا
 پھیر پہچان خدا دی ہوئے ہن تو روشن تارا
 نفس پہچان طریقہ میتھوں سن تو یار سجانے
 دسیاں باجھ اس راہ دی شائد تینوں سمجھ نہ آوے
 ظاہری محنت اتے ریاضت خوش لگدی استائیں
 طاعت اتے عبادت خوشیوں کردا شام صباں
 ایس طریقے مرے نہیں ایھ بلکہ ہوندا زندہ
 خوش رہے تے فرہ ہووے خوشیوں بے اندازہ

کیوں جو نفس و جود عزیزا باطن وچ پوشیدہ
 اتے پوشیدہ نظر ناں آوے خواہ تو کیڈ رشیدہ
 باطنی کنوں ریاضت محنت ایھ موذی سٹر جاوے
 سٹر کر ٹھیک فنا ہو جائے تاں مقصد ہتھ آوے
 پاک تا شیر تصویر یعنی اسم اللہ دے پاروں
 نفس درست ناں کیتا جس نے اوہ باہر درباروں
 پا ناں سکے کدی خدا نوں اوہ نفسا نی بندہ
 حرص ہواؤں مکر فریبوں دل اسدا نت گندہ
 نفس اتے شیطان ایھ دونویں وچ وجود انسانی
 ہن وزیراعظم ایھ دونویں اینہاں حکم روانی
 ایھا وجہ جو اہل نفس نت رہن پریشاں حالاں
 دلوں آرام تسلی ناہیں رچھے قیل مقالان
 بھاویں کل جہان دی شاہی نعمت مال تمامی
 دے دیو اسنوں سیر ناں ہووے پھر بھی بے آرامی
 فتنہ ظلم فساد ہمیشہ ایھ نفس دیاں کاراں
 اہل نفس برباد ہمیشہ سنئے وچ اخباراں

حرص طمع وچ پے گیا جو کوئی اوہ مغلوب نفس دا
 جال ناں ویکھیا دانہ ویکھیا قیدی ویکھ قفس دا
 چھوڑ دیوے جو حرص طمع نوں تے خواہش نفسانی
 نیک مراتب اتے مناسب ملدے اس دلجانی
 وچ رضاء الہی آیا تے چھٹیا ہر پاسوں
 اتے مقام حضور محمدی ﷺ پا چھٹیا وسواسوں
 روشن دلی نصیب ہوئی اس دل بنیا آئینہ
 صاف شفاف ہن نظری آوے دوروں پاک مدینہ
 جلوہ دوہاں جہاناں منظر ہن اسنوں دیاوے
 کل حجاب گئے اٹھ اگوں گھر والا گھر آوے
 نکل فناؤں قدم جو رکھیا جگہ مقام بقادی
 جد چاہے ہن مجلس حاصل انبیاء اتے اولیاء دی
 بس میاں اس نفس اپنے دا تابعدار ناں بن تو
 تابعدار بنا اس اپنا سکھ کتوں ایھ فن تو
 قلب صفائی حاصل ہوئی قید نفس تھیں یارا
 نفسانیت کبر آنا تھیں مل جائے چھٹکارا

اسم اللہ دا پاک تصور اس وچ ایھا خوبی
 نفس فنا کر دیوے تے دکھلاوے چمک محبوبی ﷺ
 نفس مویا دل زندہ ہويا نفس زندہ دل مویا
 دل مویا جو غافل سر پر پاک خدا تھیں گویا
 یاد رکھیں ایھ نکتہ میرا اہل نفس جو بندہ
 مجلس وچ یزید پلید اوہ رہے ہمیشہ گندہ
 مجلس بایزید گرامی حضرت جو بسطامی
 رہن ہمیش جو اہل اللہ تے صاحب دل مدامی
 سوچ ذرا تو دن تے راتاں کسدی مجلس بہندا
 بایزیدی مجلس یاتے پاس یزید تو رہندا
 پر ایھ لو کلام الہی اتے حدیث پیاری
 ملدی سر پر دوہا وچوں پاروں تابعداری
 سید پاک محمد ﷺ سوہنا میں صدقے قربانی
 مرشد اعظم کل خلقت دا خاص محبوب حقانی
 مرشد اعظم دے فرمانوں باہر مرشد جہیرا
 اوہ مرشد نہیں اوہ فریبی مرشد آکھے کہیرا

پیری اتے مریدی یارا اک نمونہ پیارا
مجلس پاک محمدی ﷺ دا جو سمجھیں اک اشارا

کل اصحابؓ نبی سرور ﷺ تے صدقے اپنیاں جاناں
کردے فرق نہ کردے تاہیں پایاں اچیاں شانان
رات دنے دیدار محمدی ﷺ خورش آہی اصحابانؓ

تاہم عجز نیازی پیشہ آہا تنہاں احبابان
توبہ استغفار کریندے رہندے وچ نیازاں

ہور کسے دا ذکر کی اتھے پوہنچے اینہاں نداراں

اینویں ہر طالب نوں چائیے پیر اپنے دا ہونا
پیر اپنے دی دید وچالے وچ نیاز کھلونا

توبہ استغفار کرے نت ایہا راہ نیارا

طالب تے مطلوب دوہاں دا ایہا طریق پیارا

شرع محمدی ﷺ راہوں جس نے قدم خلاف اٹھایا

آپ اتے اصحابانؓ دے راہ خود نوں نہیں چلایا

اوہ نفسانی پیر فریبی اس دے نزد ناں جا تو

سخت گناہ اس مرشد کہنا اپنا آپ بچا تو

مرشد کامل پک نشانی سن یعقوب سناوے
 پونج مقام فنا فی اللہ جو اس وچ غرق ہو جاوے
 عقل فکر وچ آوے ناہیں ایھ جمال انوکھا
 دید دیدار پیارے والی نام وصال انوکھا
 وچ بقا اپنے جو آہا اوہ منظور کدو کا
 عارف باجھ خدا ناں ویکھن سن مولا دیا لوکا
 اتھ ناں ویکھیا دلبر جسے تے پہچان ناں کیتی
 حب دنیا دل سیاہ اس کیتا اکھ عرفان اس سیتی
 من کان فی ہذہ اعمی ویکھ قرآن سناوے
 فہو فی الاخرۃ اعمی پاک خدا فرماوے
 اوہ اکھ دلبر ویکھن والی دل دی اکھ پیاری
 سر دی اکھ ناں ویکھے دلبر ایھ تے سمجھ نکاری
 جام شراب طہوروں دے ہن فوراً مینوں ساتی
 انشاء اللہ چل ایگرے لکھساں رمزاں باقی
 اصلی مقصد دے ول آواں جس دا نشر دماغے
 حاضر مجلس نوں لے چلاں پاک نبی دے بانے



قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام

متعلقہ نماز اور اسکی آدائیگی

ساقیا جام نمازوں دے اک پڑھاں نماز میں ربی
 مست سرور نشے وچ ہو کے چھوڑ دیواں میں سبھی
 وچ نماز نیاز نہیں حاصل اُتے سروروں مستی
 ایہ نمازی نہیں نمازی اے اپنی وچ ہستی
 ایہ عبادت سب توں وڈی وڈے دی دربارے
 حاضر ہو پھر خود نوں دیکھے کھوٹا عشق بازارے
 اللہ اکبر آکھ زبانوں ہتھ نہ حاضر ہویا
 ہن پھر دیکھے ہستی اپنی ایہ ناجائز گویا
 پڑھی نماز تے عادت اوہا عادت بدلی نائیں
 دیکھی نہیں نماز حقیقت گیا وقت اضاعیں
 خودی تکبر اُتے مظالم نیز شرارت بازی
 اندروں اے پلید تمای اتوں دیکھ نمازی

ایسا ظاہر داری آکھن ظاہر کم ناں آوے
 اندروں باہروں خالص چائیے تاں جا کر مل پاوے
 آ عشقا تو میں بھلے نوں سدھے راہے پا تو
 موذی نفس میرا سٹر جاوے اسنوں اگ لگا تو
 نفس سٹرے میں خالص ہوواں خالص پڑھاں نمازاں
 رہندی عمر تاثیر نمازاں دیکھاں نال نیازاں
 خالص جام پلا اک ساقی لکھ سناواں بھایا
 حق نماز جو سرور عالم ﷺ تاکیداں فرمایا
 اول دیکھ قرآن مبارک پاک خدا فرماوے
 ایہ نماز فرائض کل تھیں اعظم ٹھیک بتاوے
 کل نمازاں میریاں اوپر کرو حفاظت پوری
 وچلی جو نماز عصر دی اس دی سانجھ ضروری
 کھڑے رہو دربار اللہ دے ادب تعظیموں شوقوں
 با اخلاص نیاز حضوری حاصل کجی ذوقوں
 بھی فرمایا متقیان لئی ایہ کتاب گرامی
 نری ہدایت غیب اُتے جو کرن یقین تمامی

قائم رکھن پاک نماز ابھ پڑھن ہمیشہ شوقوں
 جو کچھ دتا اسان تنہانوں خرچ کرن اوہ ذوقوں
 حکم نماز دتا بھی مولا پڑھو نماز ضروری
 مال اپنے دی ذوقوں شوقوں دیو زکوٰۃ ضروری
 ساقیا جام نمازاں دے اک پڑھاں نماز میں ربی
 مست سرور نشے وچ ہو کے چھوڑ دیواں میں سبھی
 اتے رکوع کریندے جیڑے نال اونہاں دے رل کے
 پڑھو نماز تسی بھی سمجھ با جماعت مل کے
 ترک نماز تے ڈاڈھی چیز اک پڑھے جو کرے قضائیں
 اس دے حق وچ ابھ فرمائے پاک خداوند سائیں
 اونہاں نمازیاں لئی خرابی اپنی جو نمازوں
 بے خبرے جو اٹھ کر پڑھدے وقت گزار اندازوں
 ویل جہنم وچ اک وادی جس دی سختی پاروں
 منگے نیز پناہ جہنم مولا دی درباروں
 قصداً کرے نماز قضا جو اسوچ ڈالیا جاوے
 پناہ خدا دی رب العالم اپنا فضل کماوے

بعد اونہاں دے پیدا ہوئے کچھ ناخلف نکارے
 ضائع کیتیاں جنہاں نمازاں ناں آئے دربارے
 نفس مراداں تچھے لگے اتے نمازوں سستی
 جلدی ملسن غمی دوزخ تھیں اوتھے ہوگ درستی
 غمی اک وادی وچ جہنم گرمی اُتے گہرائی
 بہت زیادہ سب تھیں جسدی اس وچ کھوہ اک بھائی
 نام اس دا جو سبب بتاون دوزخ اگ جدائیں
 بجھنے اوپر آوے تاں پھر پاک خداوند سائیں
 کھول دیوے اس نوں تاں پھر بھڑک پوے اگ شوروں
 کلما حبتہ دنہم سعیرا بھڑکے زوروں
 ہوگ عذاب اس کھوے اندر زانیاں بے نمازاں
 نیز شرابیاں سود خوراں نوں سختی بے اندازاں
 دینن ایذا جو مایاں تائیں اوہ بھی ڈالے جاسن
 مایاں نال پیار نا کیتا سخت عذاب اٹھاسن
 دیکھ نماز فضیلت ایٹھوں وچ سمجھ لیھ آوے
 سب احکام حبیب ﷺ اپنے تے اوپر زمین پوہنچائے

فرض نماز کیتی جد مولا اوپر نبی ﷺ پیارے
 عرش عظیم اُتے سدہ کیتی واحد سرجن ہارے
 شب معراج ایہ تحفہ بخشیا دوست اپنے تائیں
 میری طرفوں یاسر دارا ﷺ ایہ سوغات لیجائیں
 سن تو ذکر نماز حدیثوں نال پیاراں بھائی
 جیوں تاکید نبی سرور ﷺ نے امت نوں فرمائی
 پنج چیزاں بنیاد اسلامی خبر حدیثوں ہوئی
 اک شہادت باجھ اللہ دے ہور معبود نہ کوئی
 اُتے شہادت پاک محمد ﷺ پاک اللہ دا بندہ
 خاص رسول ﷺ خدا دا بھیجا ساری خلقت سُن دا
 دوم قیام نماز تے تہی مال زکوٰۃ ہمیشہ
 چوتھی خج تے پنجویں روزہ ماہ رمضان اندیشہ
 گھر کسی دے بوہے اگے نہر ہووے اک جاری
 غسل کرے پنج واری ہر دن پچھیا نبی ﷺ غفاری
 ایہا مثال نمازاں پنجاں کہیا رسول ﷺ غفاری
 برکت اینہاں نمازاں بخشے کل خطاواں باری

بدن اسدے پر میل لیھ جاسی عرض کیتی اصحاباں
 رہے ناں ہرگز میل نشانی یاسید صلی اللہ علیہ وسلم مہتاباں
 اک اصحابیٰ اک گناہ جو اس تھیں صادر ہو یا
 عرض سنائی پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم دی خدمت آن کھلویا
 تاں ایھ آیت نازل ہوئی اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گرامی
 پاک اللہ دی طرفوں جو کہ حتی قیوم مدامی
 دوہاں کناریاں دن دے اندرتے کچھ راتوں
 قائم کر نماز پیاری تو آداب صفاتوں
 بیشک نیکیاں دور کریندیاں بریاں جو ہوں
 ایھ نصیحت یاد کنندگان کارن جو نت روون
 عرض کیتی پھر اوس صحابیٰ یاسردار صلی اللہ علیہ وسلم پیارے
 ایھ کچھ خاص میرے ہی کارن یاتے شامل سارے
 میری امت ساری کارن پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
 میں صدقے سردار صلی اللہ علیہ وسلم دو عالم رحمت بن کر آیا



نفس کیسے پیدا ہوا؟

نفس کیا ہے اور کیسے پیدا ہوا ہے؟

دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم کی تلقین کی اور انہیں کل چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ تو سب سے پہلے ان کی نظر عرش بریں پر پڑی۔ انہوں نے عرش پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کلمہ پڑھا اور سوچا کہ اللہ کے نام کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تمہارے فرزندوں میں سے یہ ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم آخر الزماں ہوگا۔ جس پر نبوت ختم ہو جائے گی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام ہے۔ قیامت کے روز وہ تمہاری شفاعت کرے گا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو یہ سن کر غیرت پیدا ہوئی کہ بیٹا باپ کا شفیق کیسے بنے گا۔ اس غیرت سے حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں نفس پیدا ہوا۔ جس سے انہوں نے گندم کا دانہ کھا لیا۔ جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی تھی۔

گندم کا دانہ کھانے کے بعد آپ کے پیٹ میں درد سا محسوس ہوا۔ آپ

قضائے حاجت کیلئے کوئی آڑ تلاش کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو بھیجا کہ جاؤ حضرت آدم علیہ السلام سے دریافت کرو کہ انھیں کس چیز کی ضرورت ہے۔ فرشتے نے آ کر پوچھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے مدعا بیان کیا۔

فرشتے نے کہا کہ جناب جنت میں قضائے حاجت کا کام نہیں ہو سکتا اس گندگی کیلئے آپ کو روئے زمین پر جانا پڑے گا۔ وہی گندگی کی جگہ ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے گئے اور حسد سے حرص پیدا ہوئی۔ ایک عورت کی حرص میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور کافر ہو گیا۔

حسد ہی سے کبر و انا اور غرور پیدا ہوا۔ جو شیطان لعین کا لباس ہے۔ اور کبر و انا سے منی پیدا ہوئی۔ اور منی سے دنیا راہزن پیدا ہوئی۔ دنیا راہزن سے چار پسر پیدا ہوئے۔ خناس۔ خرطوم۔ وسوسہ۔ خطرات۔ جو شخص ان چاروں کو منقطع نہ کرے گا۔ وہ معرفت مولا کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور ہوا و ہوس سے نہیں نکل سکتا۔ نفس سے بڑھ کر کوئی مصیبت و بلا نہیں۔ نفس پر قابو پانا۔ اسے قید کرنا نہایت دشوار عمل ہے۔ کیونکہ نفس شکم سیری کے وقت فرعون بے سامان اور بھوک کے وقت دیوانہ کتا اور شہوت اور خواہش نفسانی کے وقت بے عقل اور بے شعور ہو جاتا ہے۔ جس طرح کہ جانوروں کا حال ہے۔

کیونکہ نفس بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور شیطان اس کا وزیر اعظم پھر وہ نفس کا پجاری بن جاتا ہے۔ صرف تاثیر اسم اللہ سے نفس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ اور تزکیہ نفس سے تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے۔

یہ سب کچھ خلاف نفس بجز توجہ مرشد کامل کے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ مرشد کامل اس کی حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور وہ طالب کو ہوائے نفس سے نکال سکتا ہے اور خدا کی پہچان کرا دیتا ہے پھر جو خدا کو پہچان جاتا ہے وہ معرفت الہی میں غرق ہو جاتا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ



قبلہ حضرت صاحبؒ کی ہیبت پور تشریف آوری اور قیام

آپؒ نے بسلسلہ تبلیغ دین موسیٰ پور کے قریب ہی ایک چھوٹا سا گاؤں موضع کوٹلی باجوہ ہجرت کر لی۔ وہاں ایک چھوٹی سی کچی مسجد تھی۔ تقریباً کچھ عرصہ بعد آپؒ نے اہل بستی سے مسجد کی تعمیر و توسیع کیلئے صلاح مشورہ فرمایا۔ تو سب نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

چنانچہ سب نے مسجد کی تیاری میں آپؒ کو مکمل ذمہ داری سونپ دی۔ فی گھر چندہ مقرر کر دیا گیا سب لوگوں نے مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

آپؒ نے رضائے الہی کی خاطر مسجد کی تعمیر و تیاری بڑے ذوق و شوق سے مکمل کرائی۔ وہاں آپؒ نے دین کی تدوین و تبلیغ میں دن رات محنت فرمائی اور مسلمان اہل کوٹلی باجوہ کے دلوں کو دین کی محبت سے آراستہ فرمایا۔

جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا آپؒ کوٹلی باجوہ میں دین کی تبلیغ فرماتے رہے۔ موضع ہیبت پور تشریف میں آپؒ کی ایک خالہ صاحبہ رہتی تھی۔ آپؒ ابا جان کے ساتھ وہاں آتے جاتے تھے۔ آہستہ آہستہ خالہ کے گھر آپؒ کے رشتے کی بات شروع ہوئی جو بعد میں

طے پاگئی۔

شادی کی مقررہ تاریخ کو ہمراہ چند احباب برائے نکاح ہیبت پور پہنچ گئے۔ گھر کے قریب ہی چھوٹی سی مسجد تھی۔ جو غیر آباد تھی۔ مسجد کے امام صاحب نے نکاح پڑھایا جو کہ از روئے شریعت غلط تھا۔ اس لئے ابا حضور نے دوبارہ نکاح پڑھایا۔

عقد کے بعد آپ ”کو تقریر کا موقع دیا گیا۔ مسجد کی غیر آباد حالت دیکھ کر سب کو غیرت دلائی کہ مسلمانوں کی بستی میں مسجد اس قدر غیر آباد ہے۔ آپ کا وعظ سن کر گاؤں کے لوگوں کے اصرار پر خالہ نے آپ کے ابا جان کو مجبور کیا کہ میں اکیلی ہوں میں چاہتی ہوں کہ آپ یہاں قیام کریں اور دین کا کام کریں۔ ابا جان مان گئے تو یوں آپ ہیبت پور کے مستقل رہائشی بن گئے۔ اور سنتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت) بھی ادا ہوگئی۔

اولیا اللہ کے وجودِ رب کریم کی ایک اعلیٰ نعمت ہوتے ہیں۔ اللہ پاک انہیں اپنے اور مخلوق کے درمیان وسیلہ قرب معرفت بنا دیتے ہیں۔ جو اہل اللہ کے پاس بیٹھتا ہے۔ وہ بانصیب ہو جاتا ہے۔

آپ پہلے کوٹلی باجوہ تشریف لے گئے تو وہاں مسجد تعمیر کروائی اور لوگوں کے دلوں کو روحانی زندگی بخشی اور کرم حق میں محو کیا۔ دنیا کی محبت و رغبت کو ترک کروا کے محبتِ الہی سے سرشار کیا۔

ہیبت پور کی بستی ظلمت و جہالت میں گھری ہوئی تھی۔ علاقہ کے لوگ اخلاقی گراؤٹ کا شکار تھے۔ بڑے کرخت اور سخت مزاج تھے۔ جھگڑالو اور ضدی تھے۔ رہنری

اور ڈاکہ زنی عام تھی۔ قرب و جوار کے باشندوں کی زندگی اجیرن بنی ہوئی تھی۔ غرضیکہ
برائیوں کا گڑھ تھا۔ حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔

مگر آج آپ کے آمد کی طفیل و برکت سے طاہری باطنی بیماریاں اور برائیاں ختم
ہو گئیں۔ پروردگار کی رحمت شامل حال ہو گئی۔ فیوض و برکات جاری ہو گئے۔ انوار کی بارش
ہونے لگی۔ بیماروں کو روحانی و جسمانی شفا برحمت الہی ملنے لگی۔

دلوں کے زنگار ختم ہونے لگے۔ نور الہی سے دل منور ہونے لگے۔ درس
و تدریس کا کام شروع ہو گیا۔ مردہ دلوں کو زندگی ملنے لگی۔ عشق الہی و عشق رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کے جام چلنے لگے۔ لوگ تڑپنے لگے۔ وحشت ختم ہونے لگی۔ ابراؤد مطلع
صاف ہونے لگا۔ اندھیرے میں روشنی نظر آنے لگی۔

لوگ باکردار ہونے لگے۔ صاحب خلق عظیم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
عشق میں لوگ تڑپنے لگے۔ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ سختی سے پابندی
کرنے لگے۔ خودی چھوڑ کر بے خود ہونے لگے۔ شیطانیت چھوڑ کر رحمانیت اپنانے لگے۔

دیا اس سر زمین کو حق نے کیا مرتبہ بالا

کہ ہر زرہ بنا آئینہ اسرار عرفانی

خودی مٹا کے بے خود ہو جا راز کراں اشکارا

دلبر خاطر سب کچھ جھلیں مل سی آن پیارا

یار سخن دی ہر سنت دا بن جا تو دیوانہ
 باجھ رضا دے قدم نہ رکھیں مل سی یار یگانہ



ہستی و سچ سخن نہیں ملدا ہستی صفت سخن دی
 صفت سخن دی ملیں آپی ایہہ نہیں رسم لگن دی
 تو بندہ اوہ مالک کل داتینوں شان نہ پھے
 تو فانی بس فانی ہو رہو پھر تینوں او لبھے



تو قارئین کرام آپ نے اپنی زندگی دین کی خاطر وقف کر دی۔ اور شب و روز
 دین متین کی تبلیغ میں مصروف رہنے لگے۔ تبلیغ کا کام فی سبیل اللہ کیا۔ تو کل علی اللہ پر تمام
 زندگی بسر کی۔ سوائے بزرگ و برتر۔ رب کریم۔ رؤف رحیم کے کسی سے کسی چیز کے قطعی
 طلبگار نہ ہوئے۔

اپنی ظاہری 91 سالہ عمر تک اعلائے کلمتہ اللہ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔
 خطبات جمعہ خود ارشاد فرماتے۔ آپ کے مواعظ حسنہ کا موضوع زندگی بھر عشق رسول صلی

اللہ علیہ وسلم ہی رہا۔

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جسم میں روح کی حیثیت رکھتی تھی۔

جب بھی محبوب پاک کا نام نامی اسم گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے یا لیتے چشم پاک سے بے ساختہ آنسو نکل آتے۔ پھر کافی دیر تک یہی کیفیت رہتی۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ہر وقت آنکھیں فرقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں نم رہتیں تو دروغ گوئی نہ ہوگی۔

آپ کے اندر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندر ہر وقت موجزن رہتا۔ ساری

زندگی اپنی نفی کی۔ عجز اور انکساری کا لبادہ زیب تن فرمایا۔ مریدوں اور عقیدتمندوں کو بڑی سختی سے خود نمائی اور نفس پرستی سے بچنے کا حکم فرماتے۔

آپ نے اپنی زندگی کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ اشاعت دین۔ تبلیغ دین اور

خدمت خلق میں صرف کرنا شروع کر دیا۔ ساری ساری رات کا قیام اور دن کے وقت خدمت خلق اور اشاعت دین فرماتے۔ آپ نے دعوت و تبلیغ اور پسند و نصح سے امت مسلمہ کی رہبری فرمائی۔

جمعتہ المبارک میں آپ خود وعظ فرماتے۔ جس کا دورانیہ تقریباً اڑھائی یا تین

گھنٹے ہوا کرتا تھا۔ آپ کا وعظ اپنی نوعیت کا مثالی ہوتا۔ جو سوز و گداز اور عشق رسول صلی

اللہ علیہ وسلم سے بھرپور ہوتا۔ جو سامعین کے دلوں کو نور سے منور کر دیتا۔

آپ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز سے بیان فرماتے کہ آپ خود

بھی زار و قطار روتے۔ اور سامعین پر بھی رقت طاری ہو جاتی اور کبھی کسی جمعہ کو تو ایسا سماں

ہوتا کہ آپ کا سوز و گداز۔ رونا اور عشق میں تڑپنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کو ایسا منظور ہوتا کہ مسجد بقیعہ نور بن جاتی۔ اور انوار و تجلیات کی بارش ہوتی۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زیارت سے مشرف فرماتے۔ جنہوں نے یہ سماں دیکھا وہ کچھ ہستیاں ابھی بھی بقید حیات ہیں۔ آپؐ نے تشنگانِ ہدایت کو اپنے چشمہ فیض سے سیراب کیا۔ آپؐ نے تمام عمر کسی مذہب۔ کسی فرقے۔ کسی شخص کے خلاف کبھی کوئی دل آزار الفاظ استعمال نہیں کیے۔

دراصل آپؐ کو حبیبِ کردگار صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت اس انتہا کا تھا کہ اور کسی بات کی فرصت ہی نہ تھی۔ آپؐ کی شب و روز کی عبادت و ریاضت آپؐ کی عجز و انکساری آپؐ کے حلم۔ علم اور شرافت۔ خدمتِ خلق۔ سوز و درد اور اخوت و ہمدردی نے چار دانگ عالم لوگوں کو اس قدر متاثر کیا۔ لوگ جوق در جوق جمعہ کی ادائیگی کیلئے ہیبت پور (جواب ہیبت پور شریف کے نام سے موسوم ہو چکا تھا) میں روز بروز اصفافہ ہوتا چلا گیا۔ پھر لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کیلئے تڑپنے لگے۔ لیکن آپؐ با آسانی بیعت نہ فرماتے۔ بلکہ باطنی طور پر اس آدمی کی استقامت اور لگن پر نظر ڈالتے۔ کہ کہیں یہ شخص صرف وقتی طور پر جذبات میں آ کر ایسا تو نہیں کر رہا۔

فرمانِ الہی!

واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (سورہ بقرہ ۱۰۵)

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

در اصل قادر مطلق روز ازل سے ہی ان خاص بندوں کا چناؤ فرماتا ہے۔ جن کو لوگوں کا دینی رہبر اور راہنما بنانا ہوتا ہے۔ اس قسم کے نفوس قدسیہ روشنی کا مینار بن کر ظلمتوں اور وقت کی تاریکیوں کو دور کرتے ہیں۔ وہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبعِ رشد و ہدایت کے کمال وافرہ کے صحیح معنوں میں وارث ہوتے ہیں۔

اہل اللہ کی صحبت سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ ان کے کردار حیات۔ معمولات۔ قول و فعل لوگوں کی تعلیمات کیلئے ہوتے ہیں۔ ان کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور نجات فی الدارين حاصل ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے کالمین عالمین مردانِ خدا اور عاشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔

از قبلہ حضرت صاحبؑ

رب ملدا رب والیاں پاسوں عقلاں وچ نہ آوے
عقلاں گم تمامی اتھے عقل نہ رب نوں پاوے

قرآن پاک:

ان رحمته اللہ قریب من المحسنین (سورہ الاعراف ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں کے زیادہ قریب ہے۔

ولی اللہ کا وجود باسعد رحمت الہی ہوتا ہے۔ جہاں ولی اللہ ہوتا ہے۔ وہاں

رحمت الہی سے مخلوق مستفیض ہوتی ہے۔ وہ علاقہ بھی نسبت ولی سے محبوب اور بابرکت ہوتا ہے۔ آپؐ کی نظر کرم اور توجہ باطنی کی تاثیر کا یہ عالم تھا۔ کہ بفضلہ تعالیٰ ایک ہی نگاہ میں جاہل کو عالم اور مردہ دل کو زندہ دل۔ روشن ضمیر اور کامل ولی اللہ بنا دیتے۔

آپؐ کے مریدین میں کئی ایسی ہستیاں ہیں۔ اور ہو گزری ہیں۔ جو قریہ قریہ شہر شہر آپؐ کے روحانی اور باطنی فیض سے عوام لئاس کو مستفیض فرما رہے ہیں۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
کہ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا



قبلہ حضرت صاحبؒ کی جائے عبادت

آپؐ نے اپنے گھر کے ایک کمرے کے کونے میں تقریباً 4x3 فٹ کی جگہ مخصوص کر رکھی تھی۔ جہاں آپؐ رات بھر یادِ الہی میں مصروف رہتے۔ آپؐ نے اس خاص جگہ کو 'گھڈی' کے نام سے موسوم کیا ہوا تھا۔ یہ جگہ آج بھی بعینہ موجود ہے۔

آپؐ کے بعد ہر سجادہ نشین اس کو ویسے ہی جائے عبادت استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ یہ بڑی بابرکت جگہ ہے۔ کیونکہ آپؐ نے جمعہ کو یہ ارشاد فرما کر مریدین کو مستفیض فرمایا کہ رات کو جب میں یہاں نوافل ادا کرتا ہوں۔ اور دلائل الخیرات کا سبق سوز و گداز کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور رحمت ہوتی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس گنہگار کو زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ اور جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرماتے ہیں۔ تو یہ کھڈی کی جگہ اتنی کشادہ ہو جاتی ہے۔ کہ تمام مریدین یہاں سما جاتے ہیں۔ تمام مریدین یہاں موجود ہوتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سب پر رحمت کی نظر فرماتے ہیں اور پھر تشریف لے جاتے ہیں۔

اللہ کا ولی تمام عمر رضائے الہی میں ہی بسر کرتا ہے۔ سہمہ برابر بھی خلاف حکم الہی

ورسول صلی اللہ علیہ وسلم عمل نہیں کرتا۔

اللہ والے ہی فرماتے ہیں۔ کہ جو دم غافل سو دم کافر۔ چہ جائیکہ کوئی کلمہ کلام کوئی عمل کوئی فعل خلاف رضائے الہی و رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ کوئی کہلوانے والا کہلوار ہا ہے۔ میری کیا مجال میں تو سب سے زیادہ گنہگار ہوں۔ تو یوں آپؐ نے فوراً اپنی نفی فرمائی اور آپؐ پر رقت طاری ہو گئی۔

مرشد کی ایسی بات سامنے آئے۔ جو معلوم نہ ہوتی ہو تو خود حضرت خضر و موسیٰ علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔ کہ وہ حکایت پیر و مرشد کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر ایسی بہت سی عنایتیں فرماتا رہتا ہے۔ اور بہت سی چیزیں منکشف فرمادیتا ہے۔ کہ مرید کی عقل ان بھیدوں کو نہیں جان سکتی۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کا حلیہ مبارک

جسم مبارک قوی۔ تندرست۔ توانا۔ نہایت مناسب۔ نہ فربا۔ نہ لاغر۔ قد مبارک درمیانہ۔ نہ طویل۔ نہ قلیل۔ رنگت سرخ و سپید۔ چہرہ مبارک نہایت خوبرو۔ چمکتا دھمکتا۔ نورانی۔ بارعب۔ رخسار مبارک ہموار۔ پیشانی مبارک کشادہ۔ چشم ابرو مبارک متوسط۔ سر مبارک پر بال تمام۔ دندان مبارک تابندہ۔ ریش مبارک گھنی مسنونہ یک مشت۔ خط محتاج اصلاح نہیں البتہ مونچھیں مقراض سے ترشوا لیتے۔ گوش باہوش۔ سینہ فراخ۔ شرح صدر عرفان۔ مدینہ فیض گنجینہ شکم نہایت برابر۔ جلد زانو قدرے نرم۔ پاؤں بسبب کثرت عبادت سخت۔ آواز بارعب مگر نرم۔ چال رفتار باادب مرانہ۔ گفتگو لغو سے پاک۔ ادبی۔ علمی۔ بارعب مردانہ۔ نہایت دل پذیر۔ شگفتہ روئی اور خندہ پیشانی سے فرماتے۔ گاہے بگاہے جمال و جلال۔

نشت و درخواست سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق۔ مجلس درویش میں جو مغموم و ملول۔ پریشان حال آتا۔ سب رنج و الم تفکرات بھول جاتا۔ دل یاد خدا میں محو ہو جاتا۔ تسکین قلب ملتا۔



قبلہ حضرت صاحبؐ کا لباس

لباس کے متعلق کسی قسم کا التزام نہ تھا۔ تکلف و جاہ پسندی سے نفرت تھی۔ آپؐ کا لباس شریعت کے مطابق ہوتا۔ کرتا۔ شلوار اور کبھی تہبند بھی زیب تن کرتے۔ سر پر کپڑے کی چار کونی سفید ٹوپی رکھتے۔ بعد میں آپؐ نے سلوٹہ بھی زیب تن کرنا شروع کر دیا۔ پاؤں میں چمڑے کی دیسی جوتی پہنتے۔

سردی ہو یا گرمی ہمیشہ فاخرہ لباس سے اجتناب فرمایا۔ سردیوں میں بھیڑ کی اون کی بنی ہوئی گرم چادر اوڑھتے۔ بازاری گرم چادر۔ جبہ اور دیگر تکلفات کو ناپسند فرماتے۔



قبلہ حضرت صاحبؐ کی غذا اور طعام

ایثار اور قناعت کی وجہ سے لذیذ اور پُر تکلف کھانے کی طرف آپؐ کی طبیعت کبھی مائل نہ ہوتی۔ کھانے پینے کے ظروف اکثر مٹی کے بنے ہوئے استعمال فرماتے۔ کھانا کبھی مسد یا تکیہ سے ٹیک لگا کر نہ کھاتے بلکہ ناپسند فرماتے۔ میز یا خوان پر کبھی کھانا تناول نہ فرماتے۔ چونکہ میز اور خوان فخر اور امتیاز کی علامت ہے۔ یعنی امراء اور اہل جہلا کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے آپؐ نے اس پر کھانا پسند نہیں فرمایا۔ صبح کے ناشتہ میں اکثر پراٹھہ اور دہی پسند فرماتے۔ باقی طعام نہایت سادہ اور متوسط ہوتا۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کی طہارت۔ وضو اور نماز

دین میں عقیدہ بنیاد و مبداء کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر معاذ اللہ عقیدہ درست نہ ہو۔ اس میں خالص و نقص ہو اور فرقہ ناجیہ اہل سنت و الجماعت کے عقائد کے خلاف ہو تو اعمال برباد اور رائیگاں ہوتے ہیں۔ اس لئے عقائد کی درستگی تمام فرائض سے اولین فریضہ ہے۔ اس میں کوتاہی۔ لاپرواہی۔ بے توجہی۔ دائمی خسارہ کا باعث ہے۔

آپؐ نے اپنی تصانیف میں فرقہ ناجیہ اہل سنت و الجماعت کے عقائد۔ تصوف۔ شریعت۔ طریقت کے مسائل منفرد اور مخصوص انداز میں شرح و بسط سے بیان فرمائے ہیں۔

مگر ایک بات بالکل حقیقت اور واضح ہے۔ کہ آپؐ نے اپنی زبان مبارک سے کسی کے خلاف بھی کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی قلم کو اس جانب جنبش دی۔

نماز کی فرضیت اظہر من الشمس ہے۔ جس میں شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ امیر۔ غریب۔ شاہ و گدا۔ مسافر و مقیم۔ مریض و تندرست۔ مرد و عورت۔ آقا و غلام۔ باہوش تمام اہل ایمان کے لئے فرض عین ہے۔

بحر و بر میں۔ زمین پر۔ فضا میں۔ تخت پر۔ دار پر۔ خزاں میں۔ بہار میں۔ رزم

کارزار میں۔ سفر میں۔ حضر میں۔ خوشی میں۔ غمی میں۔ لیل و نہار میں۔ شام و سحر میں۔ نماز کی ادائیگی مسلمان کی شان ہے۔

چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے۔ اگر اس میں خامی ہو تو وہ حیوان ہے۔ نبی اللہ کا بارگاہ ایزدی میں ایک سجدہ ساری امت کے تمام عمر کے سجدوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس طرح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو اللہ تعالیٰ کے ولی (دوست) ہیں۔ ان کے ایک سجدہ پر ہماری ساری عمر کے سجدے نثار ہوں۔

آپؐ اولاً مٹی سے طہارت فرماتے۔ بعدہ پانی سے استنجا فرماتے۔ آپؐ نہایت احتیاط سے وضو فرماتے۔ وضو فرماتے وقت تمام دعائیں مسنونہ باری باری ہر رکن پر ادا فرماتے۔

طہارت اور وضو فرمانے کے وقت موزن کو اذان پڑھنے سے منع فرمایا ہوا تھا۔ کہ جب تک فارغ نہ ہو جاؤ اس وقت تک اذان نہ پڑھی جائے۔ کیوں کہ طہارت کے دوران اذان کا جواب کیسے ادا ہو۔ اور وضو کرتے وقت مسنونہ دعائیں ہر رکن پر پڑھنا ہوتی ہیں۔ اس وقت بھی اذان کا جواب دینا ممکن نہیں ہوتا۔ اذان سننے والے پر اذان کا جواب دینا واجب ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بے مثال ہے کہ جب موزن اذان دے۔
فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ تو بھی اسی طرح سے کہو۔

واللہ العالم۔ آپؐ کس محبت و درداور پیار سے۔ نیاز سے اذان سنتے ہیں۔
گویا کہ آپؐ بارگاہِ محبوبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہیں۔ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا

پیارا اور میٹھا نام پاک سنتے ہی نہایت دردمجت سے پڑھتے۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله
قرة عيني بك يا حبيب الله

اور اشک بار ہو کر رقت آمیز لہجے میں اپنے دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے اور دیر تک یہی کیفیت رہتی۔ اذان غور اور توجہ سے سننے کے بعد دعائے مسنونہ پڑھتے۔ پھر سب کے لئے دعائے خیر فرماتے۔ کیونکہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے۔

جب آپؐ نماز ادا فرماتے تو اس قدر پرسکون۔ اطمینان اور منہمک ہو کر ادا فرماتے گویا کہ معراج کی صحیح لذتوں سے مستفیض ہو رہے ہوں۔

الصلوة معراج المومنین

واقعتاً بلاشبہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کے عین مطابق نماز میں معراج حاصل ہو رہی ہے۔

آپؐ سنتیں ادا فرمانے کے بعد اور فرضوں کی ادائیگی سے قبل کسی سے ہرگز کلام نہ فرماتے۔ آپؐ دونوں ہاتھ مبارک کانوں کی لوتک اٹھا کر کانوں کی لو کو لگاتے ہوئے۔ ہتھیلیاں جانب قبلہ فرماتے ہوئے جب اللہ اکبر کہہ کر نماز کی نیت فرماتے تو ماسوا سے بے خبر راغب الی اللہ ہو جاتے۔

آپؐ کی قرآت یعنی قرآن پاک کا پڑھنا صرف ونحو کے اصولوں کے عین

مطابق ہوتا۔ اللہ اللہ۔ جب بھی کسی قاری قرآن کو آپؐ کی امامت میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوتا۔ تو بلا جھک و بلا تردد قاری صاحبان یہ تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے کہ آج تک کسی سے ایسا قرآن پاک پڑھنا سننا نصیب نہیں ہوا۔ سبحان اللہ۔

خشیت ایزدی سے آنکھیں رواں ہو جاتیں۔ اور یوں سوز و گداز سے نماز ادا ہوتی۔ سبحان اللہ کس شان بے مثالی سے ادائے محبوبی صلی اللہ علیہ وسلم ادا ہوتی۔ اس کو تحریر میں لانے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔

جب آپؐ التحیات میں السلام علیک یا ایہا النبی پڑھتے۔ گویا دیدار یار نصیب ہو رہا ہوتا۔ جس کے بغیر عاشقوں کی نماز ناممکن ہے۔ نہایت خشوع و خضوع سے نماز مکمل فرماتے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد بے انتہا۔ درد مند انہ۔ منکسرانہ لہجے میں پست آواز سے دعائے مانگتے۔ کیونکہ آہستہ دعائے مانگنے والا اونچی آواز سے دعائے مانگنے والے سے ستر درجہ افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے ولی کا انداز درد مند انہ میں دست بدعا ہونا یقیناً پسند ہے۔ خدا کرے کہ اہل ایمان کو ایسے کاملین اللہ والوں کی معیت نصیب ہو جائے۔ اور دعاؤں میں شامل ہونے کے مواقع مل جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرمانے والا ہے۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کے معمولات و حسن سیرت

آپؐ کا معمول تھا۔ کہ نماز عشاء کچھ تاخیر سے ادا فرماتے۔ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد صاحبزادہ میاں محمد جیؒ ”آپؐ“ کا نعتیہ کلام یا دیگر تصنیفات سے کچھ بڑی محبت۔ عشق اور درد مندانہ انداز سے پڑھتے۔ یا آپؐ نے جو تازہ کلام لکھا ہوتا۔ اس کو پڑھنے کا حکم ہوتا۔

اس عشق کی روحانی محفل۔ مجلس میں وہاں شب ب سری کرنے والے مریدین اور گاؤں کے عقیدت مند لوگ بھی موجود ہوتے۔ یہ روزانہ کی روحانی غذا ہوتی۔ یہ سماں وجد آورا اور مسحور کن ہوتا۔ سامعین آپؐ کا کلام سن کر بے حد محفوظ ہوتے۔

جب آپؐ پر سرِ باطنی کا غلبہ ہوتا۔ تو آرام فرمانے کے بہانے کمرے میں تشریف لے جاتے اور تمام عقیدت مندوں کو بھی سونے کی اجازت مرحمت فرماتے۔ پھر یارا حباب سوتے اور آپؐ باطن میں گم ہو کر تصنیف وغیرہ میں مشغول ہو جاتے۔

بعدہ اپنی جائے نماز یعنی ”کھڈی“ میں ہی نماز تہجد ادا فرماتے۔ (کھڈی کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔) فجر کی نماز تک اسی جگہ ورد و وظائف۔ مراقبہ۔ استغراق۔ دعائیں۔ ندائیں۔ آہیں۔ انتہائی عروج و کمال میں ادا فرماتے۔

آپؐ دلائل الخیرات (درود شریف) کی منزل فرماتے۔ آپؐ فرمایا کرتے کہ جب میں سبق سے فارغ ہو کر بارگاہ ایزدی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ تو سرکارِ مدینہ راحت قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ نظارہ رخ انور کا کرا کر تشریف لے جاتے ہیں۔

ازدرویشؒ

دس چلئے ایہ درسِ محبت پچھلیاں اہل ایماناں
 اوکھا راہِ محبت اتھے وکدیاں پیاریاں جاناں
 جاں تک جاں فدا نہ کرے مشکل ملے حضوری
 تے جے رکھئے جان پیاری پھر دوری تے دوری
 یار ملن دی خواہش رکھتوں اولاپنے سینے
 اوہ بھی وقت آوے گا سر پر مل پیس یار نگینے
 کل تعلق اتے تملق جاں تک توں نہ توڑیں
 یار ملے نہیں جاں تک اپنے سارے چاء نہ چھوڑیں
 اپنے چاء رکھیندیاں یارا یار نہیں پھر ملدا
 یار نہ ملیا جے پھر تیرا قدر نہیں اک تل دا

عشق کا یہ ایک بے کنار بحرِ عمیق ہے۔ جس کو تحریر و بیان میں لانا ناممکن ہے۔

عاشق لوگ آئے اور عشق کے اس بے کنار سمندر میں پیرا کی کرتے چلے گئے۔ آپ نے بھی ساری عمر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں گزار دی۔

اب قلم کو یہیں روک کر آپ کی زندگی مبارک کے دیگر پہلوؤں کو اپنی بساط کے مطابق قارئین کی نظر کرتا ہوں۔ آپ نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے آتے۔ فجر کی سنتیں گھر پر ہی ادا فرماتے۔ بقیہ نمازوں کی طرح فجر کی نماز کی امامت بھی فرماتے۔

نماز اور مزید وظائف و دعا سے فارغ ہو کر طالب علموں کو قرأت۔ ترجمہ قرآن پاک۔ صرف۔ نحو۔ دورہ حدیث و جملہ اسباق کی آپ خود تعلیم دیتے۔ بعد میں بیماروں کے لئے کچھ دوائیاں تیار کی جاتیں۔

صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد آپ باہر حویلی میں تشریف لے جاتے۔ سادہ سی چارپائی پر نشست ہوتی۔ بارہ بجے تک روحانی و جسمانی مریض۔ حاجت مند۔ خدام۔ طالبین۔ مصیبت زدہ۔ غم زدہ۔ طالب دیدار۔ بے بس و بے کس۔ مجبور۔ حاجت روا۔ امیر۔ غریب۔ چھوٹے بڑے۔ مرد و عورت۔ یعنی ہر طبقہ ہائے فکر کے مسائل۔ اپنی اپنی غرض۔ اپنے اپنے سوال کے ساتھ حاضر ہوتے۔

آپ نہایت خندہ پیشانی اور نرم مزاجی سے سب کو توجہ سے سنتے۔ جو بھی تشنہ کام آتا۔ سنت خلقِ عظیم اور فیضِ عمیم سے شاد و کام و سیراب ہو جاتا۔ مدعا دریافت فرماتے پھر نہایت شفقت سے اس کا جواب باصواب ارشاد فرماتے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

آپؐ تسلی سے سب کی سنتے۔ دوا بھی دیتے اور دعا بھی دیتے۔ نہایت خندہ
پیشانی سے اور خوش کن کلام سے اہل دل کو نوازتے۔ دوپہر بارہ بجے سے نماز ظہر تک
استراحت فرماتے۔ اس استراحت میں کیا کیا راز پوشیدہ ہوتے۔ کیا کیا عنایتیں ہوتی۔
واللہ العالم۔

آپؐ نماز ظہر سے قبل کبھی غسل بھی فرماتے۔ بعد از ادا نیکی نماز ظہر پھر حویلی
میں ہی نشست ہوتی۔ کبھی کسی مریض کے پاس کسی گاؤں یا شہر جہاں بھی جانا ہوتا۔ پیدل۔
سائیکل یا دیگر کسی سواری پر تشریف لے جاتے۔ ایک دو خادم بھی ہمراہ ہوتے۔ آپؐ
نماز عصر ادا کرنے کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت نہایت توجہ و انہماک سے فرماتے تھے۔
دوران تلاوت خشیت ایزدی سے چشمان مبارک سے آنسو رواں ہوتے۔ تلاوت قرآن
پاک کا صحیح حق ادا ہوتا۔

آپؐ تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد موصول شدہ خطوط کے جواب ارسال
فرماتے۔ اور یوں نماز مغرب کا وقت ہو جاتا۔ آپؐ نماز مغرب کے بعد رات کا کھانا
تناول فرماتے۔ پانی یا چائے کے لئے ہمیشہ مٹی کا پیالہ استعمال کرتے۔ کھانے کے بعد کچھ
وقت چنداں خانگی امور پر گفتگو ہوتی۔

بات چیت کے بعد اگر وقت اجازت دیتا تو صاحبزادہ محمد حنیٰ سے اپنے کلام

نتے۔ ورنہ نماز عشاء کی ادائیگی کے لئے تیاری فرماتے۔

آپ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد پھر وہی ساقی۔ وہی سے خانہ۔ وہی پیمانہ سے
تشنہ لب حضرات کو عشق و محبت کے جام پلائے جاتے۔ آپ کے شب و روز کے معمولات
نہایت اختصار۔ قلمبند کئے گئے ہیں۔

وہ سوتے نہیں جو آتے ہیں اوروں کو جگانے کے لئے



قبلہ حضرت صاحبؒ کی منفرد کتابت اور تحریر مبارکہ

اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی۔ یہ وصف۔ یہ کمال آپؒ کو عطا فرمایا ہوا تھا۔ آپؒ کی قلمی تحریر سے عشق و محبت کی بو آتی جو قابل دید ہوتی۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ہنر کتابت بھی آپؒ کو فطری طور پر ملا ہوا تھا۔ ہر حرف۔ تلفظ کما حقہ۔ منقش تھا۔ گویا قلم بھی آپؒ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ جس طرح رضا ہوتی ہے۔ قلم با وفا ہوتی ہے۔

تحریر میں نہ اغلاط نہ استقام نہ خطا ہوتی ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو آپؒ کی تحریریں ملاحظہ کرے۔ تصوف کا عظیم خزانہ بنام کتاب ”سیر تصوف“ آپؒ کے دست مبارک سے تحریر کردہ ہے۔ دید کے بعد توفیق رب جلیل کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

آپؒ کی تمام تصنیف شدہ کتب کا ایک ایک شعر ایک فقرہ مشق و عرفان سے مزین ہے۔ کلام کا اور کلام والی ہستی عاشق رسول کے عروج و کمال کا الفاظ میں احاطہ ناممکن ہے۔ عقل سوچنے سے۔ زبان بیان کرنے سے۔ قلم لکھنے سے قاصد ہے۔

یہ خدا کے دوست ہیں اور خدا ان کا دوست ہے۔ دوست کے درجات و مقامات
کو دوست ہی جان سکتا ہے۔ عقل والوں کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کا منفرد انداز بیان

اولیائے کرام کی نشست و برخاست سب سے جداگانہ۔ وعظ و نصیحت کا رنگ نرالا۔ تقاریر کا اسلوب بھی انوکھا۔ اسی طرح آپؒ کی تقاریر کا انداز بیان بھی منفرد ہوتا۔ تمام علمائے کرام۔ مقررین۔ مبلغین و واعظین کی طرح نہ آپؒ کی وعظ۔ نہ طرز بیان۔ آپؒ ہمیشہ عاشقانہ۔ عارفانہ۔ وجدانہ بحر میں بیان فرماتے۔

علم کے ساتھ ساتھ عرفان کی روشنی بھی ہوتی۔ تصوف کی چاشنی بھی ہوتی۔ عاشقوں کو جلا ملتی۔ دلوں کو سرور ملتا۔ عافوں کو غذا ملتی۔ سامعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت میں مسرور ہوتے۔ ایک وجد کا عالم ہوتا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے جاری ہوتے۔ اللہ اللہ۔

درویش کی محبت نے۔ عشق کی تڑپ نے آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین حافظ میاں وحید الحق صاحب مدظلہ کو مجبور کیا۔ انہوں نے اپنی زیر نگرانی آپؒ کی تقاریر کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

پہلی کتاب بعنوان ”مواعظِ حسنہ“ حصہ اول آستانہ عالیہ سے دستیاب ہے۔ محبت والے۔ عشق والے اور جملہ تمام مریدین مذکورہ کتاب حاصل کریں اور ضرور

پڑھیں اور اپنے عشق کو جلا بخشیں۔ دلوں کو منور کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سرور آئے گا۔ اور ضرور آئے گا۔

آپؐ عالم شباب میں مسلسل پانچ چھ گھنٹے کا بیان فرماتے۔ تین چار گھنٹے کا تو آپؐ کا اجمالی وقت ہوتا۔ بڑھاپے میں بھی دو تین گھنٹے سے کم بیان نہ فرماتے۔ بحر حال بیان عرفان کی پرواز بالاتر۔ اکثر اوقات معرفت الہی۔ معارف ربانی۔ عشق حقیقی۔ توصیفِ محبوبی۔ دُر معانی۔ ذکر سلطانی۔ سوز و گداز۔ صدائے دل نواز۔ عربی۔ فارسی۔ پنجابی اشعار مثالی و حکایات بے مثال۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ شریعت و طریقت کا انکشاف۔ باندازِ جمال و جلال با کمال علم لدنی۔ چشمہ ستر سے اس طرح جوش مارتا کہ گویا بحرِ ذخائر و دریائے بے کنار سے موج در موج چلا آرہا ہے۔ اس وقت سامعین پر بے خودی کا سماں طاری ہو جاتا۔ بلکہ درود یوار جھومنے لگتے۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کی توجہ باطنی

آپؐ حلقہ بگوش و اخل طریقت مریدین کو بسا اوقات سامنے بٹھا کر باطنی توجہ سے باطنی صفائی فرماتے۔ لیکن اکثر و بیشتر توجہ باطن ہوتی۔ اولاد سے زیادہ مریدین پر شفقت فرماتے۔ آپؐ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہر فعل و عمل سے بچنے کی تلقین سے تاکید فرماتے۔ اور بفضلہ تعالیٰ آج بھی مریدین۔ عقیدت مندوں اور آپؐ کے آستانہ پر حاضری دینے والوں کو اپنے فیض سے نوازتے ہیں۔

ان رحمة الله قريب من المحسنين (سورہ الاعراف ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک لوگوں کے زیادہ قریب ہے۔

جس اپنی زندگی رگنی اس اوہ یار دے بوہے آ جاوے
 نالے وکھ لیوے سوہنے ماہی نون نالے اپنا آپؐ ملسا جاوے۔
 پر اک گل ماہی ملدا نہیں بناں ملیاں ملنے والیاں دے
 جے طلب تیرے دل ملنے دی پھڑ مرشد ماہی ما! جاوے۔

جاگ بنا دودھ جمدا نہیں بناں جمیاں مکھن لبھدا نہیں
لا جاگ چنگی پھر رڑکیں خود نوں ویکھ مکھن ہتھ آجاوے

اللہ کریم غفور رحیم کی ذات بے مثال ہے۔ وہی سب کا مالک ہے۔ اس کے سوا
سب اس کی مخلوق ہیں۔ جو کچھ بھی۔ جہاں کہیں بھی۔ اوّل و آخر۔ ظاہر و باطن۔ نہاں و
عیان۔ جو نظام بھی چل رہا ہے۔ اسی ایک ہی کی ملکیت ہے۔

سب ملکیتوں میں صرف اللہ ہی مالک ہے۔ ہر طرف اسی کی ہی جلوہ گری
ہے۔ ہر مقام پر صرف اسی کی ہی صفات کا ظہور ہے۔ سب کچھ اسی نے بنایا ہے۔ اس لئے
وہی وحدہ لا شریک ہی مالک ہے۔ جس نے اس کی ملک کا انکار کیا۔ وہ مالک کا منکر ہو
گیا۔

مخلوق میں جو جو کمالات نظر آتے ہیں۔ وہ کسی کے اپنے ذاتی نہیں۔ وہ سب
اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ جس کو جو چاہے۔ جس طرح چاہے۔ جب
چاہے۔ جہاں چاہے۔ طرح طرح کی خوبیاں۔ صفات۔ کمالات۔ کمال و جلال سے نواز
دے۔

وہ نوازنے پر۔ عطا کرنے پر۔ بلا شرک غیر قادر ہے۔ اس لئے اس کی عطا کا
انکار درحقیقت قدرت الہی کا انکار ہے۔ اس لئے پرہیز بہت ضروری ہے۔

تجلی تیری ذات کا سو بسو ہے
 جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تُو ہے
 میں ڈھونڈتا رہا اس کو تسبیح کے دانوں میں
 وہ تو ذرہ ذرہ میں عیاں ہے مجھے معلوم نہ تھا



مریدین اور عقیدت مندوں کے پاس ان کی خواہش پر تشریف لے جانے کا بیان

آپ ”کو اپنے شیخ کامل کی جانب سے دو رات سے زیادہ گھر سے باہر رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس لئے آپ ”کوشش کر کے ایک رات گزارنے کے بعد ہی واپس گھر تشریف لے آتے۔ گھر سے باہر تشریف لے جانے سے قبل آپ ”کا حکم تھا کہ میرے گھر سے چلے جانے کے بعد میری ہدایات پر عمل کرنا ہوگا۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- میری آمد کے بارے میں کوئی تشہیر نہ کی جائے۔ سوائے اپنی جامع مسجد کے۔
مریدین کے۔ شہرت میرے لئے زہر ہے۔ شہرت سے ہمیشہ اجتناب کرنا
چاہئے۔

2- میری آمد پر لاری اڈہ۔ اسٹیشن یا کسی جگہ پر خلقت کو جمع نہ کیا جائے۔ یہ بھی
میرے لئے بموجب حجاب ہے۔

3- ہر کسی کے سامنے آپ ”کی تعریف نہ کی جائے۔ تعریف سے تباہی ہے۔
خاموشی اور پردہ نہایت اعلیٰ ثمر ہے۔ جس نے جو کچھ پایا۔ چھپ کر

پایا۔ (بوتل میں اگر کستوری ہو تو پھر اس کو ڈھکن لگانے کی ضرورت ہے۔)
 کوئی تکلف نہ کرے۔ تکلف سے نفس سر اٹھاتا ہے۔ باغی ہوتا ہے۔ نفس باغی

ہو جائے تو پھر ہلاکت ہے۔

شہر میں وعظ کے لئے اعلانات کی کوئی ضرورت نہیں۔ جس نے وعظ سن لیا۔ سو
 سن لیا۔

درویش جس وقت چاہے۔ واپسی کے لئے اجازت لے لے۔ مزید رکنے
 کے لئے مجبور نہ کہیں۔

محبت کا تقاضا یہی ہے کہ جس سے محبت ہو۔ اس کی بات مانی جائے۔ اپنی
 محبت کو شیخ کی محبت پر قربان کر دے۔

جس سے محبت ہو اس سے موافقت لازم پکڑو۔

ہدایات ملتیں کہ تم سب لوگ بھی اسی طرح زندگی بسر کرنے کی کوشش کرو۔



مریدوں کو الوداع کہنا

آپؐ کی نشست و برخاست - کھانا - پینا - اٹھنا - بیٹھنا - گفتگو - مسکرانا - اخلاق
ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگا ہوا ہوتا۔ مریدوں کو سنتِ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم کے مطابق رخصت فرماتے۔

مرید دل زخمی ہو کر جب آپؐ سے جدا ہونے کی اجازت طلب کرتا۔ تو آپؐ کی
آنکھیں بھر آتیں۔ جہاں تک مرید جاتے۔ نظر آتے۔ اسی جگہ جدا ہونے والوں کو نظر کرم
سے دیکھتے رہتے۔

آپؐ فرماتے کہ یارِ دیر بعد آتے ہیں تو روتے ہیں۔ جب آقا سے جدا ہوتے
ہیں تب بھی آنسو نکل آتے ہیں۔

جہاں دے دل عشق سمانا رونا کم تنہاں دا
ملدے روون وچھڑے روون ، روون ٹردے راہاں



دلوں کا سکون اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہے

ارشادِ رحمانی ہے۔

الآبذ کر اللہ تطمعن القلوب (سورہ الرعد ۲۸)

ترجمہ: سن لو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دلوں کو چین ملتا ہے۔

جو دل اور زبان سے منکر ہو وہ ظاہر اور باطن سے کافر ہے۔

جو دل سے منکر اور زبان سے دعویٰ ایمان کا کرتا ہو اس کا باطن کافر ہے۔

جو ظاہر اور باطن ایک جیسی ایمانی طاقت رکھتا ہو۔ وہ دل اور باطن سے مومن

ہے۔ ایمان والا ہے۔

کافروں کے دل پر مہر لگا دی گئی ہے۔

منافقوں کے دل میں مہلک بیماری ہے۔

مومنین کے دل مطمئن ہیں۔

بات صرف دل کی ہے۔

ہر ملک کا حاکم ہوتا ہے۔ ہر علاقے میں کوئی چوہدری یا نمبردار ہوتا ہے۔ ہر محفل

یا مجلس کا کوئی امیر ہوتا ہے۔ ہر گھر میں کوئی ایک مختار ہوتا ہے۔ ہر جگہ حاکم و مختار کا

کہنا مانا جاتا ہے۔ ہمارے جسم کا بھی ایک حاکم ہے۔ اور وہ ہے دل۔ جسم کے تمام اعضا دل کے تابع ہیں۔ دل جو حکم دے گا۔ تمام اعضاء اس کا حکم مانیں گے۔ جب دل کوئی کسی قسم کا حکم نہ دے تو جسم کے تمام اعضاء آرام کر رہے ہوتے ہیں۔

یہی دل اگر اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے تو انسان کسی گناہ کے قریب نہیں جاتا۔ بلکہ نماز۔ روزہ۔ تلاوت قرآن پاک اور دیگر اعمال صالح میں لگ جائے گا۔ اگر دل نیک جسم کے تمام اعضاء نیک۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والوں کے دل عرش الہی ہیں۔ مزید فرمایا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے تو انسان درست ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بگڑ جائے تو انسان بگڑ جاتا ہے۔ اور وہ دل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال اور صورتیں نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور اس کے ارادوں کو دیکھتا ہے۔ قیامت کے روز لوگوں کا حشر دلوں کے ارادوں پر ہوگا۔ ہر عمل دلوں کی نیت پر ہے۔

دل مردہ۔ انسان مردہ۔ دل زندہ۔ انسان زندہ۔ دل غافل۔ انسان غافل۔ دل سوز والا۔ انسان سوز والا۔ دل دور۔ انسان دور۔ دل حاضر۔ انسان حاضر۔ دل نور۔ انسان نور۔ دل کافر۔ انسان کافر۔ دل مومن۔ انسان مومن۔ ایمان والوں کے دل آرام میں ہیں۔ وجود کا بادشاہ نیک۔ سارا بدن نیک۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن کے دل کو آرام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ دل کو آرام مال و دولت سے ہے۔ حکومت سے ہے۔ آل اولاد سے ہے۔ زن۔

زر۔ زمین۔ یا تجارت کے وسیع کاروبار سے ہے۔ عیش و عشرت میں ہے۔
 اولاد کو لخت جگر کہتے ہیں۔ کیونکہ اولاد کی نسبت جگر سے ہے۔ باقی تمام مال و
 متاع۔ امیری۔ سرداری۔ جاہ و حشمت کا خواہاں انسان کا نفس ہے۔ دل نہیں۔ دل نفس
 کے تابع ہے۔



دل زندہ اور دل مردہ

نفس کی حرص بڑھتی ہے۔ تو دل کی اہلیت مردہ ہوتی جاتی ہے۔ پھر دل نفس کے زیر فرمان ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر دل زندہ ہو۔ تو نفس ہر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بندہ صراط مستقیم پر قائم رہتا ہے۔

بندوں کے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ روحانی بندہ۔ نفسانی بندہ۔ روحانی بندوں سے شیطان بھی ڈرتا اور بھاگتا ہے۔ اور اقرار کرتا ہے کہ رب کریم میرا غلبہ تیرے خاص بندوں پر نہیں۔ مقبول اور اخلاص والوں کے اختیارات کو شیطان بھی تسلیم کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو بندگان مقبول بارگاہ کے اختیارات۔ تصرفات۔ کمالات۔ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں تفویض کئے ہیں۔ ان کا جو اقرار نہ کرے۔ ان کو تسلیم نہ کرے۔ وہ شیطان سے بھی چند قدم آگے ہے۔ نفسانی بندے چلتے پھرتے مردہ ہیں۔ اور روحانی بندے اپنی قبروں میں بھی زندہ ہیں۔

جس نے اپنے دل کو ذکر اللہ سے زندہ کر لیا۔ اس نے نفس پر قابو پا لیا۔

اب یہ بندہ مقبول بارگاہ الہی ہے۔

از درویشؒ

دل بنا توں دل بنا توں سوہنا دل بنا توں
میرے لائق تحفہ لیاویں سوہنا دل بنا توں
دل دے توں اپنا مینوں میں سب کچھ دیواں تینوں
سب کچھ ہتھ تیرے وچ آوے لبھ لوویں جے مینوں

از مولانا رومؒ

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است
دل گزرگاہ جلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است



استغاثہ بارگاہِ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

وگیاں اس دیس نوں بادِ صباے
 میرے دلبر جتھے ڈیرے لگائے
 کہیں جھک کر میرے دلوں سلاماں
 دیویں پیغام من جانبِ غلاماں
 نظر کر رحمتِ للعالمینا ﷺ
 شہنشاہِ حسینا ماہِ جبینا ﷺ
 ہویاں مدتاں ناں کدی یاد کیتا
 تیرے درداں مینوں برباد کیتا
 ناں پائی جھات میں دل یا نبی ﷺ جی
 کیتی جو درداں یا حضرت ﷺ دساں کی
 گیاں سیاں تنہاں پائے نظارے
 کی آکھاں میں نکر من لیکھ ہارے

میرے محبوب ﷺ جد تیری میں تیری
 بھلی قسمت ہو پھر کیوں نہ میری
 پئی ترساں تیری اک دید نوں میں
 تیرے ہاتھوں کراں کی عید نوں میں
 چڑھیں چناں تاں ہووے عید میری
 مکن روزے کراں جے دید تیری
 فرش والے کی جان شان تیرا
 عرش پر جھول دا تیرا پھیرا
 اتھے اتھے تیرا فرمان جاری
 تیری مرضی تے گل ہووے گی ساری
 تیرے مکھڑے نورانی توں میں صدقے
 تیرے چاہ زرخدانی توں صدقے
 رہی بے چج ناں چج سکھیا میں کوئی
 بناں بناں نہیں یعقوب ڈھوئی



حدیث قدسی

ایک حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نہ زمین میں سما سکتا ہے۔ نہ آسمان میں مگر مومن کے دل میں سما سکتا ہے۔ اللہ کے پروانے اور یار کے دیوانے فرما گئے ہیں۔

کعبہ بنگاہ خلیل آزر است
دل گزرگاہ جلیل اکبر است

لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ دل آلودگیوں سے پاک صاف ہو۔ یوں اخلاقی معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی بھی ہوتی ہے۔ روحانی ترقی سے مراد نفس کا من جملہ الانسوں سے پاک اور من جملہ اسانسوں سے بری ہونا ہے۔ اور جو شخص یہ مقام حاصل کر لے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ کے دوست ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ کو پہچان لیا۔ اس کے دل سے مخلوق کا خوف اور اشیاء کی محبت ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ خوبی آپؐ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

بڑے بڑے افسرانِ قدم بوسی کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ مگر آپؐ نے کبھی بھی ان کے دنیاوی منصب کا اثر نہیں لیا۔

آپؐ نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور غلامی میں بسر کی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا یہ عالم تھا۔ کہ اپنی تمام زندگی میں کبھی بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اپنی زبان سے بے وضو ادا نہیں کیا۔ اس کی واضح مثال یوں ہے۔ کہ آپؐ نے اپنے بڑے صاحبزادے کا نام محمد محمد جی رکھا ہوا تھا۔ جب آپؐ با وضو ہوتے تو محمد جی نام لے کر مخاطب فرمایا کرتے مگر جب کبھی وضو کی حاجت ہوتی تو پھر آپؐ مولوی صاحب کہہ کر آواز دیتے تھے۔

عشق سرکار ﷺ کی شمع جلاو دل میں
بعد مرنے کے بھی لحد میں اجالا ہوگا

آپؐ حقوق العباد کا خاص خیال فرماتے۔ آپؐ اپنی اولاد۔ مریدین۔ عقیدتمندان کو ہر حال میں حصول رزق حلال کا درس دیتے۔ اور فرماتے کہ لقمہ حرام سے بچو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ شریعت مطہرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ اس لئے کہ شریعت سے دوری دین سے دوری ہے۔ اور دین سے دوری بربادی کا سبب ہے۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ روز محشر اگر اللہ پاک نے پوچھ لیا کہ تم جو کپڑے پہنتے تھے۔ اس میں سود کا پیسہ شامل تھا تو ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ

ملک کا تمام کاروبار سودی ہے۔

مرید توں تے پیر دوہاں شریعت لگدی اے
فرق پیا جے وال برابر بدنامی دو جگ دی اے

آپؐ اپنی وعظ و نصیحت۔ تبلیغ و اشاعت میں تصوف اور طریقت کے وہ نکات
بیان فرماتے۔ کہ لوگ آپکے گرویدہ ہونے لگے۔ لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آنے
لگا۔ دین سے رغبت پیدا ہونے لگی۔

آہستہ آہستہ یہ سلسلہ مضافاتی دیہاتوں سے نکل کر شہروں تک پھیل گیا۔ اور
آپؐ کے فیض کی شہرت عام ہونے لگی۔ اکتساب فیض کیلئے لوگوں کا تانتا بندھ گیا اور جمعہ
کے لئے مسجد کی جگہ کم پڑنے لگ گئی۔ لہذا آپؐ نے مسجد کی توسیع فرمائی اور از سر نو تعمیر کی۔
درس و تدریس کیلئے ایک عالی شان مدرسہ بھی تعمیر کروایا۔ آپؐ بذات خود بھی
دینی تعلیم دیتے تھے۔ لا تعداد مسلمانوں کو ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ فرمایا۔ اور وہ عالم
باعمل ہو کر جگہ جگہ تبلیغ دین اور تقسیم فیض روحانی میں شب و روز مصروف ہیں۔

ان تمام صفات و کمال کے رکھتے ہوئے آپؐ نے ہر وقت اپنی نفی فرمائی اور اپنی
عجز و انکساری کا اظہار فرمایا۔

نرفع دراجت من نشاء ان ربك حكيم عليم (سورہ الانعام ۸۳)
ترجمہ: ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں بے شک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے۔

آپؐ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہیبت پور شریف کو یہ شرف بھی بخشا ہے کہ
آج تک اس گاؤں میں کوئی بارات ڈھول ڈھمکے۔ سہرے گانے۔ یا اور کسی خلاف شرع
رسم کے ساتھ نہیں آئی۔ آج بھی اسی طرح کی پابندی جاری ہے۔



گلاب کے پھول

ایک دفعہ ایک شخص آپؐ کے لئے عقیدت و محبت سے گلاب کے پھولوں کا ہار لے کر آیا اور آپؐ کے گلے مبارک میں پہنا دیا۔ پھولوں کی کچھ پتیاں زمین پر گر پڑیں۔ آپؐ نے ان کو فوراً اٹھانے کا حکم دیا۔ آپؐ نے گلے سے ہار اتار کر اس کو محفوظ کروالیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے جوش مارا اور بے ساختہ آپؐ کی چشم مبارک سے آنسو رواں ہو گئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ گلاب کے پھولوں میں میرے محبوب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ اطہر کی خوشبو شامل ہے۔ جس کی وجہ سے یہ پھول خوشبودار ہیں۔

یہ بے ادبی ہوگی کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اطہر پاؤں کے نیچے آئے۔ سبحان اللہ۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت ہو تو ایسی۔ جیسی آپؐ نے فرمائی۔ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہر ادا اور ہر چیز پر فدا ہو جائیں۔

حضرات محترم اندازہ فرمائیے جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ شادی بیاہ کی تقریبات میں پھولوں کا کیا حشر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دینی محافل میں بھی پھولوں کو کس بے

دردی سے پھینکا جاتا ہے۔ کیا کسی کے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ نہیں کبھی نہیں۔
 حالانکہ ایسی محافل میں علماء بھی ہوتے ہیں۔ مشائخ بھی۔ مفتی بھی۔ پیر بھی۔ مرید بھی۔ مگر
 اس سوز و گداز والا کوئی کوئی ہے۔ اگر دل کو روشن کرنا ہو اور آخرت میں عافیت چاہتے ہو
 تو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہو جاؤ یعنی بچوں کی سنگت اختیار کرو۔

کو نومع الضد قین (سورہ التوبہ ۱۱۹)

ترجمہ: بچوں کی سنگت اختیار کرو۔

از درویشؒ

جہڑے یار دے نال پریم رکھدے اکھاں وکھ اوہناں نت جاریاں نے
 ناہیں سونو دے تے ناہیں ہس بولن بحر ہجر وچ اوہناں نت تاریاں نے
 کوئی شے پسند نہیں باجھ دلبر دلبر نال اوہناں نت دلداریاں نے
 دلبر باجھ یعقوبؒ جو ہور دیکھن جان لیں اوہناں نت خواریاں نے



قبلہ حضرت صاحبؒ کی تصانیف مبارکہ

آپؐ نے وعظ و نصیحت - درس و تدریس کے ساتھ ساتھ چند ایمان افروز اور بے مثال کتب بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ جن کا مختصر سا تعارف پیش خدمت ہے۔

1- سیرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (منظوم پنجابی)

یہ بے مثال تصنیف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری لختِ جگر سیدہ خیر النساء فاطمہ الزہراءؑ کی سیرت اور حیاتِ پاک کے موضوع پر ہے۔ علاوہ ازین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزات - حضرت بلالؓ کے واقعات اور آخر میں سہ حرفی منقول ہے۔ اس کا مطالعہ بے درد کو بادرد بنا دیتا ہے۔ خصوصاً مستورات کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

یہ کتاب آپؐ کی سب سے پہلی تصنیف ہے بقول آپؐ یہ کتاب جنات کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے۔ جب آپؐ موسیٰ پور کے قریب ایک نالہ پر رات کو سب سے الگ تھلک ہو کر عبادت و ریاضت کیلئے جایا کرتے تھے آپؐ اپنا حصار کر کے بیٹھ جاتے اور ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتے۔ دریں اثنا نہایت خوب و جن عمدہ لباس زیب تن کئے آ

جاتے۔ تو وہاں ان کی آمد پر روشنی ہو جاتی۔ وہاں پر کئی جن آپ کے مرید بھی ہو گئے۔
جو ہر نماز جمعہ آپ کے ساتھ ادا کرتے رہے ہیں۔

2- سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (تین جلدیں)

تین جلدوں پر مشتمل یہ تصنیف بھی منظوم پنجابی ہے۔ سالکین و اعظین اور علماء
کیلئے ایک عدیم النظیر اور ایمان افروز تحفہ ہے۔ اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور مبارک کی تخلیق سے لے کر آخر تک زندگی کے ہر پہلو کو نہایت عشق و محبت سے
بیان کیا گیا ہے۔

اس تصنیف کے مکمل ہونے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرما کر قبلہ
حضرت صاحبؒ کو مرثوہ سنایا۔ کہ جو کوئی اس تصنیف میں میری سیرت و حیات مبارکہ کا
محبت سے مطالعہ کرے گا۔ وہ جو جائز اور نیک دعا اللہ تعالیٰ سے کرے گا انشاء اللہ منظور و
مقبول ہوگی۔

3- پریم کہانی (منظوم پنجابی)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ عشق سے بھرپور جامع تصنیف ہے۔ یہ بھی منظوم
پنجابی میں ہے۔ مجاز و حقیقت کو ایک مثالی انوکھے اور نرالے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔
بالخصوص نواسہ رسول حضرت امام حسینؑ کی شہادت حضرت امام مسلمؑ اور ان کے دو معصوم
بچوں کی کوفہ میں دردناک شہادت۔ حضرت امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا کوفہ کا سفر

اور کربلائے معلیٰ میں ان کی شہادت کے دل ہلا دینے والے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

بقول بھائی حضور صاحب جو آپؐ کے طویل المیعاد خادم اور خلیفہ ہیں۔ اللہ ان کو صحت اور عمر دراز عطا فرمائے نے بتایا کہ درویش خانہ (حویلی) میں ایک چھوٹا سا کچا کمرہ تھا۔ جب آپؐ اس کمرے میں بیٹھ کر یہ کتاب تالیف کرتے تو حکم ہوتا تھا کہ کسی کو بھی اس کمرے میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اگر کوئی زبردستی اندر آیا تو اپنے نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔ یہ کیا راز تھا۔ واللہ عالم

4- سیر علوی (سات جلدیں)

یہ کتاب منظوم اردو میں ہے۔ آپؐ کو مولانا رومؒ کی فارسی کی کتاب مثنوی معنوی شریف از بر تھی۔ جب آپؐ بلند آواز سے پڑھتے تو کھیتوں میں ہل چلانے والوں کے جانور چلنا بند کر دیتے۔

آپؐ کو مولانا روم علیہ الرحمۃ کا کلام بہت پسند تھا۔ چنانچہ آپؐ نے بھی بطرز مثنوی شریف چھ دفتر مکمل کر کے کتاب کا اختتام کر دیا۔ پھر مولانا رومؒ آپؐ کو ملے اور محبت سے فرمایا کہ مولانا صاحب مجھے آپؐ کا کلام بہت پسند آیا ہے۔ میں نے سات جلدیں تحریر کی ہیں۔ آپؐ بھی سات مکمل کریں چنانچہ آپؐ نے بقیہ ساتویں جلد مولانا روم علیہ الرحمۃ کی ایما اور اصرار پر تحریر فرمائی۔

5- یاد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم (پانچ جلدیں)

یہ آپؐ کا نعتیہ کلام ہے۔ نہایت عارفانہ اور عاشقانہ کلام ہے۔ آپؐ نے مختلف پیرائے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی فرمائی ہے۔ آپؐ کا تمام کلام عارفانہ اور جداگانہ ہے ایک مخصوص طرز کا ہے۔ صحیح طرز میں پڑھنے والا جب کوئی پڑھتا ہے تو محفل پر سکتہ اور وجد طاری ہو جاتا ہے۔

6- سیر تصوف (چار جلدیں)

یہ تصوف کی مایہ ناز اور انمول تصنیف ہے۔ یہ اردو نثر میں ہے۔ اسے آپؐ نے ۱۳ سال کی طویل مدت میں محنت شاقہ سے مکمل فرمایا۔

’تعرف‘ عربی زبان میں ایک کتاب ہے۔ جسکو شیخ ابو بکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب بخاریؒ نے تصنیف کیا۔ فارسی زبان میں اس کی شرح ’’شرح تعرف‘‘ کے نام سے مولانا محمد ابراہیم بن اسماعیل بن محمد عبداللہ بخاری نے تحریر فرمائی۔ چونکہ عربی اور فارسی زبان کو جاننے والے مفقود ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے آپؐ کی دور رس نگاہ نے محسوس کیا کہ اب اردو زبان میں اس کا ترجمہ ہونا چاہیے چنانچہ آپؐ نے شرح تعرف کا اردو میں ترجمہ فرمایا۔ اور سیر تصوف نام رکھا۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ دورانِ تحریر ایک مقام ایسا آیا۔ کہ جس کی مجھ کو سمجھ نہ آتی تھی۔ لاکھ کوشش کی مگر عقدہ میں حل نہیں ہو رہا تھا۔ دور حاضر کے علماء کرام اور صوفیائے عظام سے رجوع کیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اسی بے چینی میں کئی دن گزر گئے۔

مگر معاملہ جوں کا توں رہا۔ آخر ایک رات کتاب تعرف اور شرح تعرف کے لکھنے والے دونوں حضرات تشریف لے آئے۔ اسلام علیکم کے بعد اپنا تعارف کروایا اور وہ مقام حل فرما دیا۔

خدا رحمت کنند این عاشقاں پاک طینت را

آپؐ فرماتے تھے کہ کتاب ہذا مکمل ہو چکی مگر ابھی کوئی نام تجویز نہیں کیا تھا۔ بہت غور کیا۔ مگر کوئی موزوں اور مناسب نام ذہن میں نہ آیا۔ اسی سوچ و بچار میں تھا کہ پھر ایک رات وہ دونوں اللہ کے ولی تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اپنی اس کتاب کا نام ”سیر تصوف“ رکھ دو۔ ہماری کتاب شرح تعرف کے بھی سات حروف ہیں اور آپؐ کی کتاب کے نام کے بھی سات حروف ہیں۔ پہلے لفظ کے تین حرف اور چار حروف دوسرے لفظ کے جیسا کہ ہماری کتاب کے ہیں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وہ تشریف لے گئے۔ اہل علم۔ اہل طریقت۔ اہل تصوف حضرات کیلئے یہ انمول تحفہ ہے۔

کنارے تے نیں ملدے کسے نوں موتی عرفانی
سمندر وچ لگا غوطہ اے کم یعقوبؒ بھارا اے

نصرت العاشقین

-7

اہل عشق کیلئے مکمل کامیابی اور رہنمائی کیلئے بہت مفید نسخہ ہے۔

اس کتاب میں اللہ پاک کے اسمائے مبارکہ۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ اور اہل بدر صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ کو پنجابی اشعار میں نہایت محبت و عشق سے یاد کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شجرہ شریف اور سلسلہ نقشبندیہ کے اسباق اور ان کا طریقہ تحریر کیا گیا ہے علاوہ ازیں استغاثہ بدرگاہ سرور کو نین صلی اللہ علیہ وسلم شامل کیا گیا ہے۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کی اولاد مبارک

آپؒ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ آپؒ اپنی اولاد کو بڑی سختی سے دین پر کار بند رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ساتھ یہ بھی فرماتے کہ آباؤ اجداد سے ہمارا خاندان مسکینی اور درویشی میں رہا ہے۔ اس لئے تم سب بھی اپنی زندگیاں انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بسر کرو۔

1- صاحبزادہ والا شان محمد جی صاحبؒ

آپ قبلہ حضرت صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ علم و عمل میں یکتائے روزگار اعلیٰ درجہ کے متقی۔ پرہیزگار۔ نہایت حسین و جمیل۔ شفیق۔ مہربان۔ خوش الحان۔ شیریں زباں۔ منکسر المزاج اور عمدہ اخلاق کے پیکر تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کا صحیح نمونہ تھے۔ جسمانی اور روحانی مریضوں کے حکیم حاذق اور بے مثل معالج تھے۔ آپ ظاہری اور باطنی فیوض و برکات کا مخزن تھے۔ ہر وقت با وضو رہتے۔ شہنشاہ سخاوت آپ کا لقب مشہور ہے۔ آپ کشف و کرامت اور ولایت کے اعلیٰ مقام پر تھے۔ کسی نے آپؒ سے آپ کے مدارج و مناقب کے بارے میں دریافت کیا تو آپؒ

نے فرمایا کہ محمد جی مجھ سے آگے ہیں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

صاحب زادہ والا شان کے محاسن و درجات اور سیرت ایک علیحدہ ضخیم تصنیف
کی متقاضی ہے۔ یہاں صرف اسی پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ آپ دنیا سے پردہ فرما چکے
ہیں اور مزار میں آپ کے بائیں جانب آرام فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات
میں روز افزوں اضافہ فرمائے۔ آمین

2- صاحب زادہ محمد احمد جی صاحب

یہ آپ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ نے ایم اے سیاسیات کیا اور
پروفیسر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں دوران ملازمت آپ نے نوکری کو خیر باد کہہ دیا۔ دینی
تعلیم گھر سے ہی حاصل کی۔ آپ شعلہ بیان مقرر تھے۔ آپ بہت جوش اور ولولہ سے
تقریر فرماتے۔ آپ اپنی تقریر میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منفرد انداز اور عشق و محبت
سے بیان فرماتے۔ آپ شہباز خطابت کے نام سے مشہور ہوئے۔

جذبہ خدمت دین متین آپ کے سینے میں ہر وقت موجزن رہتا۔ شرافت
کا مجسمہ تھے۔ نہایت سادہ زندگی بسر فرمائی۔ آپ بھی دنیا سے پردہ فرما چکے ہیں اور

احاطہ دربار ہیبت پور شریف مدفون ہیں۔

3- صاحب زادہ محمد محمود صاحب

آپ کے تیسرے صاحب زادہ ہیں آپ بھی بے انتہا خوبیوں کے مالک ہیں۔
سادگی پسند ہیں۔ ذہن درویشانہ ہے۔ آپ وکالت کرتے ہیں۔ بڑے نڈر اور طمطراق
والے وکیل ہیں۔ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں۔ بے انتہا اوصاف حمیدہ کے مالک ہیں۔
جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے اللہ تعالیٰ صحت تندرستی اور عمر دراز عطا فرمائے۔



چند نصح درویشی

کراں تاکید اولاد اپنی نوں سنیو برخوردارو
 خدمت خلق خدا دی ہر دم نال پیار گزارو
 عمل کرو خود ہو راں تا میں عمل تاکید سناؤ
 طاقت ہندیاں کمزوراں دی بہت امداد بجاؤ
 بہت پسند عبادت رب نوں خدمت خلقت سندا
 وگدا پانی صاف ہمیشہ بند ہو یا تے گندا
 بد خلقی بد چلنی ولوں بچدے رہو ہمیشہ
 ہر ایک نال پیار کماؤ ایھ درویشی پیشہ
 پچھلے اساں بزرگ تمامی گزرے وچ درویشی
 خدمت خلق خدا فرمائی نال محبت بیشی
 دادا پاک تہاڈا جس نوں جانے خلقت ساری
 وچ تدریس قرآن معلیٰ ساری عمر گزارو

عالم کل علوم تے خود نوں ایسا ٹھیک چھپایا
 دیکھن والے ہور کسے نوں نہیں معلوم کرایا
 تے جد امجد پاک ساڈے پیدل حج فرمائے
 دو حج عمر اپنی وچ کیتے نیک مراتب پائے
 مفتی وقت اپنے دے آہے ایہ مشہور نشانی
 مسئلہ جو وراثت مشکل دس کھول زبانی
 رحم اللہ سمجھناں اوپر ہووے رحمت باری
 باپ تہاڈے بھی اس راہ تے اپنی عمر گزاری
 ایہا راہ پسند خدا نوں سنیو بر خودارو
 نال محبت آپس اندر اپنی عمر گزارو
 اتے احکام الہی اندر کریو ناہیں سستی
 خود بجاؤ ہوراں دسو نال پیار درستی
 ایہ تاکیداں باپ اپنے دیاں رکھیویاں ہمیشہ
 دنیا فکر نہ کچو ذرہ تے ناں کرو اندیشہ
 نظر رکھو رب واحد اوپر کافی اوہا سانوں
 حسبنا اللہ ونعم الوکیل دساں ورد نساںوں

اے فرزندو میریو اتے مرید و کل
 تے اے مسلم دوستو سنو نصیحت پھل
 رب نوں انج پچھانو عالم کل صفات
 ناں محدود معدود اوہ جسم ناں جو ہر ذات
 سچ رسول خدا دا منو ناں یقین
 ملیا جہاں طفیل اساں نور ایمان مبین
 کرو اطاعت نبی ﷺ دی اتے اطاعت رب
 دوہاں اطاعت اکو چھڈو جھگڑے سب
 تابع مرضی رہ توں ماں پیو اپنے یار
 بعد عبادت رب دی ماں پیو ادب پیار
 آکڑ کے نہ چل توں یارا اوپر زمین
 خودی پسند نہ رب نوں دل وچ رکھ یقین
 یار پچھانی اوس نوں جو وچ تنگی حال
 بانھ تیری نوں پھڑلے خوش خلقی دے ناں
 احمق تے ناداں جو استھیں بچ عزیز
 ایسے دی وچ صحبت تہہ بدنامی نیر

آمدنی جو تیری خرچ بھی اتنا کر
 خرچ کیتا ہے زیادہ برے انجاموں ڈر
 کریں سخاوت اپنی نیک کمایوں یار
 پھل سخاوت عمدہ بے شک نو بہار
 کم سویں کم کھاویں باتاں بھی کر کم
 زیادہ کھاویں دوستا سستی پئے اک دم
 زیادہ سویں جے دوستا بدبختی دا تھاں
 کئی کم جاون ہتھوں فائدہ ہتھ وچ ناں
 بد اصلاں تھیں نیکی نفع امید بعید
 بچ اینہاں تھیں دوستا تے خود بنیں سعید
 غیبت کریں نہ کے دی غیبت سخت گناہ
 الغيبة اشد من الزنا کہیا رسول شاہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فرمایا جے زانی توبہ کرے صحیح
 بخش دیوے رب اوسدا ایھ گناہ قبیح
 مگراں بخشے جائے ناں غیبت کرنے وال
 جاں تک بخشے ناہیں غیبت جسدی ناں

عجب تکبر خودی تھیں خود نون رکھ بری
 دوزخ داخل ہون دی خود تون دوڑ کری
 چغلی کریں ناں کے دی نہیں بخش جا
 آیا وچ حدیث دے گیا نبی ﷺ فرما
 رکھ نگاہ زبان نون موجب ایھ فساد
 دونویں طرفاں ہوندیاں بولیوں واہ برباد
 پاک بندے جو بزرگ اگے اوہناں نہ چل
 ایھ بے ادبی بھاری برا بے ادبی پھل
 بخیل اللہ تھیں دورتے جنتوں نیز اوہ دور
 لوکاں تھیں بھی دور اوہ نیڑے اگ ضرور
 تن دناں تھیں زیادہ نال کے آشنا
 ترک کلام نہ کریں تون کر لئیں صلح صفا
 تہمت والے تھاں تون رہیں عزیزا دور
 بدگمان تیرے تے ہوون لوگ ضرور
 زیارت قبراں واسطے عبرت کارن جا
 مسلماناں دی بخشش کارن کریں دعا

افضل بعد ایمانوں خلقت دے آرام
 دکھ پوہنچانا خلق نوں شرکوں ودھ انجام
 بھید تے پیسہ عورت تے رکھ چھپا
 تے اے خزانے لوکاں نہ دکھا
 دنیا کچھے دوڑ دے دنیا وار ہمیش
 اللہ والیاں کچھے دنیا دوڑے خویش
 کامل پیر جے لبھنا آ میں دیاں نشان
 مال مرید اپنے وچ جو ناں رکھے دھیان
 اہل اللہ تھیں دوستا مت کرامت لہ
 پاک وجود تہاں دا ایھا کرامت سبھ
 باہجوں عملاں نیک دے جنت رکھنا چا
 ایھ گناہ عظیم وے عمل بجا لیا
 سنت نبوی ﷺ کریں ناں جیکر توں ادا
 امید شفاعت رکھتی دھوکا نرا سودا
 جے توں اپنی ماں نوں رکھدا دلوں عزیز
 دو جے دی پھر ماں نوں دے نہ گالی نیز

خاص وصیت یاد ایھ رکھ فرزند عزیز
 لازم پکڑیں رب دی خاص اطاعت نیز
 ایھ نصیحتاں میریاں اینہاں رکھیو نظر
 نیک اعمال کماٹیو بدیوں رکھیو حزر
 سھے یار جو میرے سھے مسلمان
 رحم کریں سھناں تے اے رب دو جہاں



قبلہ حضرت صاحب کا ذکر وصال

خادم اپنے آقائی و مولائی۔ مرشدی کے وصال کی بات کیسے لکھے۔ دل فگار۔ جگر۔ جسم لرزہ بر اندام۔ چشم پر غم۔ ہاتھ کی گرفت سے قلم گر پڑا۔ قلم نے لکھنے سے انکار کر دیا۔ غم و اندوہ کا پہاڑ آن گرا۔ کیونکر برداشت ہو۔ بے قراری ہی بے قراری۔ کئی روز اسی سوز و بے قراری میں گزر گئے۔ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام۔ ہمہ وقت آتش فراق کی جلن۔ سمجھ نہ آئے کیا کروں۔

مگر سنبھالا لیا کہ حیات بشریت یقیناً ختم ہونے والی ہے۔ یہ قانون قدرت انسانی تخلیق کے دن سے جاری ہے۔ اور ابد تک یوں ہی چلتا رہے گا۔ پھر سوئے اللہ پاک کے سوئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ نے بھی رضائے الہی پر راضی ہو کر اس جام کو نوش فرمایا اور دربار الہی میں حاضر ہو گئے۔ تمام اولیاء اصدقیاء۔ اصفیاء۔ اتقیاء۔ مومنین۔ مومنات۔ مسلمین۔ مسلمات نے جام موت نوش کیا اور کرتے آ رہے ہیں۔

بڑے بڑے کافر۔ خبیث۔ شیطان۔ مغرور انسان موت سے بچ نہ سکیں گے۔ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں تخلیق کیا ہے سب کے لئے موت ہے۔ موت

اٹل ہے۔ باقی کئی باتوں میں کافرین۔ منکرین کا اختلاف ہے مگر مسئلہ موت میں کسی کو اختلاف نہیں اور نہ انکار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ سبھی مرتے آئے ہیں اور مرتے رہیں گے۔ لیکن ہر ایک کی موت میں فرق ہے سب کا مرنا ایک جیسا مرنا نہیں۔ بات طویل ہو جائے گی۔ اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

خود موت بھی مخلوق ہے۔ روز محشر جب سب کا حساب کتاب ہو چکے گا۔ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔ تو بحکم الہی حضرت یحییٰ علیہ السلام جنت اور دوزخ کے درمیان مقام اعراف میں موت کو مینڈھے کی شکل میں ذبح کر دیں گے۔ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی۔ بخوف طوالت قلم کو یہیں روک کر آگے چلتے ہیں۔

کتاب ہذا کی تکمیل کی خاطر آپ ”کی زندگی مبارک کے آخری ایام آپ کے گوش گزار کرنے کے لئے کڑوے گھونٹ پی رہا ہوں آپ پڑھ سن کر مستفیض ہوں۔“



وصال کی پیشگی اطلاع

کامونگی میں حضرت علامہ مولانا درویش محمد یعقوبؒ۔ یہ آپؒ کے ہم نام مرید خاص ہوئے ہیں۔ صاحب کشف و کرامت ولی باکمال ہستی گزری ہیں۔ اللہ والے مشہور ہوئے۔ ولایت کے اعلیٰ مقام پر متمکن تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

حضرت موصوف کامونگی میں ہر سال 18 فروری کو اپنی مسجد خاص کا سالانہ جلسہ منعقد کرتے تھے۔ 18 فروری 1980ء کو حسب معمول تقریباً چوتھا جلسہ تھا۔ آپؒ اس جلسہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

رات کو آپؒ نے اپنے نورانی۔ روحانی وعظ کے دوران فرمایا کہ اس پروگرام میں یہ میری آخری شرکت ہے۔ آئندہ سے صاحبزادگان شرکت کیا کریں گے۔ یہ سال آپؒ کی دنیاوی زندگی کا آخری سال تھا۔

فروری کے بعد بیت پور شریف میں آپؒ نے نماز عید الفطر پڑھائی۔ اور فرمایا کہ یہ میری آخری عید ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جہاں جہاں بھی آپؒ کسی تقریب میں تشریف لے جاتے۔ آپؒ وہاں اپنی آمد کو آخری فرماتے رہے۔

سبحان اللہ العظیم۔ کیا شان ہے۔ کیا مقام ہے۔ کہ آپؐ دنیا میں گھوم پھر رہے ہیں اور خبریں آخرت کی سنا رہے ہیں۔ لوح محفوظ پر لکھی تحریریں پڑھ رہے ہیں۔

ماہ شوال میں آپؐ کے جسم میں نقاہت آنا شروع ہوگئی اور آہستہ آہستہ روز بروز نقاہت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ آپؐ کے خادم آپؐ کی خدمت کیلئے ہمہ وقت آپؐ کے پاس رہنے لگ گئے۔

ہر ایک کو خدمت کا موقع ملا اور فیوض و برکات سے جھولیاں بھرنے لگے۔ ہر ایک کو کچھ نہ کچھ جیسا مناسب سمجھا عطا فرماتے رہے۔ جو بھی تیمارداری کیلئے حاضر ہوتا۔ جھولیاں بھر لے جاتا۔

باوجود بہت زیادہ نقاہت کے اذان کی آواز سماعت فرمانے کے بعد نماز کی تیاری فرماتے۔ اور اشارے سے نماز ادا فرماتے۔ واللہ آپؐ کی ان نمازوں کا کیا مقام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانے۔

رفیق اعلیٰ کی ملاقات کا وقت قریب آتا گیا۔ کبھی حالت استغراق میں ہوتے اور کبھی حاضر۔ کبھی باطن کے مشاہدات کبھی حاضرین کی تسلی کیلئے پھر عالم دنیا میں موجود۔ وقت جدائی سے تقریباً ایک ہفتہ پیشتر آپؐ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے میری تقسیم کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے بالکل خاموش رہنا شروع کر دیا اور زیادہ وقت استغراق میں گزرتا۔

الا انا اولیا اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (سورہ یونس ۶۲)

ترجمہ: خبردار اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ نے زندگی کے آخری ایام کس فرحت اور شان سے بسر کئے۔ نہ کوئی غم نہ خوف۔ نہ حزن نہ ملال۔ محبوب سے وصل کی خاطر کس طرح بخوشی جام وصل نوش فرما رہے ہیں۔

آخر حالت استغراق میں ذکر کرتے ہوئے شہید عشق نے مورخہ 130 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک رات 12 بجکر 3 منٹ پر (محرم الحرام کا پہلا یوم جمعۃ المبارک) حکم الہی میں سر تسلیم کر دیا۔

انا اللہ وانا الیہ راجعون^ط

دنیا اک سراء مسافراں دی آیا جو بھی راہی ضرور ہووے
آون جاون دا ایھ مکان بیشک وطن کس دا اتھ منظور ہووے
دنیا دارن نوں رہندا فکر دنیا جدوں اس دے نال مسرور ہووے
رغبت رہے نہ دنیا دی اوس ویلے جدوں یار داسا منے نور ہووے

☆☆☆

قبلہ حضرت صاحبؒ کا جنازہ مبارک اور تدفین

باقسمت اور خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنہوں نے آپؐ کے جنازے اور تدفین میں شرکت کی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد آپؐ کا جنازہ مبارک گھر سے حویلی میں لایا گیا۔ لوگ زیارت کیلئے دیوانہ وار اُمنڈ پڑے۔

آہ و بکا کا ایک سماں تھا۔ ہر کوئی غم سے نڈھال ہو رہا تھا۔ ہر کوئی زیارت کے لئے چار پائی مبارک کے قریب آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مخلوق کثیر تھی۔ جگہ کم تھی۔ آخر جنازہ مبارک کھیتوں میں لے جایا گیا۔ جو وسیع و عریض جگہ تھی خلقت بے حساب۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے خلقت کھیتوں سے اُگ اُگ کر شامل ہوتی جا رہی ہے۔

بڑے بڑے اولیائے کرام۔ مشائخ عظام۔ مفتیان حضرات۔ عالم باعمل حضرات۔ امیر و غریب۔ غرضیکہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ عقیدت مند حضرات اس میں شریک تھے۔

ظاہراً حاضرین کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق کوئی پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ صفوں کا کوئی شمار نہیں تھا۔ علاوہ ازیں لاتعداد ملائکہ و جنات و واصل باللہ اور اہل اللہ۔ جو نظر نہیں آتے تھے۔ انہوں نے بھی جنازے میں شرکت کی۔ واللہ عالم

بالصواب۔ اس بات کی تصدیق عارف باللہ حضرات نے فرمائی جو جنازے میں شامل تھے۔

تدفین کیلئے جگہ کی نشان دہی آپ کے ہم نام خلیفہ مجاز حضرت علامہ مولانا محمد یعقوب صاحب کا مونکی والوں نے کی۔ حضرت موصوف آپ کے بہت ہی منظور نظر تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ قبر مبارک کے لئے جگہ کی نشان دہی آپ کے باطنی ارشاد کے مطابق ہی کی گئی ہے۔

آپ کا مزار پُر انوار آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف میں مرجع خلاق ہے۔ روزانہ ہزاروں لوگ حاضری کیلئے آتے ہیں۔

آپ کا فیض اب بھی جاری و ساری ہے۔ جو صاحب زادہ والا شان حافظ وحید الحق صاحب مدظلہ العالی منبہ فیوض و برکات و رشد و ہدایت سجادہ نشین آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف تقسیم فرما رہے ہیں۔

جو بھی عقیدت سے حاضری کیلئے آتا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ کے فیوض و برکات سے جھولیاں بھر لے جاتا ہے۔

آپ کا سالانہ مرکزی عرس مبارک ہر سال مورخہ 30 اکتوبر بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں بفضلہ تعالیٰ خلاف شریعت کوئی کام نہیں ہوتا۔ 29 اکتوبر کو بعد از نماز عشاء محفل خاص ہوتی ہے۔ اور رات 12 بجکر 3 منٹ پر عرق گلاب سے رسم غسل ادا کی جاتی ہے۔

ل۔ لائیاں نے بے توں لائی رکھیں بے نہیں لائی تاں لا بیبا
 ایھ عمر عزیز گوا ناہیں جھبڈے عاشقاں دے کول جا بیبا
 عاشق اوہ جو عاشق یاردے نہیں ہوراں دا جنہاں نوں چاہ بیبا
 جو آپ پریم دے نہیں واقف اونہاں ول یعقوب نہ جا بیبا



قبلہ حضرت صاحبؐ کے آخری ایام کی نصیحتیں

آپؐ نے اپنے آخری ایام میں جو نصیحتیں فرمائیں۔ وہ حضرت علامہ درویش محمد یعقوب کامونگی والے اشعار میں پیش فرما گئے ہیں بغور پڑھئے سنئے اور اس پر عامل پیرا ہو کر اپنی عاقبت منور فرمائیں۔

ساقیا جام پلا اک مینوں ہن آیا وقت جدائیاں
 یار پیارے درواں والے خبراں ہجر سنایاں
 ہجر فراق جدائی یارو سخت عذاب اے سب تھیں
 سو پناہ نت دوزخ منگے ایس جدائیوں رب تھیں
 میں چلیا میں چلیا یارو اے آیا حکم الہی
 گیاں گزر خوشی دیاں برساں ہن آیا وقت جدائی
 حکم الہی موڑ نہ سکے تو میں تے جگ سارا
 جو آیا اس اک دن چلنا ایہا حکم پیارا

یاد رکھو وچ درویشی اے گزرے عمر پیاری
 نال پیار محبت رہنا تے وچ تابعداری
 سنت پاک نبی ﷺ دے رنگ وچ گزرے وقت تائیں
 وال برابر فرق پیا جے پھیر قبولی ناہیں
 میری زندگی پیش تساندے تے جو عمل تمامی
 میری سب تصنیف تساں وچ پڑھیو اوس مدامی
 سب کچھ مل سی سب کچھ پاسو میرے برخوردارو
 عشق اللہ وچ ہو مستانے اپنا وقت گزارو
 سب مریداں کراں تاکیداں سنیو نال پیاراں
 یاد رکھو اس گلشن اندر بولیاں بول ہزاراں
 شیریں سخن نورانی شکلاں چھڈ گئے باغ بہاراں
 دل دے محرم دلبر سوہنے تر گئے یار جو یاراں
 میرے نال قرار جو کہتے اس تے عمل کمانا
 ہر بریائیوں اتے خلافتوں اپنا آپ بچانا
 سنت پاک نبی ﷺ دے رنگ خودنوں رنگو سارے
 عشق اللہ وچ ہو مستانے پاؤ پھیر نظارے

انشا اللہ یاد رکھاں گا میں تساں سبھناں تائیں
 تسی بھی یاد رکھنا درویشاں کراں تاکید تسانیں
 تسی نہ چھڈناں تابعداری میں نہ چھڈاں کدائیں
 بانھ پھڑی دی لاج میں رکھساں روز قیامت تائیں
 حجتہ اللہ قائم ہوگئی ہن صورت نظر نہ آوے
 قبر میری تے آون والا سب مُراداں پاوے
 تسی میرے حق دعائیں کرنا رب بخشے عاجز تائیں
 میں دیکھاں گا انشا اللہ تسی دیکھو ناہیں
 دور نہ سمجھو میرے تائیں پاسو پھر منظوری
 وال برابر فرق پیا جے پنج سو سالاں دوری
 عشق نبی ﷺ وچ روندے رہنا کراں تاکید تسانیں
 ہر سنت تے عمل کرو جے سو ہنا ﷺ ملے تدا تائیں
 اللہم صلی وسلم علی حبیبک انت سبحان ربی العظیم
 پڑھدائیں تو ساری عمر ایں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم
 ہر نمازوں کچھے تے سون لکیاں بھی پڑھ جو وار یاراں
 سبھے یار ہمیشہ پڑھیو پڑھیو نال پیاراں

دو جگ ملن مراداں تینوں سننے والیا یارا
 ایھ تحفہ درویشی سمجھو کافی ایھ اشارا
 عاشق رہیں تے عشق کماویں ویکھیں داغ نہ لائیں
 چھڈ دے دنیا ایھ نہیں تیری ساتھ حضور ﷺ بنائیں
 دل دریا جس حد نہ کوئی کون دلاں دیاں جانے
 درد منداں تے غماں ستایا حال خداوند جانے
 ایھ راہ اوہا جانے یارو جو ہجر محبوبوں جلیا
 ایھ راہ اوہا جانے یارو جو مریوں پہلے مریا
 مشکل منزل اوکھیاں گھاٹیاں پھر ملن محبوب کدائیں
 اول خود تھیں بے خود ہو جا پھر نظارہ پائیں
 جان تک خودی تیرے وچ باقی دلبر ملے نہ تینوں
 تیرا واس بلائیں ہوسی پتہ لگے حشر نوں
 جے لائی تاں سانہ لگی نوں ویکھیں دور نہ جائیں
 جے ٹٹ گئی لگی یاری دوزخ ملن سزائیں
 بخش الہی بخش الہی اساں ماغریباں تائیں
 اسیں غلام محبوب تیرے دے خواہ ہیں کیڈ گناہیں

صدقہ نام اپنے دا یارب کریں قبول اسائیں

صدقہ نام حبیب ﷺ اپنے دامردیاں کلمہ یاد کرائیں

وقت نزاع تے قبر حشر وچ ہر جاہر تھائیں

شرماں رکھیں ساڈیاں مولا توں فضلاں دا سائیں

کہے یعقوب ہن السلام علیکم یارو جاندی واری

انشا اللہ میلے ہوسن وچ درگاہ رب باری



سلام عقیدت

ڈاکٹر ایم بی عابد لاہوری آپ کے خلیفہ مجاز عالم باعمل ہیں۔ نہایت حلیم الطبع اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک ہیں اپنے درود و عشق کا اظہار آپ کی خدمت میں سلام کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

ناقصوں کے پیر کامل اور کاملوں کے راہنما
 اے رئیس العارفین تیری خدمت میں سلام
 علم میں اور فضل میں زہد میں اخلاص میں
 ثانی نہیں ملتا تیرا تیری خدمت میں سلام
 عشق محبوب خدا ﷺ سے دل تیرا معمور تھا
 آنکھوں سے تھے آنسو رواں تیری خدمت میں سلام
 عمر تیری گزری ساری اشاعت اسلام میں
 پابند سنت مصطفیٰ ﷺ تیری خدمت میں سلام

بیداری میں ہوتی رہی ہر روز دید مصطفیٰ ﷺ

کیا بیاں ہو تیرا مرتبہ تیری خدمت میں سلام

تیرے ملنے کے لئے آتے رہے داتا حضور ﷺ

تم تھے یگانہ روزگار تیری خدمت میں سلام

سرکار لاٹائی بھی رہے کرتے سدا عزت تیری

بے شک تو ہے والا شان تیری خدمت میں سلام

شہباز خطابت فیض الحسن تعریف میں رطب السان

درویش ہے تو والا شان تیری خدمت میں سلام

تصانیف تیری بے مثال سرمایہ صد افتخار

صاحبزادگان بھی ہیں پاکباز تیری خدمت میں سلام

جا بسے ہو خلد میں اے ہمارے پیشوا

آج ہم سب کہہ رہے ہیں تیری خدمت میں سلام

تیری فرقت میں شاہا آنکھیں ہیں سب کی اشکبار

کچھ شفقت کی نگاہ تیری خدمت میں سلام

مرقد پہ تیرے ہوتی رہے انوار کی بارش سدا

عابد تیرا ہے جو دعا تیری خدمت میں سلام



ہدیہ عقیدت

صوفی عبدالستار آپ کے منظور نظر نعت خواں جس پر آپ کی خاص عنایتیں تھی۔
عشق میں جلے ہوئے تھے۔ وجد میں آئے اور یوں گویا ہوئے۔

دُھماں چار چوہیرے پیاں اس نقشبندی دربار دیاں
جہدا ہیبت پور وچ ڈیرا اسیں گولی اس سرکار دیاں
میرے پیر دا عالی ڈیرا جتھے کلیاں کھرن بہار دیاں
اتھے کھڑیا باغ محمدی جتھے کونلاں ہوکر مار دیاں
میرے پیر دا لنگر جاری لکھاں کھا کھا شکر گزار دیاں
اتھے دکھے فیض اٹھاندے سو ہنا آنتاں پڑھے قرآن دیاں
اتھے کھلا فیض خزانہ ہادی نظراں تیریاں تار دیاں
تیرا کرم ہووے اک واری ہون خوشیاں پھیر بہار دیاں
اساں گھر دیاں تاہنگاں چھڈیاں ساہنوں تاہنگاں تیرے پیار دیاں
جہڑیاں لڑ مرشد دے لکیاں اوہ لڑیاں پھلاں دے ہار دیاں

تیرے باغ وچ پھل گلابی اسین بلبلاں اس گلزار دیاں
 اتھے فیض روحانی جاری اتھے رحمتاں رب غفار دیاں
 جہڑیاں در مرشد دے آون ویکھن خوشیاں عشق بہار دیاں
 ساڈے سراں اتے پیردا سایہ ساہنوں غمیاں نے کس کار دیاں
 سیاں دوروں دوروں آون تے الا اللہ نت پکار دیاں
 سن کے پیر دا وعظ پیارا پیاں عشقوں نعرے مار دیاں
 تیرے مکھڑے توں صدقے ساہنوں تاہنگاں تیرے دیدار دیاں
 دل نیوں جدائیاں سہندا گلاں سن لے جانندی وار دیاں
 میں کرناں اے جھاڑ و تیرا میں چوہڑی تیرے دربار دیاں
 جتھوں پیر ساہڈا لنگھ جاوے اوہ تھاواں حمد پکار دیاں
 ہادی جس نگری وچ رہندا اتھے رحمتاں رب غفار دیاں
 تکاں ہر دم صورت تیری اے ریجاں عبدالستار دیاں



وہ دوستی اور بھائی چارہ جو محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہو

کسی اہل ایمان کے ساتھ اللہ کیلئے دوستی اور بھائی چارہ رکھنا بہترین عبادت کے زمرے میں آتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتے ہیں اس کو اچھا دوست عنایت فرمادیتے ہیں تاکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جائے تو اس کا دوست اسے یاد دہانی کرادے۔ اگر وہ پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مصروف عمل ہو تو وہ دوست اس کا یار و مددگار ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مخلص مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ تو ایک دوسرے کو ضرور فائدہ ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی کو اللہ کی راہ میں اپنا بھائی بنائے گا۔ تو اس کو جنت میں ایسا بلند درجہ ملے گا جو کسی اور کام سے حاصل نہیں ہوتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو آدمی آپس میں اللہ کیلئے محبت رکھتے ہیں تو ان میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ پیارا سے نصیب ہوگا۔ جو اپنے دوست سے زیادہ پیارا کرے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جنہوں نے میرے واسطے آپس میں دوستی و محبت کا برتاؤ کیا تھا۔ آج کے دن میں انھیں اپنے عرش کے سایہ میں ٹھکانہ عطا فرماؤں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے جو آدھا برف سے اور آدھا آگ سے بنا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ جس طرح تو نے برف اور آگ میں باہم ملاپ کر دیا ہے۔ اسی طرح اپنے بندوں کے دلوں میں باہم محبت پیدا فرمادے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے واسطے آپس میں دوستی رکھتے ہیں۔ ان کیلئے سرخ یا قوت کا ایک ستون کھڑا کیا جائے گا۔ جس کی چوٹی پر ستر ہزار درتپے ہوں گے۔ وہ اُن پر سے اہل جنت کو جھک کر دیکھیں گے اور ان کے چہروں کا نور اہل جنت پر اس طرح پڑے گا۔ جس طرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے۔ اہل جنت کہیں گے کہ چلو ان کو چل کر دیکھیں۔ اُن لوگوں کے بدن پر ریشم کا لباس ہوگا۔ اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا۔

المتحابون فی اللہ

ترجمہ: اللہ کیلئے آپس میں دوستی کرنے والے۔

قارئین کرام اگر آپ نے اس حدیث پاک کے مضمون کو توجہ۔ درد۔ محبت سے پڑھا ہے۔ پھر آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جو لوگ اولیاء اللہ سے دوستی اور محبت کرتے ہیں۔

وہ کتنے خوش قسمت لوگ ہیں۔ بشرطیکہ محبت کسی دنیاوی غرض اور لالچ کے لئے نہ ہو۔
 تو آئیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اپنے دامن بھرنے کیلئے اس گردہ سے محبت
 کرنے والے بن جائیں۔ اللہ والے تو اپنے ماننے والوں سے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے
 پیار کرتے ہیں اور دنیا کی دلدل سے نکال کر منزل مقصود کا راستہ دکھاتے ہیں۔ اللہ والوں
 سے محبت یقیناً نجات کا پیغام ہے۔



آداب کے ضمن میں

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب (سورہ حج ۳۲)
ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرنا۔ یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے۔ ایک جسم اور دوسری روح۔ جب خالق کون و مکان نے انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو جسم کے لئے مٹی کا پتلا بنایا اور پھر اس میں اپنا امر داخل فرمایا۔ جس کو روح کہتے ہیں۔ یہی انسان کی اصل اور حقیقت ہے۔ اس سے مٹی کے پتلے میں جان آگئی۔ بعد میں اس میں نفس پیدا ہوا۔ حسد کینہ بغض پیدا ہوا۔ علیٰ ہذا القیاس یہ ایک طویل مضمون ہے۔

جسم چونکہ مٹی سے تخلیق کیا گیا۔ اس لئے اس کی نشوونما اور پرورش کیلئے غذا بھی مٹی سے پیدا ہوتی ہے۔ روح ایک امرِ ربی ہے اور علوی شے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے روح کی پاکیزگی، نشوونما کیلئے غذا بھی آسمان سے نازل فرمائی۔ جس کو ذکر الہی کہا جاتا ہے۔

انسانی زندگی میں دو نظام کار فرما ہیں۔ ایک جسمانی نظام اور ایک روحانی نظام۔

جسم فانی ہے۔ اس لئے اس کا نظام بھی فانی ہے۔ روح کو فنا نہیں۔ اس لئے اس کے نظام کو بھی فنا نہیں۔ جسمانی نظام کا تعلق ظاہری امور سے ہوتا ہے اور روحانی نظام کا تعلق باطنی امور سے ہے۔

جسم کی پرورش والدین کرتے ہیں اور روح کی تربیت کیلئے اللہ پاک نے انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ جو روح کو خوراک پہنچانے کے طریقے بتاتے اور سکھاتے آئے۔ جنہوں نے عمل کیا وہ صالحین ایماندار بلندی پر پہنچ گئے۔

روح پوشیدہ ہے۔ اس لئے اس کی غذا بھی پوشیدہ ہے۔ اور پوشیدہ طریقے سے دی جاتی ہے۔ انبیاء کرام کی تعلیم اور فیوض و برکات کا سلسلہ اب اولیاء کرام آشنائے امور حقانی سے جاری ہے۔ جو ہماری روح کے مربی ہیں اور ہماری روحانی بالیدگیوں کو دور کرنے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔ اولیاء اللہ ہمیں دنیا کی دلدل سے نکال کر منزل مقصود کیلئے صراط مستقیم پر گامزن کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی صحبت ہمارے لئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اب غور طلب پہلو یہ ہے کہ ہم میں سے اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اپنی تمام تر توانائیاں اپنے خاکی اور فانی جسم کی پرورش اور نشوونما کیلئے خرچ کر رہے ہیں۔ مگر روح کی پرورش اور پاکیزگی کیلئے ہمارے پاس وقت نہیں۔ یوں دن رات بیت رہے ہیں۔ اور پھر یوں ہی موت آجاتی ہے۔ غور و فکر کرنے والوں ذی عقل کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

حضراتِ محترم! اولیاء اللہ سے نسبت پیدا کرنے کے بعد ہی ہمیں ان سے ذکر اللہ کا طریقہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے دلوں کو اطمینان اور سکون مل سکتا ہے۔ دل ذکر کرنے والا بن جاتا ہے۔ جس سے دارین کی فلاح نصیب ہوتی

فرمان خداوندی ہے۔

الابدكر الله تطمعن القلوب (سورہ الرعد ۲۸)

ترجمہ: خبردار! اللہ کے ذکر کے بغیر دلوں کو سکون نہیں مل سکتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان ہے۔ کہ اولیاء اللہ کا وجود رحمت و نعمت ہے۔ اور ان کا ذکر نزول رحمت کا سبب اور وصل و قربت حق کا ذریعہ ہے۔ اولیاء اللہ خواہ اپنی ظاہری زندگی میں ہوں یا برزخی زندگی میں ان کے تصرفات۔ فیوض و برکات میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

بقول حضرت میاں میر صاحب

”برزخی زندگی میں اولیائے کرام کے تصرفات پہلے کی نسبت کہیں زیادہ ہو جاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی امت میں اولیاء اللہ کو یہ عظمت و رفعت عطا فرمائی ہے۔ کہ وہ ہر دور میں شمع توحید کے پروانے اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے رہیں۔ صدق و صفا کے افق پر پیکر زہد و تقویٰ بن کر جلوہ گر ہو کر اپنے فیض سے دنیا کو منور فرمائیں۔ یہ سلسلہ ولایت ہر دور میں جاری رہا ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ حضرات اپنے کردار۔ گفتار۔ علم و عمل۔ زہد و تقویٰ اور اسوہ حسنہ سے صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو خدا شناس بناتے رہیں گے۔

ایسے نفوس قدسیہ میں سے حضرت قبلہ عالم کامل عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آشنائے سیر حقانی خواجہ محمد یعقوبؒ ہیبت پوری ہوئے ہیں۔ جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

وسلم کے اسوہء حسنہ کی جمالی تصویر تھے۔

قبل ازیں جو بزرگان دین اور اولیائے کبار ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی رقم کر کے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ ان کا دور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے بعد کا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ۔ خواجہ حسن بصریؒ۔ حضرت ذوالنون مصریؒ۔ حضرت بایزید بسطامیؒ۔ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ۔ حضرت باقی باللہؒ۔ حضرت مجدوالف ثانیؒ۔ حضرت معروف کرخیؒ۔ حضرت سری سقطیؒ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ پیران پیر حضرت غوث الاعظم حسنی حسینیؒ۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ۔ حضرت خواجہ فرید الدین شکر گنجؒ۔ حضرت خواجہ صابر کلیریؒ۔ حضرت نظام الدین محبوب الہیؒ۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ حضرت سلطان باہوؒ۔ حضرت خواجہ نور محمد چوراہیؒ۔ حضرت فقیر محمدؒ۔ حضرت مہر علی شاہؒ۔ میاں شیر محمدؒ وغیرہم علی ہذا القیاس نیز کلہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

یہ تمام شیوخ کمالا عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مقبولان بارگاہ خدا ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی جتنے بھی ادب و احترام سے پکارے جائیں کم ہے۔ اور عملاً جتنی بھی تعظیم کی جائے تھوڑی ہے۔ یہ صاحب لقا لوگ ہیں۔ اپنی قبروں میں حیات جاوداں ہیں۔ ان پاکباز بندوں کے نقش قدم پر چل کر دربارِ یار میں پہنچنے کی توفیق ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین



پیر کامل کے آداب

پیر کامل کے ادب و احترام کے ضمن میں اہل محبت نے چند باتیں تعلیم فرمائی ہیں۔ پڑھئے اور عمل کیجئے۔

- 1- مرید کو چاہیے کہ بیعت ہونے کے بعد اپنے شیخ میں کسی قسم کا عیب نقص یا کمی کو تلاش نہ کرے۔
- 2- مرید کو چاہیے کہ ہر طرف سے دل خالی کر کے اپنے شیخ کی طرف لگائے۔
- 3- اپنے شیخ کے حضور میں کسی کی طرف توجہ نہ کرے۔
- 4- اپنے شیخ کی طرف خوب اچھی طرح متوجہ ہو کے بیٹھے۔ یہاں تک کہ ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔
- 5- شیخ کے پاس ایسی جگہ بیٹھے کہ اپنا سایہ شیخ کے جامہ پر نہ پڑے۔
- 6- شیخ کے مصلے پر قدم نہ رکھے۔ شیخ کے وضو کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ اس کے کوزہ سے وضو نہ کرے اور شیخ کے برتن کو بھی بغیر اذن کے استعمال نہ کرے۔
- 7- شیخ کے حضور کسی اور کے ساتھ باتوں میں مشغول نہ ہو۔ بلکہ دوسرے کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

- 8- اپنے شیخ کی طرف پاؤں دراز نہ کرے۔ جب اپنے شیخ کی بارگاہ میں
حاضری کے لئے روانہ ہو۔ تو سارا سفر شیخ کی جانب متوجہ رہے اور جب شیخ
کے درویش خانہ یا ڈیرے پر پہنچ جائے۔ تو تھوک وغیرہ سے پرہیز کرے۔
- 9- شیخ سے جو ظاہر ہو اس کو ثواب اور اچھا جانے اگرچہ بظاہر اچھا نہ لگے۔ بلکہ
عقیدہ رکھے کہ شیخ جو کچھ کرتا ہے صحیح کرتا ہے۔ سمجھے کہ شیخ رضائے الہی کے
تحت ہی کام کرتا ہے۔ کسی بھی صورت میں اعتراض جائز نہیں۔
- 10- شیخ کے روبرو ننگے سر نہ بیٹھے۔ بلکہ کبھی بھی ننگے سر نہ رہے۔
- 11- اپنے شیخ کو اہل زمانہ کے شیخوں سے اعلیٰ و برتر جانے۔ شیخ کو اپنا بادشاہ عالی
سمجھے۔ غربت اور افلاس سے دل برداشتہ نہ ہو۔ درویش عموماً فقر میں زندگی
بسر کرنا پسند کرتے ہیں۔
- 12- کمال صدق و یقین۔ اخلاق و محبت سے شیخ کا تابع رہے۔ شیخ جب مناسب
جانے گا مرید کے سینے کو نور معرفت الہی کی باطنی نگاہ سے روشنی عطا کرے گا
اور اہل عرفان بنا دے گا۔
- 13- شیخ کے حق میں کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے شیخ کو رنج پہنچے۔
- 14- اگر شیخ کی معرفت و علم و حکمت کے باتیں سمجھ نہ آئیں تو اس کو اپنا بھڑ سمجھے۔ شیخ
کے بارے میں عقیدہ صحیح رکھے اور اپنے شیخ کو اعلیٰ اور بلند مقام پر سمجھے۔
- 15- اپنے شیخ کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن سمجھے۔ اپنے پیر بھائیوں سے
الفت و محبت رکھے۔

16- شیخ کی خدمت کرنے میں اس پر اپنا کوئی احسان نہ سمجھے۔ کام کرنے کے عوض

میں مزدوری کا خواہستگار نہ ہو۔ شیخ سے جو عنایت ہو اس کو کافی جانے اور اپنی طاقت کے مطابق خدمت میں مشغول رہے۔

17- دل و جان سے شیخ پر تصدق ہو جائے تاکہ شیخ کی رضا حاصل ہو جائے۔ شیخ پر کبھی بھی معترض نہ ہو۔

18- اپنے شیخ سے خوارق عادات اور کرامت کا طلب گار نہ ہو۔ شیخ کی استقامت

دین ہی کرامت سمجھے۔ کرامت کا طلب کرنا غیروں اور مخالفین کا کام ہے۔

بھلا کبھی مومنوں نے بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کسی معجزہ کی تمنا کی تھی بلکہ معجزات کو کفار و منافقین طلب کیا کرتے تھے۔

19- اگر دل میں کوئی شبہ ہو تو بلا تکلف شیخ سے عقدہ حل کرائے۔ اگر وہ عقدہ حل نہ ہو تو شیخ کی طرف عیب نہ لگائے۔

20- بلا عذر کوئی سوال نہ کرے۔ شیخ کے پاس فضول دنیاوی باتیں نہ کرے۔

21- اپنی آواز شیخ کی آواز سے بلند نہ کرے۔ بلکہ نہایت مودبانہ اور پست آواز میں گفتگو کرے۔

22- شیخ کا نام سے لے کر نہ پکارے۔ مجلس شیخ۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پر تو سمجھے۔

23- حاضر و غائب شیخ کے حضور باادب رہے۔

24- کسی پارٹریقت سے کچھ فتوح حاصل ہو تو اپنے شیخ ہی سے سمجھے کہ یہ پیر و مرشد کے وسیلہ سے ہی حاصل ہوئی ہے۔

25- اگر کسی اور شیخ سے کچھ فیض حاصل ہو تو اسکو بھی اپنے شیخ کی برکت تصور کرے اور انھیں کا وسیلہ سمجھے۔

26- شیخ کے ہر قول و فعل۔ ہر ادا کی پیروی میں اپنے نجات سمجھے۔ شیخ کے اسوہ حسنہ اور کردار کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔

27- شیخ سے جس چیز کا تعلق ہو اس کا ادب کرے۔ مثلاً آل اولاد۔ احباب۔

برادر۔ قربت دار۔ گھربار۔ نشت و برخواست کی جگہ۔ شیخ کا پہناوا۔ سب کا ادب کرے۔ اس میں اپنی توہین نہ سمجھے بلکہ خوش بختی سمجھے۔

28- تن من دهن سب شیخ پر قربان کر دے۔ جب تو کسی کا ہو جائے گا تو وہ بھی تیرا ہو جائے گا۔

29- اپنے شیخ کامل پر قربان ہونے والے ہی اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

ہزاروں مثالیں کتابوں میں موجود ہیں۔ یہاں اس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

30- مرید کو شیخ کا وجود باسعود ہی سراپا کرامت سمجھنا چاہئے۔

31- جب اپنے شیخ کی ملاقات کو جائے تو کچھ نہ کچھ ساتھ لے جائے۔ چاہے ایک مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

حضراتِ محترم ادب کی کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ ادب ایک بے پایاں

بحر بے کنار ہے۔

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگا ہے ڈھونڈی
تے منزل مقصود نہ پہنچے بعد ادب دے کوئی

بے ادب تے یار نہ راضی نہیں اس قرب حضوری
بے ادباں نوں کچھ نہیں حاصل کدی نہ پیسی پوری

ادبوں ملن مراداں تینوں سننے والیا یارا
ادبوں باہر قدم نہ رکھیں پاویں پھیر نظارا



قبلہ حضرت صاحبؓ کی چند کرامات کا تذکرہ

ارشادِ ربّانی ہے۔

الآن اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (یونس ۶۲)

ترجمہ: خبردار! بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہے اور نہ حزن و ملال

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک کہ

مَنْ عَادِلِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اَذْنَتْهُ بِلِ حَرْبٍ (بخاری شریف)

ترجمہ: جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا

ہوں۔

سرکارِ دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے لوگ

پریشان حال۔ پراگندہ حال۔ غبار آلود۔ پھٹے ہوئے کپڑوں والے ہوتے ہیں۔ ان کی

ظاہری حالت درست نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان

کی قسم کو پورا فرمادیتے ہیں۔



کرامت کے معنی

بزرگی۔ بڑائی۔ عظمت۔ سخاوت۔ بخشش۔ اور خارقِ عادت ایسا عمل یعنی ایسا کام۔ ایسا فعل جو محیر العقول (عقل کو حیران کرنے والا) خارقِ عادت اور ماوراءِ عقل ہو۔ جس کو عقل تسلیم نہ کرے۔ جو سمجھ میں نہ آسکے۔ جو اس کے صدق کی دلیل ہو اور اس کے تبلیغی اصولوں میں سے کسی اصل کے منافی نہ ہو۔

نبی اللہ (اعلان قبل از نبوت) سے ارہاص۔ نبی اللہ (اعلان بعد از نبوت) سے معجزہ۔ ولی اللہ سے کرامت۔ غیر ولی مومن صالح سے معاونت۔ کسی بُرے شخص سے استدراج کا ظہور ہوتا ہے۔

ولی اللہ کی کرامت نبی اللہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ کرامت ولی اللہ کے مقام و مرتبہ کے مطابق ہوتی ہے۔ ولی اللہ جتنا اللہ تعالیٰ کا مقرب بارگاہ ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ کرامتوں کا ظہور ممکن ہے۔

يحبهم و يحبونه (سورہ المائدہ ۵۴)

اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس (اللہ تعالیٰ) سے محبت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کا ولی اور دوست ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست

ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی اور معمولی بات ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کا مقرب اور دوست ہو۔ اور اس سے کوئی خارق عادت اور مافوق الفطرت فعل ہو جائے۔

ولی اللہ اپنی مرضی و منشا سے کرامت کا اظہار نہیں کرتا۔ جبکہ کرامت کے ظہور میں رضائے الہی شامل ہوتی ہے۔ اور کرامت کا ظہور خود بخود ہو جاتا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔ وہاں اپنے دوست سے کام لیتے ہیں۔

جب کوئی بندہ خواہ کسی بھی سلسلہ ہائے طریقت پر عمل پیرا ہو کر فنا فی الشیخ۔ فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فنا فی اللہ ہو کر مقام ولایت پر پہنچتا ہے۔ تو اس مقام پر اپنا آپ ختم ہو جاتا ہے۔ اپنا آپ مٹ جاتا ہے۔ دوئی ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں کوئی مابین فرق نہیں رہتا۔ یہی لوگ موتو قبل ان یموتو ہوتے ہیں۔ یعنی مرنے سے پہلے مر چکے ہوتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا مقرب اور معرفت عطا فرما کر مقام ولایت عطا فرماتا ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنا لیتا ہے۔ تو وہ اپنے بندے سے محبت کرنے لگتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ اے جبرائیل! تو بھی اس سے محبت کر۔ تو بھی اس کو دوست بنا لے۔ اور آسمان پر تمام آسمانی مخلوق اور زمین پر تمام زمینی مخلوق میں منادی کر دے کہ سب اس سے محبت کریں۔ تب آسمان و زمین والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس مقرب بندے کی زبان سے جو نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرما دیتا ہے۔

اگرچہ یہ مضمون بہت وسیع و طویل ہے۔ بخوف طوالت اسی پراکتفا کرتا ہوں۔
اب ناچیز اپنے آقائی و مولائی رہنمائے عالماں۔ پیشوائے کمالاں۔ غوثِ دوراں کی چند
کراماتِ قارئین کے ذوقِ محبت کے لئے نوکِ قلم کی گئی ہیں۔ تمام کرامات کا احاطہ کرنا
اس کتاب میں ناممکن ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور میں کوئی بھی آپؐ کے مقام و مرتبہ کو مکمل طور
پر نہیں سمجھ سکا۔ متعدد علماء کرام نے جب بھی آپؐ سے ملنے کا شرف حاصل کیا۔ آپؐ کی
شخصیت اور علم و حلم سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ وہ آپؐ کے گرویدہ ہو جاتے۔ بعض
تو اسی لمحے آپؐ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کے لئے تڑپ اٹھتے۔

آپؐ کی کرامات ان گنت ہیں۔ جو احاطہ تحریر میں نہیں لائی جا سکتیں۔
عقیدت مندوں کو تو آپؐ کی ہر ساعت سراپا کرامت نظر آتی ہے۔ سب سے بڑی
کرامت۔ استقامت شریعت اور بعدہ مخلوق خدا کے دلوں کو یاد الہی سے زندہ کرنا
ہے۔

آپؐ وہ بزرگ ہستی ہیں جن کو بیداری میں بارہا مرتبہ (اگر میں یہ کہوں کہ ہر
روز) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ تو مبالغہ نہ ہوگا۔

حاجی امانت علی صاحب خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ ہذا کے پاس آپؐ کی مستند
کرامات کا ایک ضخیم مجموعہ تحریر محفوظ ہے۔ حاجی صاحب مدظلہ نے بڑی محبت۔ محنت۔
کاوش۔ کوشش۔ لگن کے ساتھ جمع کیا ہے۔ راقم الحروف قبلہ حاجی امانت علی صاحب کا
نہایت ممنون و مشکور ہے۔ جنہوں نے کرامات کا مجموعہ ہم پہنچا کر کتاب ہذا کی زینت

بنانے میں مدد و معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کی اس محنت کو منظور و مقبول فرما
 کراجر عظیم عطا فرمائے۔ اور آپ کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین
 آستانہ عالیہ کی رونق اور نورانی شخصیت سجادہ نشین جناب صاحبزادہ حافظ
 وحید الحق صاحب دامۃ برکاتہ جن کے دم قدم سے آستانہ کی بہاروں اور رونقوں میں لمحہ بہ
 لمحہ اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کی نظر کرم سے اس قسم کے کام سرانجام پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 ان کو عمر دراز اور تندرستی عطا فرمائے۔ آمین



عبدالکریم نامی جن کی شاگردی

شاگردوں میں سے عبدالکریم جن کی شاگردی اور مریدی بہت زبان زد عام ہے۔ چوہدری یعقوب صاحب نے بتایا کہ ایک جمعۃ المبارک کے دن بادل چھائے ہوئے تھے۔ بوندا باندی ہو رہی تھی۔ آپ کے ملبوسات دھونے والے تھے۔ جمعہ کا خطبہ بھی دینا تھا۔ آپ نے شاگردوں کو حکم دیا کہ میرے کپڑے دھو کر سکھالاؤ۔

جن عبدالکریم اٹھا۔ کپڑے اٹھائے اور چل دیا۔ عرض کی یہ خدمت آج میں بجالاؤنگا۔ عبدالکریم منٹوں میں کپڑے دھو کر اور سکھا کر تہہ کر کے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اتنی جلدی کیسے تیار کر لئے مگر مذکور مشکور و ممنون خاموش تھا۔ مزید اسرار پر فرمایا۔ حضور ہر طرف بادل تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ میں کپڑے دہلی سے دھو کر اور سکھا کر لایا ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا تم نے راز افشا کیا۔ اچھا نہیں کیا۔ اب آئندہ کے لئے غائب ہو جاؤ۔ اس کے بعد مذکور نماز جمعہ آخری صف میں ادا کرتا رہا۔ مگر اپنے آپ کو مخفی رکھا۔



حاجی کا مدینہ پاک سے عدم سواری اور پیدل واپسی

آج بعد از نماز جمعۃ المبارک مورخہ 13 مئی 2005ء جناب بشیر احمد ساکن کلاسوالہ سے مسجد ہیبت پور میں ملاقات ہوئی۔ میں سخت متمنی ملاقات تھا۔ کیونکہ مذکورہ موصوف نے عرصہ دراز سرکار اعلیٰ اور شہنشاہ ہیبت پوری کی محبت و ہم نشینی میں گزارا ہے۔ بشیر احمد کلاسوالہ میں سائیکل مرمت کرتے ہیں۔ بدیں وجہ ان کو مستری بشیر احمد کے نام سے پکارتے ہیں۔

مذکور نے بتایا کہ میں عرصہ 10 برس بسلسلہ درس و تدریس آپ کے سایہ تعلیمی میں رہا اور عرصہ 10 برس آپ کی صحبت میں بسر کیا۔ تمام دن تلاش معاش میں سائیکل سازی کرتا۔ سرشام نماز آپ کی معیت میں ادا کرتا۔ مزید بتایا کہ بندہ آپ کے بہت رموز دار۔ امور خفی و جلی اور عبادات مشاہدات سے واقف ہے۔

میں نے پریم کہانی کی تحریر کا زمانہ بھی دیکھا ہے۔ اشعار و واقعات کی آمد و آورد بھی دیکھی ہے۔ مذکور کے پاس آپ سے متعلق علم کا ایک ذخیرہ ہے۔ اگرچہ اس نے بتایا کہ میرے پاس آپ کے کلام خاص کر تقاریر اور اقوال کا بہت بڑا سرمایہ کیسٹوں کی صورت میں تھا جو حوادث زمانہ کی نذر ہو کر ضائع ہو گیا۔ جس کا مجھے بے حد قلق ہے۔

بندہ کیسٹوں کو بھائی ظہور صاحب کے سپرد کر کے بیرون ملک چلا گیا تھا۔ بھائی نے ان کو جوں کاتوں پڑا رہنے دیا۔ جس کی وجہ سے آواز مدہم ہو گئی اور وہ تمام ضائع ہو گئیں۔ جو واقعات و کرامات اس نے زبانی بیان کئے۔ راقم نے رقم کئے ہیں۔

بشیر احمد نے بتایا کہ آپ سرکار کا ایک مرید تھا نیدار تھا بہت نیک صالح مرد تھا۔ میں (راوی) جب کبھی سیالکوٹ جاتا اس کو ضرور ملتا۔ تھانیدار کی ڈیوٹی قلعہ پر ہوتی جبکہ آپ گجرات کے رہائشی تھے۔ تھانیدار کا نام نور محمد تھا۔

ایک دفعہ نور محمد کو ایک عجیب و غریب اور ناقابل یقین واقعہ کی اطلاع ملی۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ ایک شخص حج کر کے واپس پاکستان اپنے گاؤں آیا ہے۔ جس نے نہ سواری پر سفر کیا ہے اور نہ پیدل چل کر آیا ہے۔ یہ اس زمانہ میں بلکہ آج بھی عجیب بات ہے۔ تھانیدار نے مذکور حاجی صاحب کا پتہ معلوم کیا۔ اپنی تسلی و تشقی کے لئے ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ خوش بختی کہ مطلوبہ حاجی سے ملاقات ہو گئی۔ علیک سلیک کے بعد میں نے اپنی حاضری کی غرض و غایت عرض کی۔ اس نے مجھے اطمینان سے بٹھایا۔ میری تواضع کی۔

پھر گویا ہوا۔ کہ جب میں بعد ادائے حج واپسی کے لئے روانہ ہوا۔ تو دل میں تمنا لئے تھا۔ کہ واپس کیا آنا در اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی باقی ماندہ زندگی بسر کی جائے۔ بخیریت تمام منزل مقصود پر پہنچا۔ پھر اپنی پوری لگن و عشق سے روزہ اقدس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ جالی تھام کر درود پاک صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا۔ مگر شومی قسمت مجھے اپنے اہل و عیال کی یاد اس شدت سے آئی۔ کہ جالی

پاک کو تھام کر زبان سے بے ساختہ یہی الفاظ نکلتے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے بچوں کو ملا دو۔ یہی فریاد زبان پر ازبر ہو گئی۔ پھر ایک دن میری فریاد بارگاہِ صلی اللہ علیہ وسلم میں منظور و مقبول ہوئی۔

مخوف ریاد تھا۔ ذرا سی اونگھ آئی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ بوقت زیارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بزرگ نورانی چہرا جو سفید ٹوپی و جامہ پہنے ہوئے تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو غور سے دیکھ لو۔ بعد نماز عشاء فلاں دروازے پر تم کو ملے گا۔ تم کو واپس پہنچا دے گا۔

میں بعد نماز عشاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے مسجد کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ جب نمازی مسجد سے نکلنے لگے تو میں غور سے ہر شخص کو دیکھتا رہا۔ کہ آپ ”تشریف لائے۔ میں نے خوب پہچانا۔ ان کے پیچھے چل دیا۔ وہ تھوڑی دور جا کر ٹھہر گئے۔ مڑ کر مجھے دیکھا اور فرمایا واپس گھر جانا چاہتے ہو۔ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ ”مجھے لیکر چند قدم آگے چلے۔ پھر فرمایا ادھر سامنے دیکھو روشنی نظر آ رہی ہے میں نے عرض کی ہاں۔ واقعی دور مدہم لائین کی روشنی مجھے نظر آ رہی تھی۔

آپ نے روشنی کی سمت اشارہ فرمایا۔ اور کہا ادھر دیکھو اور اس کی طرف چلو۔ میں بصد شوق اور ادھر کو چلا۔ دل میں عجب کشمکش تھی۔ امید و بیم کی صورت لئے ابھی تھوڑی ہی دور گیا۔ جو چند قدم کا فاصلہ ہوگا۔ اچانک منتشر و پریشان خیالات کی آماج گاہ میں دیکھا۔ تو آنکھ کھلتے ہی اپنے گھر کے صحن میں تھا۔ گھر کی بتی کی روشنی سامنے رکھی جل رہی تھی۔

اس طرح میں حج سے واپس بغیر سواری اور پیدل سفر گھر پہنچ گیا۔ چند دن بعد نور محمد صاحب نے گھر پر ساری کہانی سنائی۔ تو آپ نے نور محمد کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور نہایت سختی سے منع کیا کہ میری زندگی میں پھر کبھی اس کا ذکر نہ کرنا۔ وعدہ کے مطابق آپ کی وفات کے بعد ذکر کر رہا ہوں۔



پریم کہانی نامی بی بی کا گم شدہ بچہ اور بازیابی

یہ کرامت مستری بشیر احمد آف کلاسوالہ سائیکل مرمت کرنے والے نے بیان کی۔ اُس کی زبانی سنئے۔

یہ اُن دنوں کا واقع ہے۔ جب موجودہ نہرا ایم۔ آر۔ لنک پر سائیفن زیر تعمیر تھا۔ پٹھانوں نے تعمیر کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑا منصوبہ تھا۔ ٹھیکیدار بھی خاصہ امیر کبیر تھا۔ موضع سوکن و نڈ قصبہ نما گاؤں ہے۔ جو سائیفن کے نزدیک ہی جنوب مغربی جانب واقع ہے۔

سوکن و نڈ گاؤں کی ایک معزز خاتون آپ کی معتقد مریدوں میں سے تھی۔ نماز جمعہ باقاعدگی سے آپ کی امامت میں مسجد ہیبت پور شریف میں ادا کرتی تھی۔ آپ کی بے حد مداح تھی۔ بد قسمتی سے اس کا بیٹا خرکار پٹھانوں کے چنگل میں پھنس گیا۔ جو اسے اغوا کر کے اپنے ڈیرے پر لے گئے۔

بچہ بڑا صحت مند اور ہوشیار تھا۔ تمام کام بھرداری سے کرتا۔ بچے کی تلاش اور بازیابی کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر ہر سونا کامی ہوئی۔ مذکورہ خاتون کو آپ نے ”پریم کہانی“ کا نام دیا تھا۔ اس نام کی حقیقت اور رازداری اُسے معلوم تھی۔ دوسروں کو اس

حکمت کا کیا علم بہر حال پریم کہانی کو کسی پل چین نہ تھا۔ آخر ماں تھی۔ جس سے لخت جگر چھین لیا گیا تھا۔

مثل مشہور ہے۔ ماں کی دوڑ مسجد تک۔ بیچاری در ماندہ و بد حال آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور بیٹے لے لئے استفسار کرتی۔ آپ بھی ہر دفعہ یہ فرماتے۔ تمہارے بیٹے کو کہاں سے لاؤں۔ اس کو تو پٹھان لے گئے ہیں۔ مگر پریم کہانی ہمت ہارنے والی نہ تھی۔ باقاعدہ درِ مرشد پر ہر جمعہ کو حاضری کی پابند رہی۔

اُس کو اپنے پیر و مرشد کی پرواز کا بھی علم تھا۔ اس نے لوگوں کی مشکل ترین مسائل حل ہوتے ہوئے دیکھے تھے۔ اُس کو اپنے مرشد پر پورا یقین تھا۔ نہ اس کی حاضری میں فرق آیا اور نہ وہ اپنا سوال بھولی۔ بس ہر بار دست بستہ اپنا ایک ہی سوال دہراتی رہتی۔ بلا آخر اس کی دادرسی اور سوال کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔

ایک دن آپ پر جلالی کیفیت طاری تھی۔ پریم کہانی کی خوش بختی۔ اس وقت حاضر ہو کر آداب بجالائی اور دست بستہ اپنا سوال دہرایا۔ آپ جب جلالی کیفیت میں ہوتے۔ اس وقت جو بات بھی منہ سے نکلتی۔ وہ پوری ہو جاتی۔ آپ نے فرمایا۔ پریم کہانی جا اٹھ بھاگ۔ تیرا بیٹا اپنے گھر پہنچ گیا ہے۔

وہ ممتا کی ماری ننگے پاؤں بھاگی۔ جلد از جلد اپنے گھر پہنچی۔ کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا صحن میں کھڑا دروازے کی طرف تک رہا ہے۔ پچھڑے ہوئے لعل کو گلے سے لگایا۔ بار بار سر منہ چومتی رہی۔ ماں بیٹا دونوں ہی جدائی کے بعد وصل کی خوشی میں آنسو بہاتے رہے۔ پھر دیکھا کہ بیٹے کے دونوں ہاتھوں پر آٹا جما ہوا ہے۔ ماں کے استفسار پر

بیٹے نے اپنی داستان غم رورو کر سنائی۔ دائیں بائیں کے تمام پڑوسی بھی اکٹھے ہو گئے۔ اکثر نے متعدد سوالات کئے۔ کیسے گم ہوئے۔ کہاں کہاں رہے اور کس طرح آزاد ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ

لڑکے نے کچھ دیر بعد بتایا۔ کہ مجھے خرکار پٹھان اغوا کے اپنے علاقہ میں لے گئے تھے۔ وہاں مجھ سے گھریلو کام کروایا جاتا تھا۔ باہر سے تمام دروازے مقفل ہوتے تھے۔ میری باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ دن کے کام کاج سے فراغت کے بعد رات کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا تھا۔ دن کو کام اور رات کو قیدی۔ کوئی صورت فرار کی نہ تھی۔

پھر ایک دن میں آٹا گوندھ رہا تھا۔ کہ اچانک نہ معلوم کہاں سے اور کیسے ایک بزرگ میرے پاس تشریف لائے۔ اور مجھے حکم دیا کہ اٹھو۔ بھاگو۔ میں جانتا تھا۔ باہر تالا لگا ہوا ہے۔ مگر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ اس بزرگ نے مجھے کیسے وہاں سے نکالا۔ جب میں نے اپنے ارد گرد غور کیا تو میں اپنے گھر کے صحن میں تھا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ یہ کیسے ہوا۔ پریم کہانی اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئی۔ تاکہ شکر یہ ادا کرے۔

جونہی اس بچے نے آپ کو دیکھا۔ اپنی ماں سے لپٹ کر چلایا۔ امی یہی وہ بابا جی ہیں۔ جنہوں نے مجھے مقفل مکان سے اپنے گھر پہنچایا ہے۔ آپ نے بچے کو ڈانٹ دیا۔ خبردار! یہ بات اب اپنی زبان پر نہ لانا۔ اور پریم کہانی کو بھی سختی سے تاکید کی۔ کہ اس واقعہ کا چرچہ نہ کیا جائے۔ بس صرف اتنا کہا جائے۔ کہ میرا بیٹا مل گیا ہے۔

ملاحظہ ہو آپؐ کی کسر نفسی اور پرواز۔ یہ سچ ہے کہ آپؐ کے مرتبہ کا تعین ہو نہیں سکتا۔ آپؐ فنا فی اللہ اور فنا فی رسول تھے۔ زبان مبارک سے جو بات نکلتی۔ کرامت بن جاتی اور بارگاہِ خداوندی میں منظر و مقبول ہو کر پوری ہو جاتی۔



قبلہ حضرت صاحبؒ کی مریدین پر نگاہ باطنی

ایک روز آپؒ کا مرید بنام محمد رمضان ساکن ڈھوڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ آپؒ کے پاس آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ اس وقت آپؒ آرام فرما رہے تھے۔ کسی سے پوچھا کہ آپؒ کب بیدار ہوں گے۔ کیونکہ میں بہت زیادہ پریشان ہوں اور آپؒ سے معافی مانگنے حاضر ہوا ہوں۔

دریافت کرنے پر اس نے اپنی کہانی اور پریشانی کی وجہ یوں بیان کی۔ کہ میرے کسی غیر عورت سے تعلقات اور شناسائی ہوگئی۔ اور خاصی بے تکلفی ہوگئی۔ بات بڑھتے بڑھتے بدینتی پر پہنچ گئی۔ یہاں تک کہ گناہ کے مرتکب ہونے پر آمادہ ہو گئے۔

گذشتہ رات موقع بھی میسر آ گیا۔ قبل اس کے کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔ کہ اچانک آپؒ تشریف لے آئے۔ اور فرمانے لگے۔ رمضان تم میرے مرید ہو۔ میری سفید داڑھی کی طرف دیکھو۔ مجھے خوب ڈانٹنے کے بعد وہاں سے غائب ہو گئے

میں اُس وقت سے آپؒ سے بہت شرمندہ ہوں۔ بہت پریشان ہوں۔ بے قرار ہوں۔ خوف زدہ ہوں۔ آرام و چین چھین گیا ہے۔ نیند نہیں آتی۔ اگرچہ میں نے اسی وقت گناہِ عظیم سے توبہ کی اور وہاں سے بھاگا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپؒ

کی دعا سے میں اس گناہ کبیرہ سے محفوظ رہا۔ آپ اپنے معمول کے مطابق بیدار ہوئے۔ اور چار پائی پر بیٹھ گئے۔ سب مریدین قریب ہو گئے۔

آپ نے رمضان کو دیکھتے ہی اس کے کچھ بیان کرنے سے پہلے ہی فرمایا۔
 ”بے حیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارا کوئی خصم بھی موجود ہے۔“

رمضان یہ الفاظ سنتے ہی قدموں میں گر گیا۔ اور لجاجت سے معافی مانگی۔ اس کی پریشانی اور عاجزی دیکھ کر سب حاضر مریدین نے رمضان کی بھرپور سفارش کی۔ جس پر آپ نے سخت تنبیہ اور آئیندہ کے لئے گناہوں سے توبہ کرنے پر معاف فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی صاحب نظر ہوتے ہیں۔ وہ ظاہری نظر سے ہی نہیں۔ باطنی نظر سے بھی دیکھتے ہیں۔ یہ آپ کا کشفِ کمال تھا۔ اس طرح کی کئی کرامات مشہور ہیں۔

نگاہِ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
 بدلتی ہزاروں کی تقدیر . دیکھی



صوفی برکت علی کا حصولِ تعلیم

صوفی برکت علی کا مونکے والے اوائل عمری میں ہی آپؑ کے بیعت ہو گئے تھے۔ موصوف کو خلعتِ خلافت سے بھی نوازا گیا ہے۔ گفتار میں بہت نرم ہیں مزاج میں انکساری ہے۔ سادگی پسند ہیں۔ تصنع سے نفرت کرتے ہیں۔ تکبر کو قریب بھی نہیں آنے دیتے۔ عالمِ باعمل ہیں۔ کامونکی میں مقیم ہیں۔ آپؑ کی دعا سے گذشتہ 40 سال سے ایک ہی مسجد میں تبلیغِ دین میں مصروف ہیں۔ ایک واقعہ موصوف کی اپنی زبان میں سنئے۔ نہایت اختصار کے ساتھ رقم کیا جا رہا ہے۔

بتاتے ہیں کہ مجھے علمِ دین پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ آپؑ کے پاس راہنمائی کے لئے حاضر ہوا۔ اور مدعا بیان کیا۔ آپؑ نے دریافت فرمایا کہ کامونکی میں کون کون سا مدرسہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک مولوی محمد شفیع صاحب کا اور ایک مفتی حبیب اللہ صاحب کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ صبح بتائیں گے۔

چنانچہ رات وہیں بسر کی اور صبح نماز فجر کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ برکت علی مفتی حبیب اللہ صاحب کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرو۔ میں نے عرض کیا کہ مفتی صاحب سبق بھی زیادہ دیتے ہیں اور پھر سنتے بھی ہیں۔ اور مجھے: مایا نہیں ہوتا۔ آپؑ

نے فرمایا کہ تم پڑھوان کے پاس۔ لیکن سبق تمہارا میں سنوں گا۔ چنانچہ میں چلا آیا۔
حسب حکم مفتی حبیب اللہ صاحب کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے لگا۔

ایک روز مفتی صاحب نے سب شاگردوں کو بلایا اور سبق سننے لگے۔ سب
شاگرد اپنی اپنی باری پر سبق سناتے گئے۔ جب میری باری آئی۔ تو میں نے کہا استاد جی
میں آپ کو سبق نہیں سناؤں گا۔ میرا سبق میرے پیر و مرشد سنیں گے کیونکہ ان کا یہی حکم
ہے۔ مفتی صاحب میرا یہ جواب سن کر حیران و پریشان ہو گئے اور فرمایا کہ میں نے اپنی
زندگی میں یہ پہلا شاگرد دیکھا ہے جس نے سبق سنانے سے صاف انکار کیا ہے۔ یہ عجب
معاملہ و ماجرا ہے۔ مفتی صاحب کچھ دیر شش و پنج میں پڑے رہے۔

مفتی صاحب ایک بلند پایہ عالم اور باعمل شخصیت تھے۔ ان کے روشن ضمیر نے
محسوس کیا کہ جس شخصیت نے برکت علی کو یوں حکم صادر فرمایا ہے۔ وہ کوئی ضرور باکمال
اور ماوراء ہستی کے مالک ہیں۔ مفتی صاحب کے دل میں آپ کی ملاقات اور زیارت کا
شوق موجزن ہوا۔ لہذا فی الفور اسی وقت مجھے ساتھ لے کر آپ کی زیارت کو روانہ
ہوئے۔

ہیبت پور شریف کے قریب پہنچ کر مفتی صاحب نے فرمایا کہ برکت علی یا تم
پہلے جاؤ یا پھر میں پہلے جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مفتی صاحب آپ پہلے تشریف
لے جائیں۔ چنانچہ مفتی صاحب چلے گئے۔ کچھ توقف سے میں بھی پہنچ گیا اور حضرت
صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد مفتی
صاحب کی طرف دیکھا اور مجھے فرمایا کہ برکت علی یہ تمہارے استاد مفتی حبیب اللہ

صاحب ہیں۔ (قبل ازیں مفتی صاحب کی آپ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی ہمارے اکٹھے آنے کی ظاہراً کوئی اطلاع تھی)۔

سبحان اللہ۔ مفتی صاحب آپ کی نور بصیرت اور فراست سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان پر رقت طاری ہو گئی اور آپ کے گردیدہ ہو گئے۔ آپ کی شیریں گفتگو نے مفتی صاحب کے دل پر اثر کیا۔

بخوف طوالت مختصر یہ کہ پھر آپ نے مفتی صاحب سے خاص شفقت فرمائی۔

صاحبزادہ والا شان میاں محمد جی کو (جو الگ بیٹھے مریضوں کو دوائی دے رہے تھے) بلایا اور مفتی صاحب کا بڑے والہانہ عالمانہ محبت بھرے انداز میں تعارف کرایا پھر فرمایا کہ جاؤ گھر مفتی صاحب کیلئے میں نے کل کی ایک سوغات سنبھال کر الماری میں رکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ لا کر مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی۔

اس کے علاوہ بھی جو مناسب سمجھا خدمت کی۔ مفتی صاحب یہ سب دیکھ کر اور

بھی متاثر ہوئے کہ آپ پر میری آمد ایک روز قبل ہی منکشف ہو چکی تھی۔ مفتی صاحب کئی روز تک رقت آمیز حالت میں رہے اور اس واقعہ سے محظوظ ہوتے رہے۔ مفتی صاحب

نے واپس آ کر فرمایا کہ برکت علی اب تم اپنا سبق اپنے پیرومرشد کو ہی سنانا مجھ سے صرف

پڑھ لیا کرو۔



ہندو کا بازو مثل ہونا

آپؐ ہمیشہ اپنی ذات کی نفی فرماتے۔ آپؐ نے اپنی تقریر و تحریر، اپنے قول و فعل میں ہمیشہ اپنے آپ کو پنہاں رکھا۔ بلکہ اپنے مریدین کو ہر وقت اپنی تعریف و توصیف سے بڑی سختی سے منع فرمایا کرتے۔

قَدْ يَكُونُ مَسْتُورًا وَلَا يَكُونُ مَشْهُورًا

کبھی کبھی ولی چھپا ہوا ہوگا۔ اور مشہور نہیں ہوگا۔ اور ولی شہرت سے اس لئے احتراز کرتا ہے۔ یعنی بچتا ہے۔ کہ شہرت میں فتنہ ہے۔

آپؐ بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ راقم بندہ ناچیز (حاجی امانت علی) آغاز ان کرامات سے کرتا ہے۔ جو آپؐ کی زبان مبارک سے بگوش خود سنا ہے۔ آپؐ کی مجلس میں یہ میری پابوسی و ہم نشینی کے ابتدائی ایام تھے۔

یہ آپؐ کا معمول تھا کہ بعد از طعام و نماز عشاء اپنی ”کھڑی“ (جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے) کے پاس اپنے مخصوص کمرہ میں قیام فرماتے۔ اہل خانہ میں سے مرد حضرات اور مریدین جو وہاں شب بسر کرنا چاہتا آپؐ کے زیر سایہ مجلس بھی کرتے۔ آپؐ سے کسی واقعہ کو دوبارہ سننے کے لئے کئی ترکیبیں سوچی جاتیں یا کوئی

واقعہ ادھورا بیان کیا ہوتا۔ دوبارہ سننے کی گزارش کی جاتی۔ مذکورہ کرامت بھی آپ نے یوں بیان فرمائی۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ میرے شباب کے دن تھے۔ شباب کے ساتھ پھر فعل امر بھی جو بن پر تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھ پر باطن کے انکشافات ہو رہے تھے۔ بندہ مشاہداتِ فطرت میں سرگرداں تھا۔ پسرور شہر کے مغربی جانب عید گاہ کے قریب ہندوؤں کا ایک بہت بڑا باغ تھا۔

یہ ایک ہندو سیٹھ کی ملکیت تھا۔ جو سفید و سیاہ کا مالک تھا۔ اس کا کوئی ثانی اور مد مقابل نہ تھا۔ البتہ مسلمانوں کی زبوں حالی ناقابلِ بیاں تھی۔ اردگرد کے دیہات بھی سیٹھ کے باجگزار اور زیر اثر تھے۔ الغرض مذکورہ سیٹھ اپنی ذات میں کلی طور پر خود مختار اور مطلق العنان تھا۔

سیٹھ نے باغ کی رکھوالی اور آبیاری کے لئے ایک نہایت کچیم شمیم، قوی الجسہ اور دیونا ہندو ملازم رکھا ہوا تھا۔ وہ جس قدر خوفناک قدرت رکھتا تھا۔ اسی قدر مقہور بھی تھا۔ اس کی وحشت کی وجہ سے لوگ اس کا راستہ چھوڑ کر گزرتے تھے۔ بقول

بھول جٹاں ہوا چو ہڑیاں

کھلیان کسان کا اور نوکر (ملازم) غرور و تکبر کرے

وہ سیٹھ کے بل بوتے پر راہگیروں اور باغ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتا اور ظلم و ستم ڈھاتا تھا۔ میں مشاہداتِ قدرت میں گم باغ میں داخل ہو کر قدرت کی صنعت گری کا نظارہ کر رہا تھا۔ اتنے میں اس موذی ہندو ملازم نے مجھ کو

دیکھ لیا۔ شدید غضبناک ہو کر مجھے للکارا۔ ”اوہ مُسلے! تو ادھر کیا کرتا پھر رہا ہے۔ تجھے باغ میں آنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ ادھر کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ تو کیسے داخل ہو گیا۔“

وہ ہندو غصہ میں پھنکا رہتا۔ بل کھاتا۔ واہی تباہی بکتا ہوا میری طرف بڑھا۔ میں نے نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ اس کو سمجھایا۔ کہ میں نے باغ کا کوئی نقصان نہیں کیا۔ کسی بھی پھل اور پودے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ میں تو صرف گھوم پھر کر قدرت کے کرشمات کا نظارہ کر رہا ہوں۔ مجھ پر بلا وجہ خفا نہ ہو۔ مگر وہ ہندو طاقت میں مدہوش کسی کی نہ سنتا تھا۔ میرے لاکھ جتن کرنے پر بھی اس کی آتش غضب سرد نہ ہوئی۔ اس نے پتھر اٹھایا اور مجھے مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی۔ اے میرے مولا کریم! اس موذی کافر سے بچا اور میرا بھرم بھی رکھ۔ شان کری می ملاحظہ ہو۔ ادھر اس نے پتھر مارنے کے لئے بازو اوپر اٹھایا۔ ادھر میری فریاد بارگاہِ ایزدی میں منظور ہوئی۔ ہندو کا بازو وہیں کا وہیں رک گیا۔ یعنی بازو پتھر کا ہو گیا۔ اب بازو نہ اوپر ہوتا ہے نہ نیچے۔ جس حالت میں تھا اسی حالت میں جامد و ساکن ہو گیا۔ ہاتھ سے پتھر نہیں چھوٹتا۔ کوشش بسیار کے بعد خوف زدہ ہو گیا۔ بدحواسی سے چلانا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی درد نے بھی بُرا حال کر دیا۔ میں وہاں سے چلا آیا۔ اس واقعہ کی اطلاع ہندو سیٹھ کو کی گئی۔ سیٹھ اپنے کارندوں کے ساتھ باغ میں آیا۔ ملازم کو دیکھا تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ رنگ فق ہو گیا۔ سارا ماجرا اپنے ملازم سے سنا۔

اس دور میں تمام مذاہب کے لوگ فقراء و اولیاء اکرام پر بڑا اعتقاد رکھتے تھے۔ ان کو آج کل کے مسلمانوں سے زیادہ یقین کامل تھا۔ ہندو سیٹھ نے کہا کہ اب اس کا علاج بھی وہی مولویوں کا بیٹا ہی کرے گا۔ چنانچہ میرے پاس آ کر میری بہت منت سماجت کی۔ بہت معافیاں مانگیں۔ اور آئندہ کے لئے اپنے اس بُرے طرزِ عمل سے توبہ کی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ کسی شخص کو تنگ نہ کیا جائے گا۔

میں نے پھر اسی طرح اپنے مالک کون و مکاں سے گڑ گڑا کر دعا مانگی۔ میرے مولا! میرے پروردگار! میں نے اس موزی کو معاف کر دیا ہے۔ تو بھی اسے معاف فرما دے۔ چنانچہ اس ہندو کا بازو اسی لمحے پہلے کی طرح درست ہو گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس واقعہ کا بہت چرچہ ہوا۔



پیرزادہ حامد رضا محسن کی راہنمائی و مدد

مذکورہ کرامت اور واقعہ میں حاجی امانت علی صاحب بنفیس نفیس شامل و شاہد ہیں۔ پیرزادہ جناب حامد رضا محسن دامہ و اقبالہ نے چھوٹے پیمانے پر پلاسٹک پائپ بنانے کے کام کا آغاز کیا۔ تھوڑی سے رقم شہنشاہ جو دو سخا پیر محمد محمد جی نے حامد صاحب کے سپرد کی۔ تاکہ کام کا آغاز کریں۔ مگر اس تھوڑی سی رقم سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ والد ماجد جناب محمد جی صاحبؒ کبھی بھی پونجی جمع کر کے نہ رکھتے تھے۔

فیکٹری کے کام کو چلانے کے لئے جناب حامد صاحب نے کچھ رقم ادھار لی۔ جب مشینری مکمل ہو گئی تو خام مال کی خریداری کے لئے مزید رقم کی ضرورت تھی۔ جب تک دوکانداروں کو تیار مال سپلائی نہ کیا جائے رقم نہیں ملے گی۔ اور خام مال نقد ہی مل سکتا تھا۔

لہذا کافی سوچ و بچار کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ خام مال ادھار حاصل کیا جائے۔ جبکہ خام مال کی مارکیٹ میں کسی بھی دوکاندار سے واقفیت اور مراسم نہ تھے۔ آپ بہت زیادہ پریشان اور فکر مند تھے۔ مجھے بھی بتایا کہ یہ صورت حال ہے۔ جس کا واحد حل صرف یہ تھا کہ خام مال ادھار ملے۔

اسی فکر اور پریشانی میں اپنے دادا قبلہ حضرت صاحب گو یاد کر کے سو گئے۔ رات کو خواب میں قبلہ حضرت صاحب قطب زمان و مکاں کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ حامد فکرنہ کر۔ میں نے مرزا محمد یونس ساکن ڈسکہ کو ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ تمہارے ساتھ لاہور جائے گا اور مطلوبہ دوکاندار سے حسب منشا خام مال دلوادے گا۔ صبح کو ڈسکہ جا کر مرزا محمد یونس سے ملو۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔ نہ گھبراؤ اور نہ پریشان ہو۔ صبح کو حامد صاحب نے مجھے پورا خواب سنایا۔ چنانچہ صاحبزادہ پروفیسر محمد احمد مدظلہ، جناب پیرزادہ حامد صاحب، فیکٹری انچارج محمد مشتاق اور راقم لاہور جانے کے لئے پہلے ڈسکہ روانہ ہوئے۔ تاکہ مرزا محمد یونس صاحب کو بھی ہمراہ لے لیں۔ جب ان کے کارخانہ میں پہنچے تو ہمارا ہی انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے رازداری سے بتایا۔ کہ مجھے رات قبلہ حضرت صاحب کی خواب میں زیارت ہوئی اور حکم دیا کہ پیرزادہ حامد صاحب کے ساتھ جاؤ اور ان کا کام کراؤ۔ نیز یہ بھی بتایا کہ وہ سیاہ رنگ کی کار میں آئیں گے۔ جبکہ ہم لوگ سیاہ رنگ کی کار پر پہنچے تھے۔

آخر کار ہم سب لوگ اپنی گاڑی وہیں چھوڑ کر مرزا محمد یونس کی گاڑی پر لاہور گئے۔ وہاں جا کر مطلوبہ افراد سے ملے جن کو پہلے سے ٹیلیفون پر آنے کی اطلاع دی جا چکی تھی۔ وہ ہمارے منتظر تھے۔ اور بات چیت کے بعد ان کی پیشکش پر کہ جتنا خام مال ضرورت ہو خرید لیا کریں اور تیار مال فروخت کر کے رقم بھی جلد واپس کر دیا کریں۔



بشارت و تصدیق جانشینی سلسلہ طریقت

آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف

بعد از وصال جناب سجادہ نشین صاحبزادہ حضرت محمد یار بن محمد جی بن خواجہ محمد یعقوب دامت برکاتہ سلسلہ نقشبندی ہیبت پور شریف کی جانشینی اور سجادہ نشینی کا معاملہ بہت پیچیدہ ہو گیا۔

قبلہ حضرت صاحب کے بقایا بقید حیات صاحبزادگان میں سے جناب پروفیسر محمد احمد صاحب سب سے عمر رسیدہ تھے۔ قبلہ حضرت صاحب کی زندگی میں ہی آپ نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اور سیاست کو ہی اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور قبلہ حضرت صاحب کی دعاؤں سے مرکزی مجلس مشاورت کے ممبر چنے گئے۔ یہ عہدہ ایم این اے (M.N.A.) کے مساوی تھا۔ اس کے بعد اپنے حلقہ سے ایم این اے (M.N.A.) بھی منتخب ہوئے۔ آپ کا شمار مریدین میں پیرومرشد کی بجائے صرف بطور سیاستدان تھا۔

ان سے چھوٹے صاحبزادے جناب محمود احمد صاحب وکیل ہیں۔ سجادہ نشینی کے جملہ امور سرانجام دینا پھولوں کی بیج نہیں بلکہ بہت دشوار اور مشکل کام ہے۔ چنانچہ

قرعہ موجودہ پیر طریقت۔ رہبر شریعت۔ مخدوم خلق جناب پیر وحید الحق صاحب کے نام نکلا۔

اب پوشیدہ اور ظاہری طور پر پر سجادہ نشینی و جانشینی کے بارے میں کچھ اختلافات ہونے لگے۔ اور کھینچا تانی کا سلسلہ چل نکلا۔ مگر مخلص، سچے عقیدت مندوں اور عاشقوں کے لئے یہ حالات بہت کٹھن اور غم انگیز تھے۔

ان دنوں اسی کیفیت میں مبتلا مرزا محمد یونس نے اپنا واقعہ قبلہ حضرت صاحب کی کرامت کا بیان کیا۔ اور نذیر بتایا کہ میں نے خاموشی سادھ لی اور اپنے پیر و مرشد سے استدعا کی کہ میری اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائی جائے۔

بندہ عاجز کیا کرے۔ کس کو اپنا پیر و رہبر قبول کرے۔ اور مصمم ارادہ کر لیا کہ جب تک قبلہ حضرت صاحب حکم نہ دیں گے۔ مرشد خانہ پر حاضری نہ دوں گا۔

اس سلسلہ میں بہت پریشان و فکر مند تھا۔ آپ کو کثرت سے یاد کرتا۔ آخر ایک روز میری مشکل حل ہو گئی۔ قبلہ حضرت صاحب کو میری حالت پر ترس آ گیا۔ میری خوش قسمتی کہ آپ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ ہم نے جو کچھ دینا تھا دے دیا ہے۔

میں نے فوری طور پر مرشد خانہ پر حاضری دی اور تمام واقعہ بیان کیا کہ قبلہ حضرت صاحب نے ظاہری طور پر مجھے بشارت دی کہ مرزا محمد یونس میں نے جو کچھ دینا تھا وہ پیر و صاحبزادہ وحید الحق مدظلہ دامہ برکاتہ کو ودیعت کر دیا ہے۔ اس میں اب کوئی شک شبہ کی گنجائش نہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ وہی سلسلہ عالیہ کو چلائے گا۔ اور خدمت خلق سرانجام دے
گا۔ لہذا جس کا حق تھا اس کو مل گیا۔



ڈپٹی کمشنر کا اولادِ زرینہ کے حاضر ہونا

جناب صاحبزادہ حامد رضا محسن دام اقبالہ صاحب اس کرامت کے شاہد ہیں۔ موصوف بیان کرتے ہیں۔ کہ چچا جان جناب پروفیسر محمد احمد صاحب گورنمنٹ ڈگری کالج نارووال میں پروفیسر تھے۔ جب آپ نے عملی سیاست میں قدم رکھا تو آپ نے اپنی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

نیشنل اسمبلی کے الیکشن میں حصہ لینے کے لئے زر ضمانت جمع کرائی۔ قانون کے مطابق استعفیٰ دینے کے بعد الیکشن میں حصہ لینے کی مدت کم تھی۔ اس لئے آپ کی درخواست مسترد کر دی گئی۔

یوں اس الیکشن میں جناب صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے حصہ لیا۔ اُس دور میں ڈی۔سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب تھے۔ تمام ضلعی امور اُن کے کنٹرول میں تھے۔ لہذا اُن کی بڑی قدر و منزلت و اہمیت تھی۔ ڈی۔سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب نے جناب صاحبزادہ محمد احمد صاحب میں جوہر قابلیت دیکھ کر آزریری مجسٹریٹ بنا دیا۔ یہ بھی کافی ذمہ داری اور شان و شوکت والا عہدہ تھا۔

حقیقتاً پروفیسر محمد احمد صاحب بے انتہا خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔

خوبرو، صحت مند اور پرکشش نوجوان تھے۔ آپ کے اعلیٰ خلق کی وجہ سے ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا۔ اس سبب سے ڈی۔سی۔سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب سے خاصی قربت ہو گئی۔ ضلعی افسران اور کارکنان امور کی میٹینگیں ہوتی رہتیں۔ جن میں صاحبزادہ پروفیسر محمد احمد صاحب کثرت شمولیت کے باعث ڈی۔سی۔سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب سے قریبی تعلقات استوار ہو گئے۔

قدرت الہی کے باعث جناب ڈی۔سی۔سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب ہر دنیاوی آسائش موجود ہونے کے باوجود اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ بہت علاج معالجہ دیسی وانگریزی کئے مگر اولاد سے محروم رہے۔ لاتعداد پیروں، فقیروں کے مزاروں پر حاضری دی مگر گوہر مقصود پھر بھی ہاتھ نہ آیا۔

خدا جانے کس ذرائع سے جناب ڈی۔سی۔سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب کو قبلہ حضرت صاحب کی خبر ملی۔ اطلاع دینے والے نے نہایت وثوق سے قائل کیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا اور قسمت نے یاوری کی اور قبلہ حضرت صاحب نے دعا کر دی تو مراد کا پورا ہونا ”اظہر من الشمس“ یقینی ہے۔

ڈی۔سی۔سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب پروفیسر صاحبزادہ محمد احمد صاحب کے درپے ہو گئے۔ اگرچہ پروفیسر صاحبزادہ محمد احمد صاحب نے اجتناب برتا۔ مگر مسلسل اصرار پر حامی بھر لی۔ اور صاف صاف بتا بھی دیا کہ والد محترم صاحب اپنی مرضی کے مالک اور درویش منش ہیں۔

ہماری سفارش کے باوجود دعا کے لئے خود حاضر ہونا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کو منظور

و مقبول ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ مراد ضرور بھر آئے گی۔ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب کو یہی مطلوب تھا۔

چنانچہ صاحبزادہ محمد احمد صاحب نے قبلہ حضرت صاحب سے درخواست کی کہ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب نے حاضر ہونا ہے۔ برائے کرم ملاقات کا شرف بخشیں اور عزت افزائی اپنی ڈگر سے ہٹ کر دیں۔ مگر قبلہ حضرت صاحب کے دربار میں تمام امیر و غریب بلا تفریق مذہب و ملت سب یکساں تھے۔ آپ کو کسی سے کوئی غرض و غایت نہ کوئی طمع و لالچ اور نہ ہی کوئی واسطہ دنیاوی تھا۔

ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب حاضر ہوئے۔ جناب پروفیسر محمد احمد صاحب نے مقدور بھی انتظام کیا۔ کھانے کے انتظام کے لئے اعلیٰ قسم کی کراکری حاصل کی گئی۔ نشت و برخواست کے لئے کرسیاں میز وغیرہ مہیا کئے گئے۔

مگر قبلہ حضرت صاحب حسب دستور اپنی مخصوص چھوٹی سی چارپائی پر ہی تشریف رکھے ہوئے تھے۔ عوام الناس اور آستانہ نشینوں کے لئے صف بچھی ہوئی تھی۔ جب ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب حاضر ہوئے۔ تو قبلہ حضرت صاحب اپنے طریقہ و دستور کے مطابق بیٹھے رہے۔ کوئی خاص پروٹوکول نہ دیا اور کوئی پرواہ نہ کی کہ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ صاحب حاضر ہیں۔

پروفیسر محمد احمد صاحب کو فکر دامن گیر ہوئی۔ کہ ضلعی افسر اعلیٰ ہیں۔ فوراً مہمان خانہ سے ایک کرسی باہر منگوائی۔ مگر معلوم ہوا کہ ڈی۔ سی۔ صاحب کو آداب مجلس اولیاء اللہ سے بھی شناسائی ہے۔ سلام دعا کے بعد ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب

آپ کے سامنے دوزانوں صف نشین ہو گیا۔

یہ اس کی خوش بختی تھی اور اللہ تعالیٰ کو اس کی مراد پورا کرنا تھی۔ چند لمحوں کے بعد آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب نے اپنی درخواست پیش کی کہ اولاد زینہ کی دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ جناب صاحبزادہ محمد احمد صاحب نے پہلے ہی سے بتایا ہوا تھا۔

آپ نے ایک نقش (تعویذ) نکالا۔ بس ہاتھ سے جیسے اشارہ سا کیا۔ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان میں تعویذ دبا ہوا نکال کر اس کو دیا۔ خدا معلوم آپ نے کیسے اور کہاں سے نکالا تھا۔

آپ نے فرمایا! دعا تو میں نے کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور و مقبول ہوا تو انشاء اللہ بیٹا پیدا ہوگا۔ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ صاحب سے فرمایا کہ اس تعویذ کا ہدیہ سواروپہ ہے۔ وہ ادا کو دو۔

صاحبزادہ محمد احمد صاحب گھر پر ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب کے لئے کھانے کا انتظام کر رہے تھے۔ وہ جب باہر آئے تو ڈی۔ سی۔ صاحب ایک دوکان پر کھڑے دوکاندار سے سو روپے کا چینج لے رہے تھے۔ گاؤں کی چھوٹی سے دوکان اور سو روپے کی ریزگاری بڑا مشکل کام تھا۔ (اس وقت سو روپے بڑی اہمیت رکھتا تھا۔) جوں توں کر کے بڑی مشکل سے ریزگاری حاصل کی۔

سب سے چھوٹا پانچ کانوٹ تھا۔ اب اس کی ریزگاری مشکل ہو گئی۔ خیر ڈی۔ سی۔ صاحب نے پانچ کانوٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ مگر آپ نے لینے سے انکار

کر دیا۔ اور فرمایا مجھے مرشدِ کامل کی طرف سے صرف سو روپیہ لینے کی تاکید ہے۔ ڈی۔ سی۔ صاحب خاصے پریشان اور گھبراہٹ میں دکھائی دیئے۔ اور عرض کیا جناب پانچ روپیہ سے کم ریزگاری دستیاب نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا! کہ ”تم دنیاوی ڈپٹی کمشنر ہو اور ہم روحانی ڈپٹی کمشنر ہیں“ سادہ سی بات تھی مگر غور فکر کے لئے بے انتہا گہری۔ ڈپٹی کمشنر پورے ضلع کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ڈپٹی کمشنر روحانی بھی سیاہ و سفید کا مالک۔ ہر سوال کا درست و غلط ہونا اس کے ثبوت (پڑتال) پر منحصر ہوتا ہے۔

ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب ابھی ضلع میں فرائض انجام دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا دامن خشیوں سے بھر دیا۔ دلی مراد پوری ہوئی۔ گوہر مقصود حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا۔ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔

ننگے پاؤں بمعہ رفیقہ حیات اور نومولود کو لے کر آپ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت اپنے کمرہ خاص میں آرام فرما رہے تھے۔ ڈی۔ سی۔ سیالکوٹ جناب جہانگیر صاحب کو آپ کا مقام روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا تھا۔ کیسے آداب و تسلیمات نہ بجالاتا۔ نہایت مسود بانہ دست بستہ سلام پیش کیا۔ آپ نے اس کے نومولودہ بیٹے کے لئے دعائے خیر کی۔

آپ گدو کے سالن کو بمطابق سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے اور رغبت سے کھاتے۔ ڈی۔ سی۔ صاحب کے لئے کھانے کا بیحد انتظام تھا۔ مگر آپ نے

لئے صرف کدو وال پکا تھا۔ آپ نے کھانے کے وقت کھانا طلب فرمایا۔

کھانا چینی کے برتنوں میں پیش کیا گیا۔ آپ نے کھانا واپس بھجوایا کہ میرے مٹی کے برتنوں میں لایا جائے۔ چنانچہ مٹی کے برتنوں میں سالن اور پانی پیش کیا گیا۔ آپ نے سالن والے برتن میں مزید پانی ڈال کر ملایا اور ڈی۔سی۔ صاحب کو کھانے کی دعوت دی۔ کہ آج میرے ساتھ شریکِ طعام ہوں۔ ڈی۔سی۔ صاحب نے اس کو من و سلوا سمجھ کر قبول کیا۔

پروفیسر صاحب نے اطلاع کی کہ ڈی۔سی۔ صاحب کے لئے کھانا تیار ہے۔ مگر ڈی۔سی۔ صاحب نے معذرت کر لی۔ کہ میں آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ چنانچہ ڈی۔سی۔ صاحب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ بعد میں ڈی۔سی۔ صاحب نے حلفاً بتایا کہ میں نے زندگی بھر اتنا لذیذ کھانا نہیں کھایا۔ ڈی۔سی۔ صاحب بعد میں حاضر خدمت ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔



روحانی تقسیم

جنہوں کا عشق صادق ہو وہ کب فریاد کرتے ہیں
لبوں پہ مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

خواجہ خواجگان، پیرو مرشد قبلہ حضرت صاحبؒ کا غالباً پانچواں یا چھٹا سالانہ
مرکزی عرس انعقاد پزیر تھا۔ مزار مبارک پر چادر پوشی کے بعد از نماز مغرب طعام گاہ میں
لنگر کی تقسیم کے لئے وقفہ تھا۔

ہم چند ساتھی جو تقریباً سب ہم عمر پچاس ساٹھ کے پیٹے میں تھے۔ سٹیج پر بیٹھے
باتیں کر رہے تھے۔ نا آشنا دوستوں کا آپس میں باہم تعارف بھی ہو رہا تھا۔ آستانہ عالیہ
کے ساتھ منسلک ہونے کے سبب سب اپنی اپنی رودادیں بھی بیان کر رہے تھے۔

راقم محمد اکرم لاہوری نے ایک صاحب سے تعارف چاہا۔ اور ان سے قبلہ
حضرت صاحبؒ سے بیعت ہونے کا واقعہ دریافت کیا۔ موصوف نے اپنا نام محمد صادق
بتایا۔ اور بیعت ہونے کا تمام واقعہ یوں بیان کیا۔

کہ میں پہلے پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں والوں کا مرید تھا۔

جب پیر و مرشد سید جماعت علی شاہ صاحب پردہ فرمانے لگے۔ تو میں پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے پاس موجود تھا۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ محمد صادق تیرا حصہ میرے پاس نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا حصہ ایک آرائیں مرد خدا کے پاس ہے۔ صادق نے بتایا کہ نہ تو میں نے دریافت کیا اور نہ ہی پیر صاحب نے نشان دہی کی کہ وہ آرائیں مرد کہاں اور کس جگہ ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے وصال کے بعد میں نے اُس مرد حق کی تلاش شروع کی۔ جہاں کہیں پتہ چلتا وہاں اپنی حسرت پوری کرنے اور اندر کی پیاس بجھانے چلا جاتا۔ مگر جہاں کہیں بھی گیا۔ یہی جواب ملتا محمد صادق تیرا حصہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی مذید راہنمائی کرتا۔

محمد صادق کا عشق بھی صادق تھا۔ وہ اپنی جستجو میں لگا رہا۔ آخر ایک دن میرے نصیب جاگے۔ ایک روز میرے گاؤں کا ایک آدمی جو ہیبت پور جا رہا تھا۔ اس نے مجھے بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ جبکہ میں ہیبت پور کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ میں اس کے ساتھ ہیبت پور کی طرف روانہ ہوا۔

جب ہم دونوں ہیبت پور پہنچے۔ تو قبلہ حضرت صاحب ایک کمرے میں آرام فرما رہے تھے۔ آپ حسب معمول نماز ظہر کے لئے اٹھ بیٹھے۔ ہم دونوں اجازت لے کر آپ کے پاس کمرے میں چلے گئے۔

قبلہ حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ ”محمد صادق تم اتنی دیر سے کہاں تھے۔ میں تو تمہارا کافی عرصہ سے انتظار کر رہا ہوں۔“ یہ سنتے ہی میری اندرونی

کیفیت وجدانی ہوگئی۔ اور محسوس کیا کہ آج درست جگہ پر پہنچ گیا ہوں۔ میرے پیر سید
جماعت علی شاہ نے جس ہستی کے بارے میں فرمایا تھا۔ وہ مردِ حق آپ ہی ہیں۔

اتقوا فراست المومن فانہ ينظر بنور اللہ

قبلہ حضرت صاحب نے میرے ساتھی کو فرمایا کہ تم بتاؤ کیا کام ہے۔ اُس کا کام
ہو جانے پر اس کو واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ البتہ مجھے روک لیا گیا۔ چنانچہ میں اُس
روز سے اس آستانہ عالیہ کا ہی ہو کر رہ گیا ہوں۔ خیر کچھ عرصہ بعد قبلہ حضرت صاحب نے
فرمایا کہ محمد صادق اپنا حصہ مجھ سے لے لو۔ مگر میں خاموش رہا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد
قبلہ حضرت صاحب نے دوبارہ فرمایا کہ محمد صادق اپنا حصہ مجھ سے لے لو۔ مگر میں پھر بھی
خاموش ہی رہا۔ کچھ عرصہ بعد قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ محمد صادق اپنا حصہ مجھ سے
لے لو۔ اب مجھے اوپر سے تنگی ہے۔

چنانچہ میں نے عرض کیا۔ کہ قبلہ حضرت صاحب میرا پلہ تو خالی ہے۔ میں
خلافت کا بوجھ کیسے اٹھاؤں گا۔ قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ جب کوئی خلافت عطا
کرتا ہے۔ تو صرف ٹوپی ہی نہیں دیتا۔ اس کے ساتھ بھی کچھ دیتا ہے۔

تویوں قبلہ حضرت صاحب نے خلعتِ خلافت سے نوازا۔ اور پیر و مرشد سید
جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں والوں کا فرمان بھی پورا ہوا۔ میری امانت جو قبلہ
حضرت صاحب کے پاس تھی۔ ملی گئی۔ جس پر میں اللہ تعالیٰ کا نہایت مشکور ہوں۔



صوفی اللہ دتہ (در باری نعت خواں) کو کھانا کھلایا

صوفی اللہ دتہ صاحب نے اپنی آپ بیتی ممبر پر کھڑے ہو کر حاضرین محفل کو سنائی۔ صوفی صاحب موضع دولت پور کے رہائشی ہیں۔ کثیر العیال ہیں۔ در باری نعت خواں ہیں۔ قبلہ حضرت صاحب اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔

صوفی صاحب اکثر کسی نہ کسی پروگرام، جلسہ وغیرہ میں شرکت کرتے۔ ایک دفعہ صوفی صاحب ایک پروگرام میں مدعو تھے۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے قبلہ حضرت صاحب سے اجازت نہ لی تھی۔ دور دراز کا سفر تھا۔ ذرائع آمد و رفت بہت کم تھے۔

وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکے۔ جب پہنچے پروگرام جاری تھا۔ طویل مسافت اور تھکاوٹ اور بھوک کی وجہ سے بُرا حال تھا۔ انتظامیہ جلسہ نے بھی خاص پذیرائی نہ کی۔ اسی صورت حال میں سٹیج پر اپنی باری پر ہدیہ نعت پیش کیا۔

جلسہ کے اختتام پر جب واپسی کا ارادہ ہوا تو ایک شخص نے پذیرائی کی۔ اپنے ساتھ لے کر چلا۔ صوفی صاحب کی جان میں جان آئی۔ بھوک کی شدت تھی۔ دل میں خیال کیا۔ اب کھانے کو کچھ نہ کچھ ضرور مل جائے گا۔ مذکورہ شخص صوفی صاحب کو ایک

بیٹھک میں لے گیا۔ آرام کرنے کے لئے بستر دیا اور کہا۔ صوفی صاحب آرام کریں۔

کھانے وغیرہ کا کچھ نہ پوچھا۔ اور چلتا بنا۔

بھوک کی شدت کی وجہ سے نیند کو سوں دور تھی۔ قہر درویش برجان درویش۔

بستر بچھایا اور چارونا چارلیٹ گیا۔ آنکھیں بند کیں۔ قبلہ حضرت صاحب کا تصور کیا۔ دل

میں فریاد کی کہ بھوک کی شدت سے بُرا حال ہے۔ نیم خوابی کی سی کیفیت طاری ہوئی۔ کہ

قبلہ حضرت صاحب کی آمد ہوئی اور فرمایا! اللہ تیرے سرہانے بند الماری میں تیرے

لئے کھانا موجود ہے۔ اٹھ کر کھالے۔ یہ کہہ کر قبلہ حضرت صاحب تشریف لے گئے۔

سبحان اللہ! قبلہ حضرت صاحب کی زیارت اور دعوت طعام، لرزاتے ہاتھوں

اٹھ کر الماری کو کھولا۔ تو کھانا موجود پایا۔ بھرپور پلاؤ کی خوشبو آئی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ

کھانا ابھی ابھی تیار کر کے رکھا گیا ہے۔ ایک پلیٹ میں نمکین پلاؤ اور دوسری پلیٹ میں

زرہ گرم گرم موجود پایا۔ سیر ہو کر کھانا تناول کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پیر و مرشد کو

دعائیں دیں۔ اور عقیدت و احترام کے سمندر میں غوطہ زن پڑ کر سو رہا۔

جب گھر واپس ہوا تو قبلہ حضرت صاحب کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ قبلہ

حضرت صاحب نے فرمایا! اللہ دیتا بتاؤ کہ جن کے خصم زندہ ہوں۔ وہ اپنے ماننے والوں

کا خیال رکھتے ہیں کہ نہیں۔ دست بستہ کھڑا رہا۔ اور معافی چاہی۔ اور عرض کیا۔ کہ یا

حضرت یہ آپ ہی کا مقام و مرتبہ ہے، آپ کی بندہ نوازی ہے۔ جو مریدین کی خبر گیری

فرماتے ہیں۔



ڈوبتے کو سہارا

ہیبت پور شریف کے قریب ہی ایک سرانوالی گاؤں ہے۔ محمد یعقوب اس گاؤں کا رہنے والا ہے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کے صاحبزادے جناب میاں محمد جیؒ سے بیعت ہے۔ گذشتہ عرصہ تقریباً چوبیس پچیس سال سے ہر جمعہ کے روز نماز جمعہ ہیبت پور شریف جا کر ادا کرتا ہے۔

بیعت کے وقت صاحبزادہ جناب میاں محمد جی صاحبؒ نے جن نصاب سے نوازا۔ اُن پر عمل کرنے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔ پیر و مرشد نے حکم دیا کہ جھوٹ نہ بولنا۔ حتی الامکان کوشش کرتا کہ جھوٹ نہ بولا جائے۔ اور ایسے ہی ہوا کہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی جھوٹ اپنی زبان پہ نہ لایا۔

پیر و مرشد نے ایک حکم یہ بھی دیا کہ رزق حلال کھانا۔ اس پر عمل پیرا ہوا۔ تمام زندگی پھیری لگا کر گاؤں گاؤں جا کر برتن فروخت کئے ہیں۔ اس دوران نہ کسی سے پانی لے کر پیا اور نہ ہی کسی سے روٹی لے کر کھائی ہے۔ اسی وجہ سے منظور نظر رہا ہے۔

محمد یعقوب نے بتایا۔ کہ ایک دفعہ مجھ پر کڑا امتحان کا وقت آ گیا۔ برسات کے موسم میں بارش اس طرح مسلسل سات آٹھ روز تک برتی رہی کہ چاروں طرف جل تھل

ہو گیا۔ بارش کے پانی نے سیلاب کی صورت اختیار کر لی۔

جمعہ کا دن آ گیا۔ حسب معمول جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے ہیبت پور شریف

جانا بھی ضروری تھا۔ مگر تمام راستے معدوم تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پیرو مرشد

کو یاد کر کے اپنے گاؤں سرانوالی سے ہیبت پور شریف کی طرف روانہ ہوا۔

جب موضع پن (ادھو فٹا ح) پہنچا تو سڑک پانی سے کٹی ہو پائی۔ یا لوگوں نے

بامر مجبوری سڑک توڑ دی تھی۔ آمدورفت مکمل بند پائی۔ ٹوٹی ہوئی سڑک جو بہت بڑے

گڑھے کی شکل میں موجود تھی۔ اسے عبور کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا تھا۔

اسی شش و پنج میں مبتلا ہوا۔ پیرو مرشد کے تصور میں گم تھا۔ اور سوچ رہا تھا۔ کہ

آج ہیبت پور شریف جمعہ کی نماز کے لئے کیسے پہنچوں گا۔ اتنی دیر میں چھنگی شاہ خاکی کی

طرف سے چند آدمی آتے دکھائی دیئے۔ جنہوں نے سروں پر شہتیر (زمین کی مٹی برابر

کرنے والا سہاگہ) اٹھائے ہوئے تھے۔

ان آدمیوں نے وہ شہتیر اس کٹی سڑک پر اس طرح رکھے۔ کہ ایک چھوٹا سا پل

بن گیا۔ اور پیدل آنے جانے والوں کے لئے راستہ کھل گیا۔ البتہ پسرور سے اور دوسری

طرف گوجرنوالہ کی طرف سے آنے والی بسوں و یکنوں اور دوسری بڑی گاڑیوں نے

واپسی اختیار کی۔

دوسرے راہگیروں کے ہمراہ عارضی شہتیروں کی بنی پل عبور کی۔ اور بذریعہ

بس پسرور کی طرف روانہ ہوا۔ پسرور پہنچا تو دوسری مشکل آن پڑی۔ پسرور سے ہیبت

پور شریف جانے کے لئے دورا تے ہیں۔ ایک راستہ تو کچا ہے۔ بارشوں کے سبب اس

راستہ سے جانا زیادہ مشکل تھا۔

دوسرا راستہ کلاسوالہ روڈ کے ذریعے جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ سڑک بھی بارشوں کے سبب کوٹلی کے قریب ٹوٹ چکی ہے۔ بہر حال مجھے تو راستہ میں پلی نوشہرہ کے زیاں اتر کر پیرخانہ ہیبت پور شریف جانا تھا۔

میں نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور گاڑی پر سوار ہو چلا۔ نوشہرہ سکول کے چوک کے سٹاپ پر اترتا تو دیکھا کہ ہیبت پور شریف تک پانی ہی پانی ہے۔ کسی خاطر کو لائے بغیر پیدل ہی ہیبت پور شریف کی طرف چل پڑا۔ سکول کی پاس سڑک پر کافی چوڑا اور گہرا گڑھا پڑ چکا تھا۔ جس میں سے پانی نہایت تیزی سے گزر رہا تھا۔

میں نے اپنے آپ کو سپردِ خدا کیا اور پیر و مرشد کو یاد کیا۔ اور پانی میں چلنا شروع کر دیا۔ جب گڑھے میں اترنا۔ پاؤں رکھا ہی تھا کہ پانی میرے منہ تک آ گیا۔ دوسرا قدم زمین پر نہ لگا۔ معلوم نہیں گڑھا کتنا گہرا تھا۔ پانی سر پر سے گزر گیا۔ اب میں پانی کے رحم و کرم پر تھا۔ یہ میرے بس کی بات نہ تھی۔

میں پانی میں ڈوبنے لگا۔ ایسا محسوس ہوا کہ اب زندگی کا خاتمہ قریب ہے۔ ابھی میرے ہواس بحال ہی تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ پیر و مرشد صاحبزادہ جناب میاں محمد جی صاحب نے مجھے کندھے کے قریب پورے بازو کو اپنی گرفت میں لے لیا اور کھینچ کر پانی کے اس ہولناک گڑھے سے باہر نکال دیا۔

ظاہری طور پر تو کچھ نظر نہ آیا۔ لیکن بازو کو گرفت میں لے کر کھینچ کر باہر نکالنے کا احساس ضرور تھا۔ خیر میں اسے غیبی مدد سمجھ کر پیدل چل پڑا اور ہیبت پور شریف پہنچ گیا۔

کیا دیکھتا ہوں کہ پیرو مرشد صاحبزادہ جناب میاں محمد جی صاحبؒ باہر کنوئیں کے قریب کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر پوچھا! محمد یعقوب پہنچ گئے ہو۔

میں نے قدم بوسی کی اور سلام پیش کیا۔ آپؒ نے فرمایا۔ اتنے خراب موسم میں آج نہ آتے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ناغہ کرنے کا حکم نہ تھا۔ پیرو مرشد صاحبزادہ جناب میاں محمد جی صاحبؒ بہت خوش ہوئے اور دعائے خیر دی۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد واپسی کے لئے اجازت چاہی تو پیرو مرشد صاحبزادہ جناب میاں محمد جی صاحبؒ نے فرمایا۔ آج نہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ جناب اپنے مکان کا بھی مسئلہ ہے۔ لہذا اجازت فرمادیں۔ خیر اجازت مل گئی۔

پیرو مرشد صاحبزادہ جناب میاں محمد جی صاحبؒ کی دعاؤں کے بعد واپسی کے لئے روانہ ہوا۔ جب پکی سڑک پر پہنچا۔ تو ایک ٹریکٹر نے ہارن دے مجھے بلایا اور پوچھا کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا پرسرور جانے کے لئے نکلا ہوں۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ ٹریکٹر پر بیٹھنے کی دعوت دی۔ اس کی اجازت سے میں اس کے ساتھ ٹریکٹر پر بیٹھ گیا۔ اور پرسرور کے لئے روانہ ہو گئے۔

راستہ میں پرسرور جاتے ہوئے میں نے اس سے پوچھا کہ اس خراب موسم میں پرسرور کسی ضروری کام کی غرض سے جا رہے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے تو کوئی ضروری کام نہیں۔ البتہ میں تو اپنے گھر کے برآمدہ میں سویا ہوا تھا۔ کہ مجھے کسی نے جگا کر حکم دیا کہ ایک شخص پرسرور جانا چاہتا ہے اس کو وہاں پہنچا دو۔ میں فوری طور پر اپنے پاس کھڑے ٹریکٹر پر بیٹھ کر سڑک پر آ گیا۔ پھر تم سے ملاقات ہوئی۔

اس وقت بارش کے سیلابی پانی کی سطح اس قدر بلند تھی کہ ٹریکٹر اگلے دونوں ٹائر پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ٹریکٹر پانی کی زیادتی کی وجہ سے بند نہیں ہوا۔ مسلسل چلتا رہا۔ پسرورا کر میں بحفاظت اپنے گھر پہنچ گیا۔



ان پڑھ کو باطنی طور پر پڑھا دیا

یہ کرامت امام مسجد بشیر احمد ساکن کوٹلی باجوہ نے یوں بیان کی۔ کہ ایک دفعہ قبلہ حضرت صاحبؒ اپنی تصنیف شدہ کتاب ”سید المرسلین“ چھپوا کر تقسیم فرما رہے تھے۔ مجھ سے قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ تم بھی یہ کتاب لے لو۔ میں ہچکچایا۔ کیونکہ میں ان پڑھ تھا۔ کسی قسم کی کتاب نہ پڑھ سکتا تھا۔

لہذا میں نے عرض کیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ میں تو ان پڑھ ہوں۔ یہ کتاب کیسے پڑھوں گا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔ کتاب لے جاؤ۔ تو پڑھنے بھی لگو گے۔ چنانچہ میں نے قبلہ حضرت صاحبؒ کے حکم کی تعمیل کی اور کتاب لے لی۔

جب گھر واپس آیا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کے الفاظ میرے دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے۔ ”پڑھ لو گے۔“ قبلہ حضرت صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق میں نے کتاب کو کھول کر پڑھنے کی کوشش کی۔ پھر کیا تھا۔ چند ہی دنوں میں کتاب کو روانی سے پڑھنے لگا۔ اور پڑھنے میں ایسی روانی آئی جیسے میٹرک پاس کی ہوئی ہو۔ اب ہر کتاب با آسانی پڑھ لیتا ہوں۔



شجرہ شریف مجمل

رحم فرما اس گدا پر اے خدائے ذوالجلال
بخش جو مانگوں عطا کر دل کے سب مقصد میرے
حضرت صدیق و سلمان و قاسم و جعفر امام
سید امام شاہ حسن حضرت امام شاہ حسین
حضرت امام شاہ باقر کی طفیل اے ذوالکرام
با یزید بوالحسن منصور خواجہ کی طفیل
عبد خالق بھی محمد عارف و محمود شیخ
بوعلی رامیتنی بابا سماسی باسنا
موجد طریق نقشبندی یعنی بہاؤ الدین شاہ
خواجہ یعقوب عبید اللہ کے صدقے بخش دے
نیز درویش محمد خواجہ املنگی محمد
الف ثانی کہ مجددین نبوی کے امام
خواجہ معصوم حجتہ اللہ حضرت خواجہ زبیر

ذات اپنی کبریا اسم علاء کے واسطے
سرور عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
مرتضیٰ شاہ علی شمس الہدیٰ کے واسطے
شاہ زین العابدین طالب رضا کے واسطے
کر کرم جعفر امام و راہنما کے واسطے
کر فضل بوعلی یوسف مقتدا کے واسطے
سرور عزیز ان علی سینہ صفا کے واسطے
حضرت میر کلال باعطا کے واسطے
شیخ علاؤ الدین میر اولیا کے واسطے
بھی محمد زاہد تارک ہوا کے واسطے
حضرت محمد باقی باللہ خوش ادا کے واسطے
خواجہ احمد یعنی شاہ اولیاء کے واسطے
بھی محمد اشرف اپنے آشنا کے واسطے

شاہ جمال اللہ عیسیٰؒ خواجہ فیض اللہؒ پیر خواجہ نور محمدؒ با وفا کے واسطے
 شیخ بابا فقیر محمدؒ خواجہ احمد نبی خواجہ حضرت نامدار ہادی ہدی کے واسطے
 از برائے شاہ چمنؒ اولیاؤں میں شمار بھی محمد امین شاہؒ ماہ ضیاء کے واسطے
 ناظر انوارِ طریقت راہ دین کے پیشوا شیخ فضل الرحمنؒ یعنی پیر ما کے واسطے
 خاتمہ میرا علی الایمان فرمانا خدا نفس و شیطان سے بچانا شیخ ما کے واسطے
 سوز و عشق اپنے سے یاربؒ سینہ میرا دے جلا محمد یعقوبؒ ہیبت پوری سینہ صفا کے واسطے



فرموداتِ درویشؒ

- ☆ مخلوق خدا کی خدمت ہی شعار زندگی ہو۔
- ☆ کسی کو بُرا نہ کہو۔ بلکہ اخلاق سے اصلاح کرو۔
- ☆ جھوٹ۔ غیبت۔ حسد۔ تکبر سے کنارہ کشی کرو۔
- ☆ دینی مسئلہ محبت سے سمجھاؤ۔
- ☆ فضول بحث مباحثہ نہ کرو۔
- ☆ شریعت کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔
- ☆ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت عمل کرو۔
- ☆ علم سیکھو اور سکھاؤ۔
- ☆ پرہیزگار بننے کی کوشش کرو۔
- ☆ نماز باجماعت ادا کرو۔
- ☆ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرو۔
- ☆ اپنے آپ کو گننام رکھو۔
- ☆ کسی کا ضامن نہ بنو۔

- ☆ کم کھانے۔ کم سونے۔ کم بولنے کی عادت ڈالو۔
- ☆ لوگوں کے ساتھ دنیاوی کاموں میں مشغول نہ ہو جاؤ۔
- ☆ عورتوں۔ بدعتیوں اور دولت مندوں سے الگ رہو۔
- ☆ راگ نہ سنو۔ اس سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور دل مردہ ہو جاتا ہے۔
- ☆ زیادہ ہنسنے۔ قہقہے لگانے سے بچو۔ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔
- ☆ لوگوں کو شفقت کی نگاہ سے دیکھو۔
- ☆ کسی کو اپنے سے حقیر نہ سمجھو۔
- ☆ اپنے ظاہر کو زیادہ آراستہ نہ کرو۔ یہ باطن کی خرابی ہے۔
- ☆ تن۔ من۔ دھن سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خدمت کرو۔
- ☆ دل کو ہمیشہ غمگین رکھو۔
- ☆ بدن کو ہمیشہ بیمار رکھو۔
- ☆ آنکھوں کو ہمیشہ روتی رکھو۔
- ☆ اپنے عمل کو ریا سے پاک رکھو۔
- ☆ دعا میں عاجزی اختیار کرو۔
- ☆ کپڑے پرانے رکھو۔
- ☆ درویش کو اپنا رفیق بناؤ۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنا سرمایہ بناؤ۔
- ☆ مسجد کو اپنا گھر بناؤ۔

- ☆ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا مددگار سمجھو۔
- ☆ جھوٹ کو ایمان کا دشمن سمجھو۔
- ☆ کسی سے سوال کرنے کو اپنی عزت کا دشمن سمجھو۔
- ☆ غصہ کو عقل کا دشمن سمجھو۔
- ☆ بددیانتی کو دولت کا دشمن سمجھو۔
- ☆ جو چیز اپنے لئے پسند کرو۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔
- ☆ جو چیز اپنے لئے ناپسند ہو۔ وہی دوسروں کے لئے ناپسند کرو۔
- ☆ حلال روزی کھاؤ۔
- ☆ جہالت کو سب سے بڑی تاریکی سمجھو۔
- ☆ ہمسایہ کو اپنا عزیز سمجھو۔
- ☆ گزرا ہوا دن بہت دور سمجھو۔
- ☆ موت کو قریب ترین سمجھو۔
- ☆ صحت کو اعلیٰ اور سب سے بڑی نعمت سمجھو۔
- ☆ وقت کی قدر کرو۔
- ☆ جو وقت یاد الہی میں گزرے اسے غنیمت سمجھو۔
- ☆ جوانی کو بڑھاپے سے غنیمت سمجھو۔
- ☆ صحت کو بیماری سے غنیمت سمجھو۔
- ☆ امیری کو غربی سے غنیمت سمجھو۔

- ☆ فراغت کو مشغولی سے غنیمت سمجھو۔
- ☆ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو۔
- ☆ نیک کاموں کی ترغیب دو۔
- ☆ گناہ سے بچنے کی تاکید کرو۔
- ☆ سستی اور جلد بازی سے بچو۔
- ☆ فضول خرچی اور کنجوسی سے بچو۔
- ☆ بُری مجلسوں سے بچو۔
- ☆ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔
- ☆ اپنی اولاد کو علم دین اور ہنر سکھاؤ۔
- ☆ دین سے غفلت اپنی بربادی سمجھو۔
- ☆ بڑوں کا ادب کرو۔
- ☆ چھوٹوں سے شفقت کرو۔
- ☆ موت کو ہر وقت یاد رکھو۔
- ☆ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو۔
- ☆ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھو۔
- ☆ دوسروں کے لئے دعا کیا کرو۔
- ☆ ہر وقت با وضو رہنے کی کوشش کرو۔

☆ ☆ ☆

ذکرِ خلفائے عظام

خلفاءِ خلیفہ کی جمع ہے۔ خلیفہ لفظِ خَلْف سے ماخوذ ہے۔ خلف کے معنی ہیں۔ نائب، پیچھے آنے والا، جانشین اور وارث کے ہیں۔ خلف الصدق سچے جانشین کو کہتے ہیں۔

خلیفہ وہ ہوتا ہے جس کے پاس علم بھی ہو اور اختیارات بھی ہوں۔ خلافت بڑی ذمہ داری اور بہت بڑی امانت ہے۔ اس کی کماحقہ حفاظت اور نگہبانی اس شخص کا کام ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے روزِ اوّل سے چن لیا ہو۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اے مقام نہ زوروں حاصل، نہیں عقل توں ڈھونڈی

جان تک بخشے نہ بخشہارا، صفت کمال نہ کوئی

سلسلہ سُرِیقت میں شیخ اپنے مریدوں میں سے جس کو اس کے قابل سمجھتے ہیں یا

جس کو قابل بنا دیتے ہیں۔ اس کو خلعتِ خلافت سے نوازتے ہیں۔ خلیفہ اس بات کا اہل

ہو کہ وہ اپنے شیخ کی ظاہری، روحانی اور باطنی تعلیم دوسروں تک پہنچا سکے۔ تاکہ شیخ کی فیوض و برکات کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پائے۔

جہاں دے عشق سمایا، اوہ نہ مرن کدائیں
اوہ زندہ اوہ زندہ ہر دم، یارا بھل نہ جائیں

جو شخص جس کا خلیفہ بنے وہ اس کے حقائق و معارف، عادت و معاملات اور خصائل و شمائل کا مظہر ہو۔ یہ حقیقی خلافت کی بات ہے۔ رسمی خلافت کی نہیں۔ یہ خاصان خدا کے لئے ترقیات ظاہری و باطنی کا پہلا سبق ہے۔

ان تمام تعلیمات کا سرچشمہ اور منبہ سرکارِ دو عالم اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جہاں سے یہ روشنی چلتی آرہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہے گا۔

خلفائے عظام کا ذکر کرنے سے قبل آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین کے متعلق چند کلمات پیش خدمت ہیں۔

i- ☆ صاحبزادہ مولانا درویش محمد جی آستانہ عالیہ ہیبت پور شریف یہ قبلہ حضرت

صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ خلف الصدق اور حقیقی جانشین ہیں۔

خدمت خلق میں، زہد و ورع میں، سوز و درد میں، علم و عمل میں، اخلاق و اصلاح

میں اور جو دو سخا میں یگانہ روزگار تھے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کے بعد آپ ہی سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ 22 مارچ 1999ء بروز سوموار خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ قبلہ حضرت صاحبؒ کے بائیں پہلو میں آرام فرما رہے ہیں۔

☆ صاحبزادہ علامہ درویش محمد یار جیؒ صاحبزادہ مولانا درویش محمد جیؒ کے بیٹے اور قبلہ حضرت صاحبؒ کے بڑے پوتے تھے۔ آپ نے انہیں کندن بنایا۔ حلم و حیا، علم و فضل، مہر و وفا، جبین خوش نما، مقرر شیریں بیاں اور خادم دین تھے۔ آپ نے ماہنامہ رسالہ 'جام درویش' بھی جاری کیا۔ آستانہ عالیہ پر قائم مدرسہ محمدیہ کے مہتمم اعلیٰ بھی رہے۔ اپنے والد بزرگوارم کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ کو دنیا ئے فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ قبلہ حضرت صاحبؒ کے دائیں پہلو میں مدفون ہیں۔

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

☆ صاحبزادہ درویش حافظ و حید الحق صاحب دامتہ برکاتہ صاحبزادہ مولانا درویش محمد جیؒ کے بیٹے اور محمد یار صاحبؒ کے سب سے چھوٹے بھائی ہیں۔ درویش محمد جیؒ نے اپنی زندگی میں ہی آپ کے سینہ میں عشق و محبت اور علم و حلم کی شمع جلادی۔ درویش محمد یار جیؒ کے بعد آپ ہی آستانہ عالیہ پر تمام تر ذمہ داریاں بحسن و خوبی نبھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل اور حکمت و عمر میں برکت عطا فرمائے۔ بفضلہ تعالیٰ فیوض و برکات کا ایک بحر بے کراں موجزن ہے۔

خلفائے عظام

- 1 ☆ پروفیسر صاحبزادہ محمد احمد صاحبؒ یہ قبلہ حضرت صاحبؒ کے منجلیے صاحبزادے علم و بیان میں یگانہ، مقرر با کمال تھے۔ سیاست سے بھی لگاؤ رہا۔
- 2 ☆ علامہ درویش محمد یعقوبؒ قبلہ حضرت صاحبؒ کے ہم نام تھے۔ آپؒ سے دینی تعلیم حاصل کی اور آپؒ کے خاص منظور نظر تھے۔ بہت بڑے عالم اور درویش تھے۔ آپ نے دین کے لئے ساری زندگی وقف کر رکھی تھی۔ کامونگی میں کئی مسجدیں بنوائی۔ آخری ایام تک خطابت اور امامت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ کامونگی میں ہی مدفون ہیں۔ اللہ والے مشہور ہوئے۔
- 3 ☆ صاحبزادہ مولانا محمد حسین صاحب لوہار کے شریف۔ یہ بہت بڑے عالم اور حضرت جی لوہار کے والوں کے بڑے صاحبزادے ہیں۔
- 4 ☆ حکیم قاضی محمد سعید جیؒ صاحب یہ قبلہ حضرت صاحبؒ کے اولین مرید ہیں۔ زاہد و عابد، متقی، صاحب درد حکیم اور کاتب تھے۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کی تصنیف شدہ کتب کی کتابت بھی آپ نے فرمائی۔ اول ساکن پسرور پھر وڈالہ سندھواں اور بعد گوجرانوالہ چھپڑ والی رہائش اختیار کر لی۔

5- ☆ باباجی سردار محمد صاحب ذاکر باکمال اور صاحب دل تھے۔ قبرستان موسیٰ پور شریف میں مدفون ہیں۔ محافل ذکر میں ان سے بڑا روحانی کیف حاصل ہوتا تھا۔

6- ☆ مولوی محمد علی صاحب یہ قبلہ حضرت صاحب کی تصانیف بڑی محبت سے پڑھ کر سناتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام تک موضع کھیوا باجوہ میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ساکن ننگل مرزا

7- ☆ مولانا مستری صوفی محمد عبداللہ جی پسروری کو قبلہ حضرت صاحب نے روحانی مشینری کا کارگیر بنا دیا۔ طبیعت میں سادگی، ریاضت کاری سے نفرت، باطنی ذاکر، فقہی عالم اور درود رکھتے ہیں۔ یہ کالا چک ڈسکہ روڈ کے اولین ساکن تھے۔ بعد میں پسرور محمد پورہ اور آخر میں گوجرانوالہ سکونت اختیار کی۔

8- ☆ مولانا ڈاکٹر ایم بی عابد صاحب یہ خطیب، ادیب، شاعر، روحانی و جسمانی طبیب ہیں۔ مدنی مسجد حنیفہ سلیم پارک لاہور میں خطابت فرماتے رہے ہیں۔ رہائش بھی لاہور ہی میں ہے۔

9- ☆ صوفی محمد اعظم صاحب نو عمری سے ہی عشق حقیقی کے شکار ہیں۔ خوب رو، فاضل، ظاہری و باطنی علم میں یگانہ، طبیعت میں سادگی، علیحدگی پسند، مستور الحال، ہمہ وقت غلبہ استغراق ہیں۔ سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔

10- ☆ مولانا محمد اشرف صاحب عالم و فاضل اور عامل ہیں۔ ساکن سہالیہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ

- 11 ☆ حکیم صوفی محمد سعید صاحب صاحب درد ہیں۔ ڈالو والی میں سکونت ہے۔
- 12 ☆ صوفی نور محمد صاحب ساکن جہلم
- 13 ☆ مولانا محمد بخش صاحب قبلہ حضرت صاحب کے بھانجے، مقرر اور اعلیٰ بیان ہیں۔ ننگل مرزا میں دولت خانہ ہے۔
- 14 ☆ مولانا غلام نبی صاحب مدرسہ عقیدہ رضویہ کے مہتمم اور مرکزی جامع اہلسنت کے خطیب تھے۔ رہائش کلاسوالہ میں تھی۔
- 15 ☆ مولانا عنایت اللہ صاحب اسم با مسمیٰ ہیں ساکن غوث پور تحصیل ڈسکہ
- 16 ☆ مولانا مراد علی صاحب بڑے درد والے، مخلص، خلیق اور شاعر ہیں۔ ساکن پورب
- 17 ☆ سید فرخ حسین شاہ صاحب بڑے درد و عشق والے ہیں۔ خان پور سیداں میں رہتے ہیں۔
- 18 ☆ صوفی سعید احمد بڑے متقی بزرگ ہیں۔ پینشنر پولیس ساکن ڈیریا نوال تحصیل نارووال
- 19 ☆ صوفی حسن دین صاحب نہایت سادہ طبیعت کے بزرگ تھے۔ لاہور میں مقیم ہیں۔
- 20 ☆ صوفی محمد صادق صاحب عاشق بزرگ تھے۔ ساکن لاہور
- 21 ☆ غشی اللہ رکھا صاحب فانی قبلہ حضرت صاحب نے فانی کا خطاب عنایت فرمایا تھا۔ (جو فنا ہو جاتا ہے اسے بقا حاصل ہو جاتی ہے۔) ڈلیکی گورایہ میں

رہائش پذیر تھے۔

☆ -22 صوفی غلام حسین صاحب پٹواری منکسر المزاج اور سادہ طبیعت والے،

صاحب دردرویش ہیں۔ لیہ میں مقیم ہیں۔

☆ -23 صوفی اللہ دتہ صاحب درباری نعت خواں، یہ قبلہ حضرت صاحبؒ کے سفر و

حضر کے ساتھی ہیں۔ جب نعت شریف پڑھتے ہیں تو سامعین پر وجد طاری ہو

جاتا ہے۔ رہائش دولت پور میں ہے۔

☆ -24 مولانا محمد رفیق صاحب واعظ خوش بیان، خطیب اہلسنت بزرگ

ہیں۔ ساکن آدورائے ضلع گوجرانوالہ

☆ -25 مولانا محمد عنایت اللہ صاحب قبلہ حضرت صاحبؒ سے تعلیم حاصل کی۔

عالم و فاضل ہیں۔ قبلہ حضرت صاحبؒ کا کلام بڑے درد سے پڑھتے ہیں۔

گھونیکے میں رہ رہے ہیں۔

☆ -26 مولانا محمد ہدایت اللہ صاحب پسروری بے بدل مقرر، نکتہ دان ہیں۔ قبلہ

حضرت صاحبؒ کی ان پر خاص عنایت ہی مدرسہ ہدایت القرآن ملتان کے

مہتمم ہیں۔

☆ -27 مولانا رحمت علی شاہ صاحب دینی تعلیم قبلہ حضرت صاحبؒ سے حاصل کی

نہایت سادہ طبیعت رکھتے ہیں۔ لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔

☆ -28 پیر محمد بشیر صاحب ساکن لنگے شریف

☆ -29 حکیم غلام باہو صاحب بڑے دانا اور صاحب درد ہیں۔ بھاگووال تحصیل

پسرور کے رہائشی ہیں۔

☆ مولانا حاجی دین محمد صاحب عشق والے اور درد والے بزرگ ہیں۔ -30

دولت خانہ ماڑھی درویشاں نزد کا مونکے میں ہے۔

☆ مولانا برکت علی صاحب مسجد بھولا پیر کے خطیب ہیں۔ بے انتہا سادگی

پسند، عالم باعمل اور عشق والے بزرگ ہیں۔ کا مونکے میں رہائش پذیر ہیں۔

☆ مولانا محمد بشیر صاحب مولانا محمد اسحاق مرحوم کے بڑے صاحبزادہ اور

قبلہ حضرت صاحب کے بھتیجے ہیں۔ عالم فاضل اور درویش ہیں۔ ساکن موسیٰ

پور شریف

☆ صوفی محمد رفیق صاحب مؤذن، صاحب درد، صاحب ذوق ہیں۔ مستانہ

دار زندگی گزار رہے ہیں۔ ساکن تلونڈی عنایت خاں

☆ صوفی حبیب اللہ صاحب آپ ہر جمعہ مبارک آستانہ عالیہ پر ہی ادا فرمایا

کرتے تھے۔ شکر گڑھ میں رہائش پذیر تھے۔

☆ مولانا الطاف محی الدین صاحب ظاہری و باطنی حسن کے ساتھ جامعہ

قادریہ میں استاد ہیں۔ سیالکوٹ میں مقیم ہیں۔

☆ صوفی محمد شریف صاحب اولین خلفاء میں سے تھے۔ زہد و تقویٰ میں اعلیٰ

مقام تھا۔ گوجرانوالہ میں مقیم تھے۔

☆ صوفی عنایت اللہ صاحب اولین خلفاء میں سے ہیں۔ بڑے عابد و زاہد

تھے۔ ساکن پسرور

38- ☆ علامہ درویش محمد جی ثانی "عالم، فاضل، محقق اور عشق و سوز و محبت والے بزرگ تھے۔ آپ سے بہت فیض جاری ہوا۔ اعلیٰ قسم کے طبیب اور مقرر تھے۔ دوران تقریر تصوف کے بہت سے نکات بیان کرتے تھے۔ ساکن ننگل پور مرزا نزد پسرور

39- ☆ علامہ صوفی محمد انور صاحب عالم، فاضل اور عشق والے بزرگ ہیں۔ قلعہ کالروالا میں عرصہ دراز سے مسجد کے خطیب ہیں۔ بڑی عالمانہ مدلل تقریر فرماتے ہیں۔

40- ☆ احمد حسن عارف صاحب خاندانی حکیم ہیں۔ بڑے درد و محبت والے

بزرگ ہیں۔ خلیفہ محمد شریف کے صاحبزادے ہیں۔ ساکن گوجرانوالہ

41- ☆ قاری عارف اللہ صاحب باعمل بزرگ ہیں۔ گوجرانوالہ میں مقیم ہیں۔

42- ☆ درویش حضور احمد صاحب تین پشتوں سے آستانہ عالیہ کی خدمت کر رہے

ہیں۔ زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت ان کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ سفر و حضر میں قبلہ

حضرت صاحب کے بعد میاں محمد جی اور میاں محمد جی کے ہم سفر رہے ہیں۔

اور تاحال دے رہے ہیں۔ بھائی کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ کھیوا باجوہ میں رہائش پذیر ہیں۔

43- ☆ محمد یار صاحب بڑے عبادت گزار اور ملنسار بزرگ ہیں۔ خلیفہ صوفی

عنایت اللہ کے صاحبزادے ہیں۔

44- ☆ صوفی محمد اسماعیل صاحب نہایت شفیق، عبادت گزار بزرگ تھے۔

سرانوالی میں مقیم تھے۔

☆ محمد یعقوب صاحب صوفی محمد اسماعیل صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ نماز

جمعہ بلاناغہ آستانہ عالیہ پر ادا کرتے ہیں۔ تصنع سے نفرت اور پیار والے ہیں۔

☆ صوفی محمد صادق صاحب ابتدا میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کے مرید

تھے۔ بعد میں قبلہ حضرت صاحب سے روحانی فیض حاصل کیا۔ شکر گڑھ میں

مقیم تھے۔

☆ حاجی عبدالعزیز صاحب صاف دل، صاف گو بزرگ تھے۔ لاہور میں

رہائش پذیر تھے۔

☆ صوفی مہربان صاحب نہایت منکسر المزاج اور سوز والے بزرگ تھے۔ ہر

سال عرس مبارک پر تڑپن کام ذمہ داری سے نبھاتے تھے۔ لاہور میں مقیم

تھے۔

☆ صوفی محمد اشرف صاحب جہاں دیدہ، سادگی پسند بزرگ ہیں ساکن لاہور

☆ علامہ محمد سعید صاحب آستانہ عالیہ سے تعلیم یافتہ عالم فاضل ہیں مقرر شعلہ

بیاں، شفیق اور مفسر ہیں۔ دولت خانہ مرید کے میں ہے۔

☆ غلام مصطفیٰ صاحب عبادت میں محو، سوز و گداز والے ہیں۔ رہائش ملتان

میں ہے۔

☆ ماسٹر عبدالحمید صاحب خلیفہ صوفی حبیب اللہ کے صاحبزادے ہیں۔

بہت نیک سیرت ہیں۔ شکر گڑھ کے رہائشی ہیں۔

- ☆ صوفی عبدالرشید صاحب سادہ طبیعت اور سادگی پسند ہیں۔ ساکن نور پور -53
- ☆ ماسٹر محمد اسلم صاحب باعمل، ملنسار اور سادہ طبیعت والے ہیں۔ پر جوش مقرر ہیں۔ ساکن گھگھے -54
- ☆ محمد یونس صاحب دانا، عبادت گزار اور عشق والے ہیں۔ ڈسکہ میں مقیم ہیں۔ -55
- ☆ صوفی نور محمد صاحب عشق اور مستی والے بزرگ تھے۔ ساکن اکبر -56
- ☆ مشتاق صاحب والہانہ محبت و عقیدت والے ہیں۔ ساکن کسووال -57
- ☆ صوفی اللہ باقی صاحب بڑے عشق و محبت والے ہیں۔ ساکن کسووال -58
- ☆ حافظ صوبے خاں صاحب نہایت شفیق اور سادہ طبیعت والے ہیں۔ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ -59
- ☆ محمد اکرم صاحب نہایت منکسر المزاج، سادگی پسند ہیں۔ ساکن نارووال -60
- ☆ صوفی محمد اشرف صاحب ملنسار اور سادہ طبیعت والے ہیں۔ تصنع سے نفرت ہے۔ اول ساکن کھیو ابا جوہ اب روہڑی میں مقیم ہیں۔ -61
- ☆ صوفی نذیر احمد صاحب سادگی پسند ہیں۔ پسرور کے رہائشی ہیں۔ -62
- ☆ صوفی نذیر احمد صاحب سادگی پسند اور محبت والے ہیں۔ ساکن نارنگ منڈی -63
- ☆ صوفی حسن دین صاحب وثق و درد والے ہیں۔ ساکن اکبر -64
- ☆ صوفی افضل صاحب نہایت سادگی پسند اور نیک طبیعت کے مالک ہیں۔ -65

بھیگو وال میں رہتے ہیں۔

☆ صوفی عنایت اللہ صاحب ان پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات ہیں۔ -66

بھو بھنگی میں مقیم ہیں۔

☆ صوفی امانت علی صاحب ملنسار، سادہ طبیعت اور محبت والے ہیں۔ گنگور -67

ضلع نارووال میں سکونت پذیر ہیں۔



دعا

اے رب العالمین!

سب کے مالک، خالق و رازق۔ تو ان بندوں کی طفیل کہ تو ان سے اور وہ تجھ سے راضی اور خوش ہیں۔ خواب غفلت کے سوئے ہوؤں کو بیداری عنایت کر۔ بے راہ رہروں کو اطاعت کی خلعت پہنا کر صراط مستقیم پر چلا اور گمراہی کے جنگل میں بھٹکنے والے پیاسوں کو عنایت کا شربت پلا۔

حضرت محمد مصطفیٰ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم۔ امی۔ عربی اور ان کی آل پاک کی طفیل برکت اپنی رحمت فرما۔ بلا شک تو ارحم الراحمین ہے اور گناہ نگاروں کی بخشش فرما کہ تو غفور الرحیم ہے۔ اور یوم حساب اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ کہ تو نے ان کو شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج پہنا کر بھیجا ہے۔

میرے مولا! ہیبت پور شریف کے باسیوں کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھ۔ آپ سے ان کی محبت کو قائم رکھ۔ سب کی آپس میں الفت و محبت پیدا فرما۔ آستانہ عالیہ والوں کی روحانیت میں ترقی عطا فرما۔ آستانہ پر آنے والوں کی آخرت بہتر فرما۔ آستانہ عالیہ کو حاسدوں کے حسد۔ شرپسندوں کے شر۔ شیطان کی شیطانت سے محفوظ

فرما۔

سب کے والدین عزیز واقارب۔ آل اولاد۔ دوست احباب۔ پیر بھائی اور
سب پڑھنے سننے والوں کا خاتمہ عشق و محبت اور کامل ایمان کے ساتھ فرما۔ قبر حشر نشتر میں
رفاقت شیخ ما کے ہمراہ اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرما اور اپنے مبارک
لقا سے مشرف فرما۔ آمین

یا الہی! آپ کے عرفان کی روشنی سے تاقیامت طالبان و تشنگان بہرہ مند
ہوتے رہیں۔ آپ کے منظور نظر ولی ابن ولی چشمہ فیوض و برکات سجادہ نشین پیر طریقت
رہبر شریعت قبلہ حافظ و حید الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی عمر دراز۔ صحت و تندرستی
اور ان کا سایہ قائم دائم فرما۔

آپ کے شانہ بشانہ خدمت دین و خدمت خلق خدا میں شب و روز مصروف اور
دکھیوں کے دکھ سمیٹنے والے صاحبزدگان محترم المقام صاحبزادہ حامد رضا محسن اور صاحبزادہ
فدا الحق صاحب دامت برکاتہم عالیہ کے سینوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کی
روشنی میں لیل و نہار اضافہ فرما اور دنیا و آخرت میں بلند درجات اور اعلیٰ مقامات عطا
فرما۔

صاحبزادہ محمد اویس ابن محمد یار صاحب مدرسہ کے انتظام و انصرام کی تمام تر
ذمہ داریاں نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک اعمال
میں خیر و برکت فرما۔

الہی روشن کر ساتھ علم کے دل ہمارے اور استعمال کرو اسطے بندگی اپنی کے

بدن ہمارا۔ پاک کرفتوں سے باطن ہمارا اور مشغول کر ہمیں آخرت کے فکر میں۔ اور بچا ہمیں شیطان کی بدی اور وسوسوں سے۔ اور پناہ دے ہمیں شیطان مردود سے۔ تاکہ نہ ہونے پائے ہم پر غلبہ اس کا۔ یا اللہ بحرمت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ میری یہ عاجزانہ مسکینانہ دعائیں کر قبول۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم و تب علینا انک تو اب الرحيم

مولایا صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلہم

یا حضرت ہم آتے رہیں درد دل سنانے کو
خدا سدا سلامت رکھے آپ کے آستانے کو



Marfat.com

Marfat.com

جلوہ دست قدرت
 باد مصطفیٰ
 یان میلاد
 چہنم علم حکمت
 سیرت عفت عظیم
 جہان انبیا
 خطبات الہیہ
 رہنمائے نقابت
 مہر شہدائے اقطاب
 شان رسول
 خطبات مجددیہ
 خطبات نورانی
 نورانی حکایات
 شان حبیب ابدی
 سال بگذشت ثنائی
 غنیمت الطاہرین
 مسلمان کا عقیدہ
 یونان خدیوہ
 بیخ گوہران
 تذکرۃ الاولیاء
 اختصار
 جاری ذمہ داریاں

شہداء القادریہ
 سید صیق اکبر
 خرمیناوت
 جہان اولیاء
 منہ الامرار
 عبت عبت
 کشف المحجوب
 شان کرم

تفویض و تولیہ
 تفریح انوار
 قیامین و بعدا
 تذکرہ
 مجددین اسلام
 حیدر علی شاہ
 وزیر



مجموعہ نجات رسول کریم

انوار اولیاء



شان حبیب المنعم
 من المسلم
 روایات

چہنم علم حکمت
 زندہ باد

نور انوار انوار

امام رضا اور شیخ مصطفیٰ

احباب بدر
 فیوض نبوت یزدانی الفتح الربانی
 مولانا امجد علی صاحب
 مصطفیٰ سیرت
 خطبات نبوت شام
 مولانا حافظ خان محمد قادری
 کی تقریریں

بزرگ

مولانا امجد علی صاحب
 قادری

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

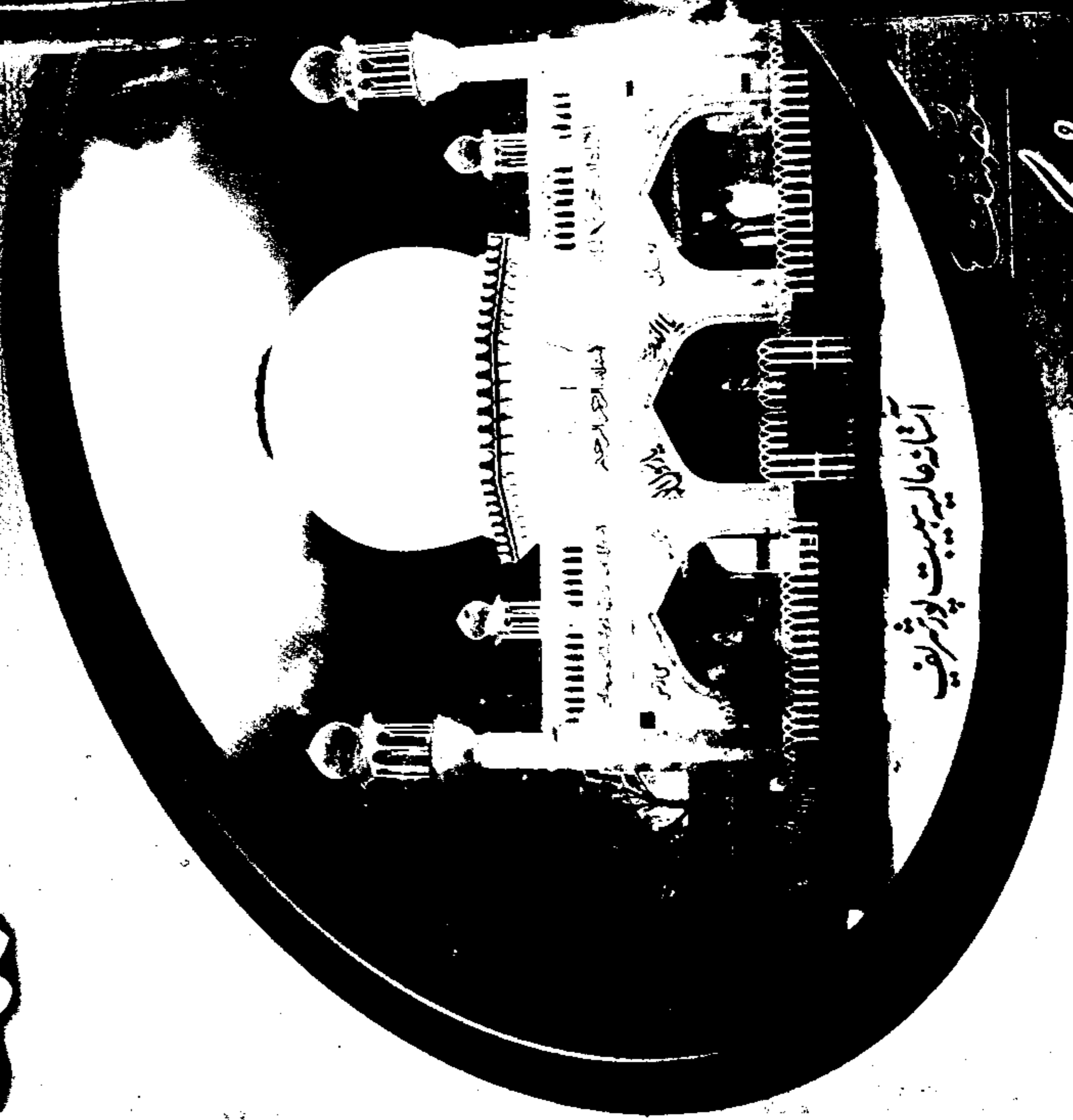
کتاب ہائے نور
 فنون الغیب

6686

Destination
at number

در طریق

۱۰۷۲



محمد اکرم

قادری رضوی کتب خانہ لاہور